U.92337

June 1937 Regd L. N

رسائل ۷۵۳

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

رسالہ اشاعت اسلام

اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

مجریہ



شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام بانیٔ ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لا لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (عیمر) سالانہ

قیمت ۔ ۔ ۔ روپے (شلنگ) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام ۔ عزیز منزل ۔ ۔ ۔ انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　**اللہ اکبر**　　　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ اور چاہیے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے گو مشرکوں کو برا ہی کیوں نہ لگے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز　　　　شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ۔ امریکہ و کل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) تشکیلِ مشن۔ ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس کا نام **ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ** ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) اغراض و مقاصد۔ (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ وارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) تبلیغی مسلک۔ (۱) مشن کی تبلیغ فقط لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تک محدود ہے (۲) اس کو کسی فرقہ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامت نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ۔ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لیے مفت بھیجا جاتا ہے (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع کی جاتی ہے (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے۔ جس میں نومسلمین مسلمین و مسلم طلباء کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے



William George Ward

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں ۔ کیونکہ اس رسالہ کی آمد بہت حدتک مسلم مشن ووکنگ کے اخراجات کی کفیل ہے ۔ رسالہ ہذا کی بغیر اشاعت ووکنگ مشن کے ۱/۴ اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے

فہرست مضامین

LAR JUNG ESTATE LIBRARY
(Oriental Secti...)
URDU PRINTE...
Accession ...
Subject ... No

رسالہ اشاعتِ اسلام

جلد ۲۳ — بابت ماہ جون ۳۷ء مطابق ربیع الاول ۵۶ھ — نمبر ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ جون ۱۹۳۷ء

شخصیّت کامل

(اقتباس از "نبی کامل" مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم)

کسی انسان کی عظمت کا دارومدار معجزات دکھانے پر نہیں ہوتا۔ اور نہ خیال آرائیوں اور مواعیظ حسنہ سے اس کی شہرت میں چار چاند لگ سکتے ہیں۔ یہ تو امور رفتنی وگزشتنی ہیں۔ اصلی عظمت زبردست اور کامل شخصیت ہی سے کلیتہً وابستہ ہوتی ہے"۔ شخصیت ہی دنیا کے زبردست عجائبات میں سے ہے۔ اور محیر العقول امور اسی کی بدولت سرزد ہوتے ہیں" اس کا لازوال اثر نہ صرف ان لوگوں پر پڑتا ہے جو اس کے قرین ہوتے ہیں بلکہ ان پر بھی جو مدتوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔

اسی کی بدولت مخالفت کافور ہو جاتی ہے اور اسی سے اغیار کے دلوں میں عزت اور پیروی کے خیالات پیدا ہوتے ہیں جن کی وجہ سے رفتہ رفتہ وہ لوگ مطیع ہو جاتے ہیں۔ زبردست شخصیت کا یہ خاصہ بھی ہے کہ وہ اپنی روح دوسروں میں بھی پھونک دیتی ہے۔ اور اپنے رنگ میں رنگین کر کے ان کے خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیتی ہے۔ یہ شخصیت عادات و رسوم کو بھی بدل دیتی ہے۔ اور آئندہ نسلوں کے عقائد کے لئے نئی بنیادیں قائم کر جاتی ہے۔ مختصر یہ کہ اس کی بدولت ایک نئی زمین اور نیا آسمان پیدا ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلعم کی شخصیت ان جملہ صفات کی حامل تھی اور اسی لئے یکتائے زمانہ کہی جا سکتی ہے۔ دنیا میں اور بھی کئی بڑی شخصیتیں گزری ہیں۔ یہ تو ہمیں اختیار ہے کہ ہم ان کی طرف وہ صفات بھی منسوب کر دیں جو ان میں موجود نہ تھیں۔ یا یہ کہ انہیں ان اخلاق حسنہ سے متصف کر دیں جن کی نہ انہوں نے تلقین فرمائی نہ انہیں ان پر عامل ہونے کا موقعہ ملا۔ ہمیں یہ بھی اختیار ہے

کہ "ہم ایسے بزرگوں کو جنھیں ہم نجات دہندہ تصور کرتے ہیں صلیبوں پر چڑھائیں۔ یا انہیں کوہ ہائے جلال پر بٹھا کر انسان سے خدا بنا دیں"۔ لیکن یہ بعد کی باتیں ہیں اور یہ ان کے منہ سے نکلتی ہیں۔ جو انسانوں کو خدا بنایا کرتے ہیں۔ اس کے برعکس **شخصیت** کی روشنی تو سورج ہو کر چمکتی ہے۔ جس کے ناقابل مغلوبیت اور آتشیں جوش کے سامنے مخالفت کی آگ بالکل سرد ہو جاتی ہے۔ لہٰذا کسی فرد کی شخصیت کا اندازہ لگانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ اس کے ہمعصروں کی رائے اس کے متعلق کیا تھی۔ ۱۰ر نومبر ۱۹۲۵ء کے "ڈیلی ایکسپرس" کے مقالہ افتتاحیہ میں کیا خوب لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کی بڑائی کا اندازہ اس عزت سے ہو سکتا ہے جو اس کے منہ کے الفاظ ان لوگوں میں پیدا کرتے ہیں جو ان کو الہامی مانتے ہیں تو اس لحاظ سے محمد صلعم دنیا کے سب سے بڑے انسان گزرے ہیں۔ اگر یہ معیار صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے تو آنحضرت صلعم نہ صرف دنیا کے سب سے بڑے انسان ہیں بلکہ بے نظیر شخصیت کے مالک بھی ہیں۔ کیونکہ کسی ریفارمر، نبی، رسول بلکہ اوتاروں کو بھی ان کے متبعین نے نہ اس قدر محبوب رکھا نہ ان کی اس قدر فرمانبرداری کی نہ وہ اطاعت و جاں نثاری دکھائی جس قدر آپؐ کے خادموں نے۔ آپؐ کے متبعین اور شاگرد ادنیٰ درجہ کے لوگ نہ تھے نہ ذات اور نسل کے لحاظ سے۔ اور نہ ذہنی قوٰی کے لحاظ سے وہ کسی سے کم تھے۔ بلکہ زیادہ تر آپؐ کے جاں نثار معزز و محترم اشخاص تھے۔ صاحبان دولت و ثروت تھے۔ ذی حیثیت تھے۔ ان میں ہی آپؐ کے دوست اور آپؐ کے اہل کنبہ بھی تھے۔ اور اس طرح آپؐ کی اندرونی و بیرونی زندگی سے بھی بخوبی واقف تھے" ابتدائی زمانہ کے مسلمانوں نے بارہ سال تک شدید تکالیف اٹھائیں اور بت پرستوں نے جنھیں حد درجہ کی ایذا پہنچائی لیکن باایں ہمہ ان کی تعداد بڑھتی رہی۔ گو جماعت منتشر ہو گئی اور بہت سے افراد جلاوطن بھی ہوئے لیکن مسلمانوں کی تعداد روز افزوں ترقی پاتی رہی اگرچہ شدید ترین مصائب کا سامنا تھا۔ لیکن شاید ہی کوئی مرتد ہوا۔ اور روئے میں وسعت روز بروز ہوتی گئی۔ تو گویا آنحضرت صلعم کی بے نظیر شخصیت کو جس کی نظیر دنیا میں نہیں ہے۔ ان نومسلموں کے قبول اسلام میں کوئی دخل نہیں ہے"؟

بہرکیف آپ کی شخصیت فی الواقع عدیم النظیر ہے۔ کیونکہ آپؐ نے اپنی زندگی ہی میں ہزاروں اشخاص کی زندگیوں میں انقلاب پیدا کر دیا۔ ان کے خیالات میں تبدیلی کر دی۔ اور ان کے سامنے نئے نئے نصب العین رکھ دیئے۔ انہیں مخالفت کے باوجود بھی ترقی کی شاہراہ پر ڈال دیا تاکہ اعلیٰ اور پاک زندگیاں بسر کر سکیں

آپؐ کے چاروں طرف بت پرستی، شرک، شرانگیزی، عصیان وطغیان، جور وتعدی، الحاد، اور قتل وزنا کا بازار گرم تھا۔ مذہب حقہ فنا ہوچکا تھا۔ اس کے بجائے بت پرستی۔ عناصر پرستی۔ حیوان پرستی اور انسان پرستی کا مجموعہ مذہب کے نام سے رائج تھا۔ یہود ونصاریٰ تک اس مجموعہ پر عامل تھے۔ پھر اس پر آپؐ کو ان لوگوں سے سابقہ پڑا۔ جو حد درجہ قدامت پسند تھے اور اپنے مروجہ رسوم میں کسی قسم کی مداخلت گوارا نہ کرسکتے تھے۔ اور اپنی پرانی رسوم پر آنکھ میچ کر کاربند تھے۔ گویا پرانی لکیر کے فقیر تھے جو کسی ناصح کی بات سننی پسند نہ کرتے تھے۔ ایسے لوگوں کی اصلاح گویا "جوئے شیر آوردن" کا مصداق تھی۔ لیکن آپؐ کی بعثت کا مقصد ہی یہ تھا۔ اور باعتبار جانفشانی آپؐ کی بعثت جملہ انبیا کی بعثتوں سے زیادہ اہم اور دشوار گزار تھی۔ سوال یہ ہے کہ کیا آپؐ نے بھی دوسروں کی طرح مفاہمت باہمی اور من سمجھوتہ سے کام لیا؟ کیا آپؐ نے آدھا پونا کام کیا یا آہستہ آہستہ نئے خیالات کو رواج دیا؟ کیا آپؐ کے افعال وقتی ضروریات کے رفع کرنے کے لئے تھے؟ کیا آپؐ نے عارضی انتظامات یا اصلاحات نافذ کیں؟ کیا آپؐ نے کبھی ہنگامی مصلحت (پالیسی) سے کام لیا؟ وہاں تو معاملہ ہی دگرگوں تھا۔ جس بدی کا استیصال آپؐ کے مدنظر ہوا۔ اسے آپؐ نے صفائی کے ساتھ جڑ سے اکھیڑ دیا۔ نہ آپؐ نے ابن الوقتی کی اور نہ ضرورت پر خاموش رہے۔ اگرچہ آپؐ طبیعت کے حساس لیکن ساتھ ہی تنہائی اور خاموشی پسند تھے۔ ہر کام آزادی اور اخلاص کے ساتھ ہوتا تھا۔ غیر مسلم دنیا سے آپؐ قرآنی الفاظ میں یوں خطاب فرماتے تھے "جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا مذہب اختیار کرے گا۔ وہ قبول نہ کیا جائے گا۔ اور آخرت میں وہ شخص نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔" اور عیسائیوں سے یوں فرمایا: "مسیح بیٹا مریم کا محض خدا کا اک رسول ہے پس اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور "تین" مت کہو۔ تثلیث کے عقیدہ سے باز آجاؤ۔ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ عیسائی کہتے ہیں خدا نے بیٹا بنایا ہے۔ بے شک یہ بڑی خوفناک بات کہی بلکہ قابل نفرت ممکن ہے زمین وآسمان پھٹ جائیں اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں کہ انہوں نے ایسی بری بات کہی کہ خدا سے انسان کو بطور بیٹے کے منسوب کر دیا۔ ان سے کہدو کہ خدا واحد لاشریک ہے۔ وہ مختار ہے نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا۔

عیسائی کہتے ہیں "مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ یہ ان کے منہ کے الفاظ ہیں۔ یہ لوگ دراصل ان مشرکوں اور بت پرستوں کی تقلید کرتے ہیں۔ جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اللہ نے انہیں برباد کر دیا اب وہ راندۂ گاہ

ہو گئے۔ ارکان کلیسائے روم سے آپؐ نے فرمایا۔ ان لوگوں نے شرع موسوی کے علماء، اور رہبانوں کو خدا کی جگہ مان رکھا ہے۔ یہود نے یقین کیا کہ ہم تو خدا کے بیٹے ہیں۔ اور عیسائی لوگوں نے یقین کیا کہ ہم خدا کے بیٹے ہیں لیکن آنحضرت صلعم نے دونوں کو خطاب کیا اور کہا" یہود اور عیسائی کہتے ہیں کہ ہم خدا کے بیٹے ہیں ان سے کہہ د اگر ایسا ہوتا تو خدا انہیں سزا کیوں دیتا؟ یہود کو سرزنش کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا" تم میں سے بہت سے متجاوز عن الحدود ہو گئے ہیں۔ اللہ نے تم پر عذاب نازل کیا ہے۔ لعنت کی ہے۔ اور تم میں سے اکثر کو لنگورا اور بندر بنا دیا۔" منافقوں سے آپؐ نے فرمایا" ان لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے اللہ ان کی بیماری کو اور بڑھائے گا۔ اور انہیں سخت عذاب ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے جھوٹ بولا تھا۔" جو لوگ آپؐ کی نصیحت نہیں مانتے تھے ان سے خطاب کیا" اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ اور یقیناً انہیں سخت عذاب ہوگا" اور یہ کہ" یہ لوگ بہرے ہیں۔ گونگے ہیں اور اندھے ہیں یہ لوگ باز نہ آئیں گے۔" قرآن مجید سورت ۱۱۲- ۹/۳ ۲/۱۰ ۵/۱۸ ۲/۷ ۵/۵ ۲/۱۸ -

یہ بھی یاد رہے کہ یہ زمانہ وہ تھا جبکہ انسانی نجات عموماً خدا کے بیٹوں کی قربانی پر منحصر سمجھی جاتی تھی۔ اور عامۃ الناس کا عقیدہ ہی یہ تھا کہ نجات کے لئے قربانی کرو۔ چند مروجہ رسوم پر کاربند رہو۔ یا کسی خاص انسان کو شفیع مان لو۔ اور کوئی شخص اس بات کو گوارا نہ کر سکتا تھا کہ کوئی شخص ان عقائد کے خلاف تبلیغ کرے۔ لیکن آنحضرت صلعم کی جرات اخلاقی ملاحظہ ہو کہ آپؐ نے ان تمام عقائد کی تردید علی الاعلان فرمادی آپؐ نے فرمایا" کیا میں ایک خدا کو چھوڑ کر اپنے اللہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو اپنا معبود بنا سکتا ہوں جبکہ وہ تمام اشیا کا مالک ہے۔ کوئی نفس اگر گناہ کمائے تو اپنے لئے، اور کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا (قرآن ۶: ۱۶۵)" اللہ کو تمہاری قربانیوں کا گوشت یا خون نہیں پہنچتا۔ بلکہ تمہارا تقوٰے اور راستبازی (قرآن مجید ۲۲: ۳۷) کسی شفیع کی شفاعت ان کے کام نہیں آسکتی۔" (قرآن ۷۴: ۴۸)

اس زمانہ میں ملک عرب مختلف مذاہب کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ اور ہر مذہب دوسرے مذاہب کی عیب چینی پر تلا ہوا تھا۔ لیکن جزوی طور پر ہر مذہب میں صداقت موجود تھی۔ یہی حالت آج بھی پائی جاتی ہے۔ لیکن آنحضرت صلعم نے فرقہ بندی کو مردود قرار دیا اور مذاہب کے باہمد گر مخالفانہ طرز عمل کی مذمت ان الفاظ میں کی:" اور یہود کہتے ہیں کہ عیسائی نیک زندگی بسر نہیں کرتے۔ عیسائی کہتے ہیں۔ کہ یہود کوئی نیک کام نہیں کرتے۔ اگرچہ دونوں ایک ہی کتاب پڑھتے ہیں۔ ایسا ہی وہ لوگ بھی کہتے ہیں۔

جنھیں صحیح علم نہیں پس اللہ قیامت کے دن ان کے اختلافی امور میں صحیح فیصلہ فرمادے گا (قرآن ۲: ۱۱۳)

"کہہ تو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو کہ ہم پر اتارا گیا اور اس پر جو کہ ابراہیمؑ۔ اسحاقؑ۔ اسمٰعیلؑ یعقوبؑ اور دیگر انبیاء پر نازل ہوا۔ اور اس پر جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ پر نازل ہوا۔ اور اس پر جو دوسرے تمام انبیاء پر نازل ہوا۔ ہم کسی طور پر مابین الانبیا امتیاز روا نہیں رکھتے۔ اور ہم اللہ ہی کے مطیع ہیں (۲: ۱۳۶)

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ شرعی رسوم تقریباً تمام مذاہب کی روح خیال کی جاتی تھیں لیکن آنحضرت صلعم نے تقدس ظاہری اور تقدس شرعی میں امتیاز قرار دیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ مذہب کی روح دو چیزیں ہیں ایمان باللہ اور شفقت علی خلق اللہ۔ نیکی یہ نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق کی طرف کرو یا مغرب کی طرف۔ ہاں نیکی یہ ہے کہ تم اللہ پر اور یوم آخرت پر اور ملائکہ پر اور کتب پر اور انبیاء پر ایمان لاؤ۔ اور اپنی دولت ازراہ محبت اس کے لئے صرف کرو۔ یعنی خدا کے نام پر ذوی القربےٰ اور یتامےٰ اور مساکین اور ابناء السبیل اور حاجتمندوں کی مدد کرو۔ غلاموں کو آزاد کراؤ۔ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اور جو لوگ جب وعدہ کرتے ہیں تو اس کو وفا بھی کرتے ہیں اور مصائب میں صبر کرتے ہیں۔ دراصل وہی لوگ صادق اور راستباز ہیں اور وہی لوگ متقی ہیں (قرآن ۲: ۱۷۷)

عرب کے لوگ شراب کے بیحد عادی تھے۔ اور قمار بازی تو ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ لیکن ان امور میں بھی آپؐ نے صرف کمی پر اکتفا نہ فرمائی۔ آپؐ نے برائی کی جڑ پر کلہاڑی ماری۔ اور ان باتوں سے قطعاً محترز رہنے کی تلقین فرمائی۔ "اے ایمان والو مسکرات اور قمار بازی اور بتوں پر چڑھاوا اور تقسیم بالسہام (لاٹری) یہ سب ناپاک باتیں ہیں اور شیطانی کام ہیں ان سے بچو۔ تاکہ تم کامیاب ہو سکو (۵: ۹۰)

آپؐ کے ہموطن لڑکیوں کو یا تو قتل کر دیتے تھے یا زندہ دفن کر دیتے تھے۔ یہ رسم قدیم زمانہ سے چلی آرہی تھی لیکن آپؐ نے اس فعل بد کا بھی قلع قمع کر دیا یہ فرما کر کہ جب کوئی لڑکی زندہ دفن کی جاتی ہے تو سوال ہوگا کہ کس گناہ میں اس کو قتل کیا گیا"۔ مختصر یہ کہ کوئی غلط عقیدہ یا بری رسم ایسی باقی نہ رہی جس کا عیب آپؐ نے آشکارا نہ کر دیا ہو۔ بایں ہمہ نہ آپؐ نے کسی کو غلط امید بندھائی۔ نہ دعوئ الوہیت کیا۔ نہ کوئی غیر معمولی ادعا فرمایا نہ مبالغہ آمیزی سے کام لیا۔ نہ اپنی ذات کو مقدس و معزز بنانے کے لئے کوئی تجویز اختیار کی۔ آپ اکثر یہی فرمایا کرتے "میں تو محض خدا کے احکامات سنانے والا ہوں۔ اور خدا کا حکم بندوں تک پہنچانیوالا ہوں۔

معجزات بے شک آپ سے سرزد ہوئے لیکن ان سے اشاعت مذہب مقصود تھی۔ آپ صفائی

سے فرمایا کرتے کہ میں تو دوسرے انسانوں کے مثل ایک انسان ہوں۔ میرے پاس کوئی خزانہ نہیں اور نہ مجھے غیب کا علم حاصل ہے " تو کہہ دے کہ میں مثل تمہارے ایک انسان ہوں۔ میں اپنی ذات کے لئے نفع یا نقصان پر قابو نہیں رکھتا۔ اور اگر مجھے غیب کا علم حاصل ہوتا تو میں اپنے لئے بہت بھلائی جمع کر لیتا اور مجھے کوئی بُرائی نہ چھو سکتی۔ میں تو مومنین کے لئے صرف بشیر و نذیر ہوں" (۷/۱۸۸) تو کہہ دے کہ نہ تو میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں نہ میں علم غیب جانتا ہوں اور نہ میں فرشتہ ہوں" عرب کے لوگ نہایت توہم پرست تھے۔ اس صورت میں اگر آپؐ چاہتے تو حسب دلخواہ ربانی طاقتیں اپنی ذات سے منسوب کر لیتے۔ علاوہ ازیں آپؐ کی زندگی میں بہت سے واقعات ایسے ہوئے جبکہ لوگوں نے آپؐ سے ربانی طاقت منسوب کرنی چاہی۔ لیکن آپؐ نے اس قسم کے جملہ خیالات کی تردید فرما دی۔ جب آپؐکے لڑکے کی وفات ہوئی تو اس روز سورج پورے طور پر گہن میں آگیا۔ بعض بت پرستوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ آپؐ کے بیٹے کی وفات کی وجہ سے سورج کو گہن لگا۔ اور اس خیال سے عبرت آموز ہو کر آپؐ کے پاس آئے اور آپؐ کے دین میں شامل ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ لیکن آپؐ نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا اپنی شان کے خلاف سمجھا اور فرمایا:۔ یقیناً آفتاب اور ماہتاب اللہ تعالےٰ کی نشانیاں ہیں وہ کسی شخص کی وفات پر گہن میں آتے ہیں نہ کسی کی پیدائش پر۔

یہ امر قابل غور ہے کہ آپؐ ایک مصلح قوم اور رسول کی شخصیت میں ظاہر ہوئے ہیں مگر آپؐ نے اپنے آپکو ان تمام صفات و خواص سے معرا فرمایا جو ان تمام لوگوں سے منسوب کئے گئے ہیں جو آپؐ سے پہلے گزر چکے ہیں آپؐ نے ان تمام باتوں سے برأت فرمائی جن کی بدولت لوگوں کو دوسروں کی رفاقت، دوستی، متابعت اور ہمدردی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس طرح آپؐ نے ان سبھوں کو اپنا دشمن بنا لیا اور نہ کبھی آپؐ نے اپنے مقاصد کی تکمیل کی غرض سے کسی کے آگے دست سوال دراز کیا۔ نہ کوئی دنیاوی وجاہت یا مرتبہ حاصل کرنا چاہا۔ اور مقاصد بھی وہ تھے جن سے آپ کو کوئی ذاتی منفعت متصور نہ تھی بلکہ وہ مقاصد خدا کے تھے نسل انسانی کے تھے اور ہر اعلیٰ و اشرف چیز کے تھے۔ آپؐ کے مقاصد یہ تھے کہ خدا کی توحید دُنیا میں قایم ہو جائے اور اس کی مدد سے نوع انسانی میں وحدت قایم ہو جائے۔ بنی نوع آدم جو قعر مذلت میں گرے ہوئے تھے اس اعلیٰ مقام پر پہنچ جائیں جو ان کے شایان شان ہے۔ مختصر یہ کہ آپؐ نے ان تمام باتوں کو اپنی ذات سے دور کر دیا جن کی وجہ سے آپؐ کی زندگی خوشگوار ہو سکتی تھی اور کامیابی بھی آسان۔ لیکن اگر آپ ایسا کرتے تو پھر

آپ اپنے مقاصد اور اپنی بعثت دونوں سے بے وفائی کرتے (نعوذ باللہ) آپ نے حصول مقاصد کی غرض سے معجزات نہیں دکھلائے۔ بلکہ آپؐ نے جو کام انجام دیا وہ معجزات سے بھی بڑھ کر تھا یعنی آپؐ نے باوجود مخالفت کامیابی حاصل کی۔ اور یہ کامیابی ایسی تھی کہ ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک کسی فرد کو حاصل نہیں ہوئی نہ دین میں نہ دنیا میں۔ لیکن اس کامیابی کے حصول کے لئے آپؐ نے انسانی قوت سے بالاتر امور میں ہاتھ نہیں ڈالا۔ کیونکہ پھر آپ دوسرے انسانوں کے لئے نمونہ نہیں ہو سکتے تھے۔ آپؐ نے وہی پاک اور اشرف ذرائع اختیار فرمائے جو دوسروں کے لئے بھی مہیا ہو سکتے ہیں۔ پس آپؐ کی زندگی ان لوگوں کے لئے اسوۂ حسنہ ہے جو باوجود مخالفت شدید کامیابی سے ہم آغوش ہونا چاہتے ہیں۔

نبی آتا ہی اس لئے ہے کہ عامۃ الناس کیلئے نمونہ اور رہنما ہو اور آنحضرت صلعم میں یہ دونوں صفات بدرجہ اتم واکمل موجود ہیں۔ آپؐ سچے بشر رسولؐ ہیں اور اس لئے آپ صحیح معنوں میں بنی نوع آدم کیلئے اسوۂ حسنہ ہو سکتے ہیں آپؐ نے مشکلات کا مقابلہ کیا اور ان ذرائع کی مدد سے ان پر غالب آئے جو دوسروں کے حیطۂ اقتدار میں بھی ہیں۔

دوسرے انبیاء نے بوقت ضرورت معجزات سے کام لیا۔ معجزات کی ضرورت بظاہر اس لئے ہوتی ہے کہ ان کے ذریعہ دوسروں کے عقائد میں مضبوطی ہو یا ان کے دلوں میں کسی صداقت کا نقش قائم ہو۔ یہ بات بھی صحیح ہے اور نبی کریم صلعم نے بھی انہی اغراض کیلئے معجزات دکھائے۔ لیکن دقت یہ ہے کہ ہم لوگ رات دن اس دنیا میں مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں اور ان پر قابو پانے کے لئے معجزات نہیں کر سکتے۔ جناب موسیٰ نے اپنی قوم کو مصریوں کی غلامی سے نجات دلائی لیکن بذریعہ معجزات۔ اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلعم نے محاصرہ مدینہ کے موقعہ پر صرف اپنے مخلص اور جانباز مٹھی بھر دوستوں کے ساتھ دس ہزار دشمنوں کے مقابلہ میں داد شجاعت دی۔ اور ایسی قابلیت کے ساتھ کار مدافعت انجام دیا کہ بڑے سے بڑا سپہ سالار نہایت شوق کے ساتھ ان صورتوں اور تجاویز پر عمل کرے گا۔ لیکن جناب موسیٰ باوجود معجزات اپنے ہمراہیوں میں وہ روح شجاعت پیدا نہ کر سکے جو آنحضرت صلعم کے رفقا میں پائی جاتی ہے۔ جناب مسیح تو ہمیشہ اپنے شاگردوں میں نقص ایمان ہی کی شکایت کرتے رہے۔ حالانکہ انہوں نے ایک دو نہیں بیشمار معجزات دیکھے تھے۔ لیکن آنحضرت صلعم کے رفقا اپنی محبت اور اطاعت کے لحاظ سے بےنظیر لوگ گزرے ہیں۔ آپؐ کی وفات کے وقت جبکہ سارا عرب آپکے زیر نگیں تھا اور ہر طرف زر وجواہر کی افراط تھی آپؐ کے پاس صرف چند روپے تھے جن میں سے نصف سے زیادہ تو قرضہ کی ادائیگی میں چلے گئے اور باقیماندہ رقم ایک محتاج کو دیدی گئی۔ جس لباس میں آپؐ نے رحلت فرمائی اسمیں پیوند لگے ہوئے تھے اللّٰھم صل علیٰ محمد وسلّم۔

جلسہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کلکتہ کی مسلمان طالبات علم کی نذر عقیدت

(مس رضیہ سلطانہ احمد کا لیکچر)

کلکتہ کے کالجوں اور سکولوں کی مسلمان طالبات تاریخ مقررہ پر یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کے لئے مسلم انسٹی ٹیوٹ کلکتہ میں جمع ہوئیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور تعلیمات پر تقاریر ہوئیں۔ اور اپنی نوع کے اس پہلے موقعہ پر میلاد شریف بھی ہوا۔ یہ بہت ہی کامیاب تقریب تھی جس کا سہرا بہت حد تک مس عائشہ مجید بی اے اسسٹنٹ انسپکٹریس آف سکولز فار مسلم ایجوکیشن اور مسز ایچ اے حاکم کے سر ہے جو مشہور تعلیمی اور اجتماعی کارکن ہیں۔ انہوں نے ہی اس مقدس تقریب کے انعقاد کا بندوبست کیا۔ ذیل کی تقریر مس رضیہ سلطانہ احمد بی اے نے اس جلسہ میں کی :-

خواتین اسلام!

پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نسل انسانی کے سب سے بڑے معلم اور رہنما بن کر آئے۔ بنی نوع انسان کی تاریخ کوئی دوسرا ایسا انسان پیش نہیں کر سکتی جو ہر شعبۂ زندگی میں دوسرے انسانوں کے لئے نمونہ بن سکے۔ ایک اعلیٰ درجہ کا بادشاہ۔ ایک کامل مصلح۔ ایک بہت بڑا جرنیل۔ ایک مہربان اور محبت کرنے والا خاوند اور ایک سچا اور مخلص دوست۔ یہ ہے وہ نبیؐ جسکے اکیلے وجود میں یہ سب چیزیں جمع ہیں کوئی تاریخ کا مطالعہ کرنے والا اگر اس کا انکار کر سکتا ہے تو اسے اجازت ہے کہ ایسا کرے۔ میرا یہ ارادہ نہیں ہے کہ اس موقعہ پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر سیر حاصل بحث کی کوشش کروں میرا مقصد صرف ان احکام کے متعلق چند الفاظ عرض کرنا ہے جو تحصیل علم سے تعلق رکھتے ہیں۔ فی الحقیقت اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے اپنے پیرؤوں (مرد و عورت دونوں) پر حصول علم فرض کر دیا ہے۔ تیرہ سو سال ہوئے کہ دنیا کو موجودہ زمانہ کی اصطلاح میں مہذب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اس وقت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو ایک وحشی اور جاہل ملک میں پیدا ہوئے اور بذات خود ناخواندہ تھے تحصیل علم کو اپنے پیرؤوں پر بلا امتیاز فرض قرار دیا۔ آپؐ نے فرمایا :- طلب العلم فریضۃ علےٰ کل مسلم ومسلمۃ۔

تحصیل علم ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ علم حاصل کرو۔ کیونکہ جو شخص اللہ کے رستہ میں علم حاصل کرتا ہے وہ ایک نیکی کا کام کرتا ہے۔ جو شخص علم کا ذکر کرتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کی حمد کرتا ہے۔ جو علم کی تلاش کرتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کی مناجات کرتا ہے۔ جو شخص علم کے بارہ میں دوسرے کو کچھ سکھاتا ہے وہ خیرات کرتا ہے اور جو شخص اس میں پورے طور پر حصہ لیتا ہے وہ عبادت الٰہی کا کام کرتا ہے۔ علم انسان کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ ممنوع اور غیر ممنوع چیزوں میں امتیاز کر سکے۔ وہ انسان کے لئے اس کے آسمانی راستہ کو روشن کرتا ہے ضرورت کے وقت وہ دوست کا کام دیتا ہے اور تنہائی میں رفیق بن جاتا ہے۔ خوشی کی حالت میں ہماری رہنمائی کرتا اور تکلیف میں قرار و اطمینان کا موجب ہوتا ہے۔ علم مجلس میں ہمارا زیور ہوتا ہے۔ اور دشمنوں کے خلاف ہتھیار کا کام دیتا ہے۔ پھر فرمایا کہ علم کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کا بندہ نیکی اور اعلیٰ حیثیت حاصل کرتا ہے" ایک اور موقعہ پر آپ نے علم کی حیثیت یہاں تک بڑھائی ہے کہ فرمایا " ایک عالم کی سیاہی شہید کے خون سے زیادہ مقدس ہے"۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری احادیث در بارۂ علم حسب ذیل ہیں :۔

جو شخص علم کی تلاش میں گھر سے نکلتا ہے وہ خدا کے رستہ میں کام کرتا ہے"۔ مہد سے لے کر لحد تک علم حاصل کرتے رہو"۔ بہت سے اور بھی آپ کے ارشاد ہیں جن میں آپ نے علم کی فضیلت پر زور دیا ہے۔ یہ تمام ارشادات تاریخ نسل انسانی میں بے نظیر ہیں۔ حصول علم کے متعلق آپ کے احکام مذہبی مطالعہ تک ہی محدود نہیں بلکہ ان میں علوم دنیوی کے مطالعہ کا بھی حکم ہے۔ آپ نے فرمایا:۔ اطلبوا العلم ولو کان بالصین۔ علم حاصل کرو اگرچہ اس کے لئے چین تک جانا پڑے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ تحصیل علم کے لئے اگر دنیا کے بعید ترین حصہ میں بھی ہمیں جانا پڑے۔ تو ضرور ہمیں جانا چاہئیے۔ کیونکہ مذہبی علم کم از کم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں چین جیسے بعید ترین ملک میں جا کر حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ ایک اور موقعہ پر فرمایا:۔ الحکمۃ ضالۃ المومن یاخذھا حیث وجدھا۔ حکمت مومن کی گمشدہ پونجی ہے وہ جہاں سے اسے ملے لے لیتا ہے۔ پھر فرمایا: حکمت کو جمع کرو اس سے تمہیں نقصان نہ ہوگا۔ خواہ کسی ذریعہ سے تمہیں حاصل ہو۔ ان ارشادات سے یہ امر پورے طور پر آشکارا ہو جاتا ہے کہ آپ کے احکام علم کی تمام ممکن شاخوں پر مشتمل ہیں۔ ان شاندار تعلیمات کا یہ نتیجہ ہے کہ اسلام دنیا کے طول و عرض میں جس قدر پھیلتا چلا گیا مسلمان جہاں کہیں گئے علم اور تہذیب کے علم بردار بن کر گئے۔ جو سپرٹ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیرؤوں میں پیدا کی اس نے بعد کی صدیوں میں مسلمان بادشاہوں کے ایسے بڑے بڑے خاندان پیدا کئے بالخصوص بنی امیہ اور بنی عباس میں ایسے خلفا پیدا ہوئے جو علم و حکمت کے

سرپرست ہونے کے لحاظ سے تاریخ میں خاص عظمت اور شہرت رکھتے ہیں۔ خلفاء کے ایجنٹوں نے بری اور بحری شاہراہوں کی تلاش میں دنیا کے گوشہ گوشہ کو علماً چھان مارا۔ اور جہاں اسلام کا جھنڈا کھڑا کیا گیا کالج اور سکول اس طرح پیدا ہو گئے جیسے جادو کے ذریعہ علم کی روشنی چاروں طرف پھیل جائے۔ یونانیوں کے قدیم فلسفہ کو قرآن کے پہلو بہ پہلو مطالعہ کیا گیا۔ سپین میں بھی عیسائی اسلامی کتابوں کے حوالے نقل کرتے اور کشتیبان عربی نظموں کے اشعار پڑھتے تھے۔ خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مساجد کو مفت تعلیم کے لئے سکولوں اور کالجوں کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ خود مسجد نبوی میں ایک صفہ اسی غرض کے لئے بنایا گیا تھا کہ وہ ان فضلاء کی رہائش کے لئے جو اپنی زندگیاں حصول علم کے لئے وقف کر دیتے تھے ایک مستقل ہال کے طور پر استعمال کیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم و حکمت کو جو اہمیت دی ہے وہ اس بات سے ظاہر ہے کہ جب ایک دفعہ مسجد میں داخل ہوئے ہوئے۔ آپؐ نے دیکھا کہ لوگ دو گروہوں میں منقسم ہیں۔ ایک گروہ عبادت میں مصروف ہے اور دوسرا علمی مباحث میں آپؐ دوسرے گروہ میں آ کر بیٹھ گئے اور فرمایا " دونوں گروہ اچھے اور نیک کام میں مصروف ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے معلم بنا کر بھیجا ہے "۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم الشان معلم پر اپنی رحمتوں اور برکات کی بارش نازل فرمائے۔

یہ تو زمانہ ماضی کا حال ہے۔ اب میں کچھ زمانہ حال کا بھی ذکر کرنا مناسب سمجھتی ہوں چونکہ مسلمان مرفہ الحالی اور کامیابیوں سے صدیوں تک متمتع ہوتے رہے اس لئے بعد کی نسلوں میں ایک قسم کی خود اعتمادی پیدا ہو گئی اور تنزل کے آثار پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ ہم اپنے آقا صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو بھول گئے۔ اور پھر جہالت اور تاریکی کے عمیق گڑھے میں جا گرے۔ آہستہ آہستہ ہم نے تمام وقار، عزت اور طاقت کھو دی اور ایک قسم کے جمود میں دیر تک پھنسے رہے۔ تاہم صدیوں تک تنزل اور ذلت کی حالت میں رہنے کے بعد خدا کا شکر ہے کہ اب پھر ہم میں بیداری کے آثار نمودار ہوئے ہیں۔ جس سے تنزل کے خطرات کا احساس ہمیں ہونے لگا ہے اور اب غالباً تنزل و انحطاط سے ہم کچھ نکلنے شروع ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر اب ہم نے عمل کرنے کی ضرورت کو سمجھ لیا ہے اور دوسری ترقی یافتہ اقوام کی طرح حصول علم کی ضرورت کو محسوس کر لیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ایک اور پہلو میں ہم بہت سخت غلطی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ جہاں آج ہم دنیوی تعلیم حاصل کرنے کے درپے ہیں وہیں مذہبی تعلیم کی طرف سے قطعی بے توجہی اختیار کئے ہوئے ہیں اور ہمیں اس بات پر افسوس اور رنج بھی نہیں کہ ہم ان تمام باتوں سے بالکل ناواقف اور جاہل ہیں جو اسلام ہمیں سکھانا چاہتا ہے۔ کیا یہ ہماری انتہائی بدقسمتی نہیں۔ ہم

اس کتاب کے مطالعہ سے غافل ہیں جس کی قدر وقیمت کا غیر مسلموں کو بھی اعتراف ہے۔ ایک یورپین مصنف لکھتا ہے "قرآن کریم کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ ایک نئی علمی اور فلسفیانہ تحریک کے اجرا کا موجب ہوا ہے۔ جس نے ازمنہ متوسط کے یہودیوں اور عیسائیوں دونوں کے بہترین اور سب سے زیادہ تربیت یافتہ دماغوں پر اثر کیا ہے۔"

بہت سے دوسرے مصنفین نے جو مختلف اقوام سے تعلق رکھتے ہیں اس عظیم الشان کتاب کے متعلق اسی لہجہ میں بہت کچھ لکھا ہے یہ کتاب دوسری تمام مذہبی کتابوں میں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے انسان پر نازل ہوئیں اپنی نظیر نہیں رکھتی یہ پاک کتاب نسلاً بعد نسلٍ نقطہ بہ لفظ ہم تک پہنچی ہے۔ یہ ایک ہی کتاب ہے جو لکھو کھا انسانوں کے دلوں میں محفوظ ہے۔ تمام مذہبی کتابوں کا جو اس سے پہلے نازل ہوئیں نچوڑ اس میں پایا جاتا ہے۔ داؤد علیہ السلام کی کتاب کیطرح یہ دعاؤں کا مجموعہ ہے۔ بائیبل کی طرح تمثیلات کا ایک سلسلہ اس میں پایا جاتا ہے۔ کتاب موسیٰؑ کی طرح احکام شرائع کا ضابطہ ہے اور دانیالؑ اور یسعیاہ کی کتاب کی طرح پیشگوئیاں کرنے والی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی اس کتاب کے ذریعہ سے ہمیں بدی کو اپنے اندر سے خارج کرنے اور روح کو نورانی بنانے اور دل و دماغ کو پاک وصاف کرنے کی تعلیم دی ہے۔ قرآن کریم نے نسل انسانی کی ترقی اور دنیا میں امن وخوشدلی پیدا کرنے میں بے نظیر کامیابی حاصل کی ہے۔ اس نے زبردست منطقی اور یقینی دلائل سے خدا تعالیٰ کی ہستی کو ثابت کیا ہے اور اس کی توحید کو سمجھنے میں انسان کی امداد کی ہے۔ اس کا عالم کل اور قادر مطلق ہونا ایسے طرز سے ثابت کیا ہے کہ کوئی دوسری کتاب اس طرح نہیں کر سکی۔ اس لئے اے میری پیاری بہنو! کیا ہم اس پاک کتاب کی روشنی کے بغیر حقیقی ترقی اور سچی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اگر ہم اس دُنیا اور عالم آخرت میں خوشحالی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ ہم اس کتاب کو مطالعہ کریں اور اس کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیوں کو بنائیں اور کیا آپ جانتی ہیں کہ اگر یہ مقصد حاصل ہو جائے تو کیا ہوگا؟ نسل انسانی طاقت حاصل کرنے کے لئے باہمی کشمکش اور مال و دولت کے طمع ولالچ سے بچ جائے گی اور آج دنیا پر غالب ہے اور ہر وقت بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور قوموں کی تباہی کا خطرہ اس سے لاحق ہے۔ جس کا انجام یہ ہے کہ تمام دنیا کو مصائب اور بربادی کا شکار ہونا پڑے گا۔ خدا کی بادشاہت پھر دنیا میں قائم ہو جائے گی۔ اور انسان انسانوں کی طرح امن اور خوشحالی سے دُنیا میں رہے گا۔ اور خدا اور صرف ایک خدا کا پرستار بنکر رہے گا۔ اس کے ان بے شمار انعامات سے متمتع ہوگا۔ جو اس نے اپنے غیر محدود فضل وکرم سے ہمیں عطا فرمائے ہیں۔

اب میں اے میری پیاری بہنو! اس مضمون کو اللہ تعالیٰ کی حمد ومناجات کے گیت پر ختم کرتی ہوں جسے

ہماری نجات کے لئے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسا نبیؐ ہمیں بھیجا۔ ہماری ہر پیاری سے پیاری چیز اس پر قربان ہو۔

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر

اللھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم

نسلِ انسانی کیلئے کاملِ نمونہ

(بیگم قاسم علی جیراز بھائی صاحب)

حضرت نبی کریم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تاریخ عالم میں نسل انسانی کا سب سے بڑا محسن قرار دیا گیا ہے اور یہ وہ حقیقت ہے جس کا بڑے بڑے شارحین نے بھی اعتراف کیا ہے۔ آپؐ کی تمام تعلیمات کا بنیادی کلمہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلعم اس کے رسول ہیں۔ باوجود اس قرب کے جو آپؐ کو اللہ تعالےٰ سے حاصل تھا۔ باوجودیکہ آپ تمام رسولوں سے افضل تھے۔ آپ اس جوش و خروش کے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے کہ گویا آپؐ کو سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ کی تلاش تھی۔ آپؐ نمازوں میں کھڑے ہوئے راتیں گزار دیتے تھے اور کسی جسمانی تکلیف کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ اور اس شخص کے لئے جسمانی تکلیف کیا حیثیت رکھتی ہے جس کا دل محبتِ الٰہی سے بھرا ہوا ہو۔ آپ سب کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ جب تک اللہ تعالےٰ کے ساتھ آپ کا مکالمہ و مخاطبہ نہ ہوتا کبھی آپؐ کے قلب میں پورے طور پر سکون اور اطمینان پیدا نہ ہوتا۔ تمام لوگ مرد اور عورتیں جوان اور بوڑھے آپؐ کی نیاضیوں، آپؐ کی مہربانیوں اور آپؐ کی محبت کے یکساں طور پر مورد تھے۔ جنگ احد کے موقعہ پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوگئے۔ آپؐ جانتے تھے کہ دشمن آپؐ کی جان لینے کے درپے ہیں تاہم آپؐ نے یہی دعا کی اللھم اغفر لقومی انھم لا یعلمون اے اللہ میری قوم کو بخشدے کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ کیا کر رہے ہیں۔ طائف کے لوگوں نے آپ پر ظلم وستم کرنے اور تکلیف پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی لیکن اس کے بالمقابل آپؐ نے ان کے لئے یہ دعا کی" اے اللہ انہیں بخشدے اور اسلام میں داخل ہونے کا شرف انہیں عطا کر اور انہیں دوست بنا کر مدینہ بھیج"۔ عرب کفر میں سب سے بڑھے ہوئے تھے لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی اور محبت انہیں اسلام میں لانے میں کامیاب ہوگئی اور وہ

بہت ہی جلد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیرت انگیز شخصیت کی اطاعت پر فخر کرنے لگے۔

دلیل و برہان اور بغور مطالعہ تمام لوگوں کو اس عظیم الشان احسان کے اعتراف پر مجبور کرتا ہے جو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام دنیا پر کیا ہے۔ میں اس لئے یہ بات نہیں کہتی کہ یہ میرا مذہب ہے بلکہ اس لئے کہ یہ حقائق ہیں اور میں نہیں سمجھتی کہ دنیا کا کوئی انسان خواہ وہ ہندو ہو یا عیسائی اس سے انکار کر سکے۔ دنیا کے حقیقی محسن وہی لوگ ہیں جو نسل انسانی کے فائدہ کے لئے اپنی جانیں وقف کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ تمام اقوام میں پائے جاتے ہیں اور عالمگیر محبت اور عزت ان کے حصہ میں آئے گی۔ نیکی کرنے والے لوگ خواہ وہ موسے علیہ السلام ہوں یا رامچندر جی مہاراج۔ کرشن جی ہوں یا مہاتما بدھ۔ یا جناب زرتشت یا جناب مسیح۔ ان میں سے ہر ایک قابل عزت ہے۔ محسنین عالم کی صف میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سب سے زیادہ شان کے ساتھ چمک رہا ہے۔ جو احسانات آپ نے عرب اور تمام دنیا پر اتنے قلیل عرصہ میں کئے آپ سے پہلے کوئی دوسرا نبی نہ کر سکا۔ بیس سال کے قلیل عرصہ میں وہ عرب جو تمام دوسری اقوام سے بڑھکر جاہل ان پڑھ اور توہم پرست تھے دنیا کی تمام اقوام سے بڑھ کر عالم و فاضل اور مہذب ترین انسان بن گئے۔ آپ نے اس غیر متحد۔ متفرق۔ دنیا میں سب سے زیادہ گمنام قوم کو اس قابل بنا دیا کہ انہوں نے سلطنتیں قائم کیں اور ایسے قوانین بنائے جو تمام دنیا میں پھیل گئے۔

عورت کی حیثیت کو بلند کرنا

پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم پہلے انسان ہیں جنھوں نے عورت کو غلامی سے نجات دی ہے۔ آپ پہلے انسان ہیں جنھوں نے اس کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کیا ہے۔ آپ نے عورت کو اسفل السافلین سے اٹھا کر اعلےٰ سے اعلےٰ حیثیت تک جو اسے حاصل ہو سکتی ہے پہنچا دیا۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ انی اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی بعضکم من بعض۔ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہ کرونگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ بعض، بعض میں سے ہیں۔

میں اسلام کی کتاب قرآن کریم میں سے ایک اور آیت نقل کرتی ہوں جس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے دونوں جنسوں (مرد اور عورت) کے لئے ایک ہی اجر کا وعدہ کیا ہے:- ان المسلمین والمسلمٰت والمؤمنین والمؤمنٰت والقٰنتین والقٰنتٰت والصٰدقین والصٰدقٰت والصٰبرین والصٰبرٰت والخٰشعین والخٰشعٰت والمتصدقین والمتصدقٰت والصٰئمین والصٰئمٰت والحٰفظین فروجھم

والحٰفظٰت والذاکرین اللہ کثیراً والذاکرات اعد اللہ لھم مغفرۃ واجراً عظیما ۝

(الاحزاب: ۳۵) مسلم مرد اور مسلم عورتیں۔ اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور صدق دکھانے والے مرد اور صدق دکھانے والی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور بہت ذکر کرنے والی عورتیں ان کے لئے اللہ نے مغفرت اور بڑا اجر تیار کیا ہے"۔ ذیل میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات اسلام کے بارہ میں نقل کرتی ہوں۔

"عورتیں مردوں کا جوڑا ہیں"۔

"جب کوئی عورت دن میں پانچ نمازیں پڑھے۔ رمضان کے روزے رکھے اور پاکباز ہو اور اپنے خاوند کی مطیع ہو تو اس سے کہدو کہ جس دروازے سے چاہے بہشت میں داخل ہو جائے"۔

"بہشت تیری ماں کے قدموں میں ہے"

"عورت کے حقوق مقدس ہیں۔ پس دھیان رکھو کہ عورتیں ان حقوق سے پورے طور پر متمتع ہوں جو انہیں دیئے گئے ہیں"۔

کیا دنیا کی تمام عورتوں کا یہ فرض نہیں کہ وہ اس بہت بڑی نیکی کا جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ کی ہے شکریہ کے ساتھ اعتراف کریں؟ کیا یہ کوئی بہت بڑی بات ہوگی کہ وہ میرے ساتھ مل کر اس پاک انسان پر جس پر اللہ تعالےٰ نے درود اور سلام بھیجا ہے۔ درود اور سلام بھیجیں؟

اللہ تعالےٰ پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنی رحمتیں اور برکات نازل فرمائے۔ یہ میری آخری دعا ہے۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر   من وجھک المنیر لقد نوّر القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ   بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

نسل انسانی کا محسن اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک اعلیٰ درجہ کا دوست فلسفی اور رہنما

(از جناب جے مجید صاحب)

ایک بے نظیر پیغمبرؐ

کسی محبت کرنے والے نے اپنے محبوب سے کبھی اس قدر محبت نہیں کی جتنی محبت ایک مسلمان اپنے نبیؐ سے کرتا ہے۔ تاریخ عالم کا کوئی بڑے سے بڑا آدمی ایسی غیر محدود مدح وستائش کا مالک نہیں ہوا۔ جیسی محمد رسول اللہ صلعم کی مدح وستائش دنیا میں ہوئی ہے۔ اور نہ تاحال کسی دوسری مذہبی شخصیت کی سالگرہ ایسی باوقار، محبت آمیز اور تشکر وامتنان کی یادگاریں قایم کرنے کا موجب نہیں ہوئی۔ وہ کیا کام آپؐ نے کیا جس سے دنیا کی ایک خمس سے زائد آبادی کے دلوں کو ایسی مضبوطی اور خوبی سے اپنے قابو میں لے لیا اس طاقت وقدرت کا راز اصلی کہاں ہے؟

اس کا جو جواب سٹینلے پول نے دیا ہے اگرچہ وہ ناقص اور نامکمل ہے تاہم وہی جواب سن لیجئے وہ کہتا ہے "کوئی ایسی نرم اور نسوانیت کے رنگ میں رنگین اور اس کے ساتھ ہی ایسی بہادرانہ چیز اس آدمی کے اندر پائی جاتی ہے کہ انسان یہ دیکھ کر متحیر رہ جاتا ہے کہ اس عزت ووقار اور محبت کی وجہ سے جو ایسی فطرت کے اثر سے پیدا ہوتی ہے آنکھیں بند ہو جاتیں اور منہ سے بلا عمد انصاف کی بات نکل آتی ہے"

ترک دنیا نجات کی راہ نہیں

علاوہ ازیں دنیا کے چار عظیم الشان مذاہب کے بانیوں کی زندگیوں کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قریباً ان سب نے یہی تعلیم دی ہے کہ نجات صرف ترک دنیا سے حاصل ہو سکتی ہے۔ وہ کہتے ہیں دنیا کو ترک کرو۔ اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کو ترک کرو۔ اپنی بیوی اور بچوں کو ترک کرو۔ ہر دنیوی چیز کو ترک کر دو۔ اور ایک راہب یا گوشہ نشین کی طرح کسی معبد کے حجرے میں الگ ہو کر بیٹھ جاؤ۔ اسی وقت تم نجات کی امید کر سکتے ہو۔ یہ عرب کے عظیم الشان مصلح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں تھا کہ وہ تعلیم کے مغالطہ

کو نسلِ انسانی پر واضح کریں۔ آپؐ نے فرمایا کہ دُنیا اور اس کی تمام خوبصورتی اور سرسبزی تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے پھر اس کو کیوں ترک کیا جائے۔ خوب سیر ہو کر اس سے متمتع ہو۔ جائز طور پر اور پاکیزگی کے ساتھ اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور اس کے ساتھ اس بات کو یاد رکھو کہ جس طرح دنیا اور اس کے تمام ساز و سامان تمہارے لئے ہیں وہیں تم خدا کے لئے ہو۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی رو سے کسی شخص کو نجات حاصل کرنے کے لئے حجرے میں بند ہونے یا تجرد کی زندگی اختیار کرنے کی ضرورت نہیں۔ کسی شخص کو اپنے ہموطنوں سے بھاگ کر جنگلوں اور بیابانوں میں پناہ لینے کی ضرورت نہیں۔ آپؐ نے فرمایا "اپنی معمولی روزانہ زندگی بسر کرتے رہو۔ امیر اپنے محل میں غریب اپنی جھونپڑی میں۔ اس چیز کو جو دنیا میں تمہیں میسر آتی ہے عقلمندی سے استعمال کرو۔ پاکیزگی سے سوچ بچار کرو۔ سچ بولو اور شریفانہ زندگی بسر کرو۔ آپؐ کی تمام تعلیمات میں زندگی۔ روشنی اور روحانیت لازوال ہے۔ لیکن غیر معقول معتقدات کا نام و نشان تک نہیں۔ انسان کے اندرونی ادراک سے صرف اس کی عقل و فہم سے اپیل کی گئی ہے۔ جس مذہب کی آپؐ نے تعلیم دی ہے اس نے شراب اور جوا کی ممانعت کی ہے کسی پادریت کسی فطری گناہ یا کفارہ وغیرہ کی تعلیم نہیں دی۔ وہ سب کو نجات کی امید دلاتا ہے۔ وہ جو اس قادر مطلق کی عبادت کرتا ہے اور بیٹے کی نہیں۔ نور اور روشنی کے آگے سربسجود ہوتا ہے نہ کہ لیمپ کے۔ صداقت کے لئے کوشش اور جدوجہد کرتا اور عمل صالح بجا لاتا ہے وہی ابدی زندگی حاصل کرے گا۔

اور یہ شاندار انسان جس نے ایسے شاندار مذہب کی تعلیم دی کوئی ایسی شخصیت نہیں جو افسانہ کا رنگ رکھتی ہو۔ اسؐ کی زندگی کا ہر واقعہ، اسؐ کے تمام کلمات اور گفت گوئیں۔ اور شکل و شباہت تک نہایت باریکی اور وفاداری سے لکھے ہوئے موجود ہیں۔ اس کی زندگی کا مطالعہ کرنے والے ایسے دُور کے زمانہ میں بھی یہی محسوس کرتے ہیں کہ وہ فی الحقیقت دنیا میں موجود ہے اور ہمارے اس زمانہ میں چلتا پھرتا زندگی بسر کرتا اور اپنی ہستی رکھتا ہے۔

ابتدائی عمر کے واقعات

اسؐ کی زندگی کے تمام واقعات کے شمار کرنے کی یہاں گنجائش نہیں تاہم کوشش کی جاتی ہے۔ اگرچہ یہ کوشش اس مضمون کو سطحی طور پر چھونے کے برابر ہوگی۔ لیکن پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پورے واقعات کے بیان کرنے کے لئے یہ ایک بنیادی چیز ہوگی۔ آپؐ مکہ میں اپنے باپ کی فوتیدگی کے بعد ۲۲۔ اپریل ۵۷۱ء کو پیدا ہوئے۔ چھ سال کی عمر میں آپ والدہ ماجدہ کے سائے سے محروم ہو گئے۔ اور آپکی تربیت اپنے دادا عبد المطلب

کے سپرد ہوئی۔ چند سال بعد وہ بھی فوت ہوجاتا ہے اور اس یتیم بچہ کو اس کے چچا ابوطالب کے سپرد کرجاتا ہے۔ چچا اور بھتیجے کے مابین نہایت گہری اور برقرار رہنے والی محبت و شفقت پیدا ہوگئی - اور وہ آخر زندگی تک ایک دوسرے کے والا و شیدا رہے -

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی زندگی محنت و مزدوری سے آزاد نہ تھی۔ آپ اپنے چچا کی بکریاں چرایا کرتے تھے لیکن لڑکپن میں بھی آپ سے آئندہ روحانی سرسبزی کی غیر مشتبہ علامات ظاہر ہوتی تھیں۔ نتیجۃً آپ کے اصولوں کی پختگی، کیرکٹر کی عظمت اور غیر متزلزل صداقت نے اپنے ہموطنوں سے الامین کا قابل رشک خطاب حاصل کیا۔

زمانہ کی بدترین حالت

اپنے زمانہ کی خرابیوں اور اپنے ہموطنوں کی بدکرداریوں کا اس اکیلے بچہ کے دل پر نہایت گہرا اثر ہوا۔ عرب اس وقت اخلاق اور روحانیت کے اعتبار سے ایک بنجر زمین تھی اور دنیا کی عام بدترین حالت کا ایک نقشہ پیش کرتی تھی۔ ملک خانہ جنگیوں کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہوچکا تھا۔ بت پرستی لوگوں کا مذہب بن چکی تھی اور عربوں کی زندگی اخلاق اور وحشت و بربریت کا بدترین نمونہ تھی۔ شہوت رانی، دختر کشی اور لڑائی ہنگامے ان کی بربریت کی چند ایسی مثالیں تھیں جنھوں نے اس تصویر کو تاریک ترین بنا دیا اور روحانی تاریکی اور اخلاقی تنزل کے دور دورہ میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے مستقبل نے تربیت و پرورش پائی -

نہایت شاندار اور دل خوش کن شادی

پچیس سال کی عمر میں آپ نے خدیجہؓ نامی اپنے قبیلہ کی عورت سے جس کی عمر آپ سے بہت زیادہ تھی شادی کرلی - زمانہ کی بُری حالت کے باوجود آپ کی یہ شادی بے نظیر طور پر خوشگوار تھی۔ اور ستائیس۲۷ سال کے عرصہ میں اس کی وفات تک دونوں طرف سے نہایت خوشگوار تعلقات کا اظہار ہوتا رہا۔ اس کی وفات کے ایک عرصہ بعد اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:- خدیجہ سے بہتر کوئی بیوی نہ تھی۔ وہ اس وقت مجھ پر ایمان لائی جب لوگوں نے مجھے رد کردیا۔ اس نے اس وقت میری ضروریات کو پورا کیا اور ایسے وقت میری امداد کی جب میں غریب تھا۔ اور باقی تمام دنیا مجھے حقارت کی نظروں سے دیکھتی تھی۔"

حضرت خدیجہؓ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو جو حیثیت اور عزت تمام اسلامی دنیا کی نظروں میں ہے وہ اس الزام کی تردید کے لئے کافی ہے جو آپ پر لگایا جاتا ہے کہ آپ نے عورت کی حیثیت کو گرا دیا۔ تاریخ

اس بات پر شاہد ہے کہ آپؐ ہی ایک ایسے انسان ہیں جنھوں نے سب سے پہلے سوسائٹی میں عورت کو ایسا درجہ اور حقوق و مراعات دیں جو اب تک اسے حاصل نہیں ہوئیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شادیاں کیں ان کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ ایسے معترضین جو صحیح واقعات سے واقفیت نہیں رکھتے یا ان کو دیانت داری سے سمجھتے نہیں وہ اس بارہ میں آپؐ کے چال چلن پر الزامات عائد کرتے ہیں۔ لیکن تاریخ کا صحیح علم اور واقعات کی صحیح شناخت ان الزامات کو باطل اور ناواجب ثابت کرتے ہیں۔

منصب نبوت پر بعثت

اپنی ابتدائی ازدواجی زندگی میں آپ کوہ حرا پر ایک غار کے اندر عبادت الٰہی کے لئے چلے جایا کرتے تھے۔ سالہا سال تک آپؐ ساری ساری رات اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکالمہ و مخاطبہ میں مصروف رہتے تھے جب آپؐ اپنی عمر کے چالیسویں سال میں تھے اور آپؐ غار کے اندر وقت صرف کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان کام کے لئے آپؐ کو مامور فرمایا جو آپ کے سامنے تھا۔ ایک رات جسکو ایک مورخ کے قول کے مطابق لیلۃ القدر کہنا چاہیئے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے امن اور سلامتی مخلوق پر نازل ہوتی ہے اور تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی طرف صعود کرتی ہے۔ اسی رات کے وسط میں کتاب الٰہی تشنہ روحوں کی پیاس کو بجھانے کے لئے نازل ہوئی۔ جب آپؐ بیخودی کے عالم میں پڑے ہوئے تھے۔ تو ایک زبردست آواز نے آپؐ کو بلایا جو سمندر کی لہروں کی طرح لہراتی ہوئی آئی کہ پڑھ دوبارہ وہی آواز آئی۔ اور دوبارہ آپؐ نے جدوجہد کی اور اس پکار کو برداشت کئے کانوں سے سنا۔ لیکن ایک مہیب طاقت نے آپؐ پر زور ڈالا اور آپ نے دل سے جواب پیدا ہوا۔ آواز نے تیسری مرتبہ پکارا کہ پڑھ۔ اور آپؐ نے کہا میں کیا پڑھوں؟ آواز آئی:-

اقرا باسم ربک الذی خلق ۔ اپنے رب کے نام سے پڑھ۔

آپؐ کا شفاف خلوص

آپؐ کا ایک سوانح نگار لکھتا ہے کہ "نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ میں یہ ایک شاندار خصوصیت پائی جاتی ہے جس سے آپؐ کے کیرکٹر کی صفائی۔ آپؐ کی تعلیمات کی پاکیزگی اور آپ کے ایمان اور توکل علی اللہ کی مضبوطی کا ثبوت ملتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپؐ کے عزیز ترین رشتہ دار۔ آپؐ کی بیوی۔ آپؐ کے پیارے چچازاد بھائی اور گہرے دوست آپؐ کے مشن کی صداقت کے دل سے قائل ہو چکے تھے۔ اور آپؐ کے الہام کے منجانب اللہ

ہونے پر یقین رکھتے تھے - وہ لوگ جو آپ کو اچھی طرح جانتے تھے - نہایت نزدیکی رشتہ دار اور عزیز ترین دوست وہ لوگ جو آپؐ کے ساتھ رہے اور آپؐ کی تمام حرکات و سکنات کو نوٹ کرتے رہے وہ آپؐ کے مخلص اور نہایت فدائی پیرو بن گئے - اگر یہ تمام مرد اور عورتیں جو شریف اور عقلمند ہونے کے علاوہ گلیل کے مچھلی پکڑنے والوں سے یقیناً کم تعلیم یافتہ نہ تھے آپؐ کے چال چلن اور اخلاق میں سفلی باتوں یا دھوکا بازی اور فریب یا ایمان کی کمی کا ادنیٰ سا بھی نشان پاتے تو اخلاقی زندگی اور تمدنی اصلاح کے متعلق محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام امیدیں خاک میں مل جاتیں - انہوں نے آپؐ کے لئے مصائب اور خطرات کا نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا - جسمانی ایذاؤں اور روحانی مصائب کو جو مجلسی مقاطعہ کے ذریعہ سے پہنچیں بلکہ موت تک نوبت پہنچ گئی انہوں نے پورے صبر و استقلال کے ساتھ برداشت کیا - کیا اگر وہ اپنے اس آقا کے اندر ایک ذراسی بھی خامی دیکھتے تو وہ ایسا کرنے کے لئے تیار ہو سکتے تھے ؟

آپؐ کی تعلیم اور وعظ کا مقابلہ

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات بت پرستی اور لوگوں کے بُرے چال چلن اور بدکاریوں کے خلاف تھی - اس تعلیم اور وعظ و نصیحت کی وجہ سے آپؐ کو نہایت ظالمانہ طریق سے ستایا گیا - ہر قسم کی ذلت رسوائی - غیر شریفانہ برتاؤ اور بے عزتی جو انسانی دل و دماغ تجویز کر سکتا ہے آپؐ کے لئے روا رکھی گئی - آپؐ کے بیرحم دشمنوں نے ہر قسم کی کوششوں میں ناکام رہنے کے بعد اعزاز و اکرام کے وعدوں سے آپؐ پر غلبہ حاصل کرنا چاہا - آپؐ نے جو جواب ان کو دیا وہ اپنی خصوصیت کے لحاظ سے لاجواب ہے - آپؐ نے فرمایا :-

" میں نہ تو دولت و امارت کا خواہشمند ہوں نہ ہی عزت و وقار اور حکومت و مملکت کا دلدادہ - مجھے تو خدا نے رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ تمہیں دل خوش کن خبریں سناؤں - میں اپنے خدا کا پیغام تمہیں دیتا ہوں اگر تم اس پیغام کو قبول کر لو جو میں لایا ہوں تو اللہ تعالےٰ اس دنیا اور عالم آخرت میں تمہارا حامی و ناصر ہوگا - اگر تم میرے وعظ و نصائح کو رد کر دو تو میں صبر کرونگا اور اس بات کو خدا پر چھوڑ دونگا کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے "

تین سال تک آپؐ نے انہیں بتوں کی پرستش سے بچانے اور وحشیانہ توہم پرستی سے نکالنے اور اس سے بھی بڑھ کر ان کے وحشیانہ چال چلن کو درست کرنے کی کوشش کی - لیکن بت پرستی اور بدکرداری عربوں کی زندگی میں ایسا گہرا نقش پیدا کر چکی تھی کہ انہوں نے خدائے واحد پر ایمان لانے اور بدیوں کو چھوڑنے کے بجائے

دیوتاؤں کے آگے جھکنا اور اپنے آبا و اجداد کے طور وطریق پر چلنا زیادہ پسند کیا۔ نیا مذہب ان کے لئے جاذبیت کا موجب نہ تھا۔ یہ پاکیزگی اور طہارت پیدا کرنا چاہتا تھا۔ اور وہ عیش وعشرت کی زندگی میں مستغرق رہنے کے خواہشمند تھے۔ یہ صداقت و راستبازی کا حکم دیتا تھا لیکن ان کے لئے جھوٹ بولنا زیادہ آسان تھا یہ فیاضی اور محبت پیدا کرنا چاہتا تھا اور وہ ایک دوسرے کا گلا گھونٹنے کو زیادہ ترجیح دیتے تھے۔ یہ لڑکیوں کو زندہ گاڑنے کی رسم کو دور کرنے کے درپے تھا۔ لیکن اس رسم کو جسے وہ اپنے زمانہ کے موزوں حال سمجھتے تھے، چھوڑنا نہ چاہتے تھے۔ یہ منشیات سے پرہیز کی تعلیم دیتا تھا لیکن وہ شراب کے دلدادہ تھے اور اس کو کسی طرح چھوڑنا پسند نہ کرتے تھے اور سب سے بڑھ کر یہ تمام بتوں کی تباہی پر مصر تھا اور وہ اس بات کو وہم میں بھی نہ لا سکتے تھے۔ اس لئے یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں کہ پہلے تین سالوں میں صرف تیس آدمیوں نے آپؐ کا ساتھ دیا۔

صداقت کی کامیابی

لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی دل نہیں ہارا۔ خدا تعالےٰ پر پورے بھروسہ اور توکل کے ساتھ آپ سخت ترین مخالفتوں کی موجودگی میں اپنے کام کو نباہتے چلے گئے۔ اب تک آپ خاموشی کے ساتھ تبلیغ کرتے رہے۔ لیکن اب آپؐ نے کھلے طور پر قریش کو یہ اپیل کی کہ وہ ایک سچے خدا ہی کی پرستش کریں۔ اس غرض سے آپؐ نے کوہ صفا پر ایک جلسہ منعقد کیا۔ اور لوگوں کو نصیحت کی کہ اپنی بدعادات کو ترک کر دیں۔ بت پرستی کو چھوڑ دیں اور صداقت پاکیزگی اور محبت کے مذہب پر ایمان لائیں۔ انہوں نے آپؐ کو ہنسی ٹھٹھا میں اڑایا اور آپؐ کو برا بھلا کہا۔ لیکن یہ امر ان پر ظاہر تھا کہ آپؐ کی تائید میں روزانہ کچھ نہ کچھ لوگ آپؐ کے ساتھ ہوتے جا رہے ہیں۔

بت پرستوں نے خیال کیا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کے کنبہ کے لوگ ترک کر دیں گے لیکن اس بارہ میں انہیں سخت مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ آپؐ کے چچا ابوطالب نے اپنا قدیم عقیدہ اور مذہب چھوڑنے سے یقیناً انکار کر دیا تھا۔ لیکن ان کو اس بات کا رنج تھا کہ عرب کے لوگ ایک ایسے انسان کو دکھ اور تکلیف پہنچائیں جو بیواؤں اور یتیموں کا مددگار تھا اور جو اپنے قول اور فعل میں ہمیشہ سچا ثابت ہوا ہے۔ انہوں نے اعلان کر دیا کہ ان کا خاندان اس بے گناہ آدمی کی حمایت میں اپنا آخری قطرۂ خون بہانے سے بھی دریغ نہ کرے گا۔

تاہم ان تمام باتوں کے ہوتے ہوئے ان لوگوں نے ہر جگہ آپؐ کا تعاقب کرکے زیادہ سختی کے ساتھ آپؐ کو دکھ پہنچانا۔ گالیاں دینا اور ستم شعاری سے کام لینا شروع کیا۔ کئی موقعوں پر آپؐ کی جان خطرے میں پڑ گئی لیکن آپؐ دلیر تھے۔ آپؐ کے دشمنوں کے ظلم و ستم اور غیر انسانی طریق عمل نے کئی شریف انسانوں کو آپؐ کے ساتھ کر دیا۔ ان میں سے عبد المطلب کے سب سے چھوٹے بیٹے حضرت حمزہؓ تھے۔ یہ بہادر، نڈر، فیاض اور سچا انسان جس کی بہادرانہ تلوار تمام قریش کے لئے ہلناک تھی قریباً انہی ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ کا مذہب اختیار کر لیا۔ اور اسی وقت سے اسلام کا نہایت فدا کار حامی و ناصر بن گیا اور آخر کار اسی راہ میں اپنی جان دیدی۔

جس مستقل مزاجی کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مصائب اور ایذاؤں کو برداشت کیا۔ اور وہ پرجوش تردید جو آپؐ نے بت پرستی کی کی اس نے آپؐ کے دشمنوں کو ڈرا دیا۔ اس لئے وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے پاس گئے اور ان سے درخواست کی کہ اپنے بھتیجے کو اس کام سے روک دیں جو ان کے قدیم رسوم و رواج کو جڑ سے اکھیڑنے والا ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرسکیں تو وہ اس کا بالکل مقاطعہ کر دینگے اور دونوں سے نہایت بُرا انتقام لیں گے۔ خاندان کا یہ بوڑھا سردار اپنی قوم سے منقطع نہ ہونا چاہتا تھا نہ ہی وہ اپنے بھتیجے کو چھوڑنے کا خواہشمند تھا۔ اس لئے اس نے آپؐ سے درخواست کی کہ اپنے آبا و اجداد کے مذہب کی طرف لوٹ آئے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ "اے چچا! اگر سورج کو میرے داہنے ہاتھ پر رکھ دیا جائے اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ پر۔ اور دونوں مل کر مجھ سے درخواست کریں کہ میں اپنے مشن کو ترک کر دوں تو کبھی میں ایسا نہ کروں گا۔ کیونکہ میرا مشن اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔"

اس پر ایذاد ینے والوں کے ظلم و ستم کی کوئی حد نہ رہی۔ جس درندگی کا اظہار انہوں نے کیا اس کی مثال صرف ان مظالم ہی میں مل سکتی ہے جو صرف تاریک ترین آریا یا ہیلیجیا قوم کی طرف سے مسیحیت میں ہوتے رہے۔ انہوں نے کہا کہ "اے محمد جان لے کہ ہم وعظ و نصیحت سے تجھے روکنا کبھی موقوف نہ کریں گے جب تک کہ تو یا ہم ہلاک نہ ہو جائیں۔" لیکن کوئی دھمکی، کوئی ظلم، کوئی وحشیانہ دشمنی و مخالفت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سچے خدا کا پیغام لوگوں کو پہنچانے سے رکاوٹ کا موجب نہ ہوئی۔ تمام مخالفتوں کے باوجود نو مسلمین کی تعداد دن بدن بڑھتی چلی گئی۔ عام امور زندگی میں کثیر التعداد پیروں کے علاوہ اب آپ کے ساتھ واعظین

کا ایک منتخب گروہ تھا جو جہلا پر مشتمل نہ تھا بلکہ حمزہؓ ، ابوبکرؓ ، عمرؓ اور علیؓ جیسے توی قابل اور بیش بہا انسان تھے۔

اس بات نے دشمن کو اس پر آمادہ کر دیا کہ اسلام پر ایک فیصلہ کن ضرب لگائے۔ اور مکہ میں اسے کچل کر رکھ دے۔ انہی ایام میں ابوطالب اور خدیجہؓ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد فوت ہو گئے۔ اول الذکر کی فوتیدگی سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا جوانی کا سرپرست کھو دیا جو ہمیشہ آپؐ کے اور آپکے دشمنوں کے مابین حائل رہتا تھا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے جو ضرب آپؐ کو پہنچی وہ اور بھی زیادہ ناقابل تلافی تھی " وہ ہمیشہ امید اور تسلی کا فرشتہ بنی رہتی تھی "۔ آپؐ اپنی وفات تک اس کی محبت اور فدائیت کی یاد دل میں تازہ رکھتے تھے۔

اپنے پیروؤں کے قتل عام سے ڈرتے ہوئے آپؐ نے انہیں مدینہ چلے جانے کا مشورہ دیا۔ خاندان بر خاندان ہجرت کر گئے اور اس تمام عرصہ میں دشمن نے اپنے مظالم میں کوئی کمی نہ کی۔ اور اس عظیم انسان اور مقدس ہستی کی زندگی کو ختم کرنے کے لئے ایک سفاک کا خنجر کرایہ پر لیا گیا۔ آخر کار پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی مدینہ میں پناہ گزین ہونے کا فیصلہ کر لیا۔

آپ کے کیرکٹر کی ایک جھلک

آپ کے ناقابل اصلاح دشمنوں نے جب آپ کا سختی سے تعاقب کیا تو دو شاندار واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ آپؐ کے ساتھ آپؐ کا ایک ہی دوست ابوبکرؓ تھا۔ دونوں نے ایک غار میں پناہ لی۔ جس کا منہ بہت ہی تنگ تھا۔ دشمن نزدیک آتا چلا جا رہا تھا۔ اور وہ ہر کونہ اور گوشہ میں نہایت باریک بینی کے ساتھ اپنے شکار کی تلاش میں منہمک تھے۔ اس وقت ابوبکر رضی اللہ تعالٰے نے مایوسی کے عالم میں کہا " اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم تو صرف دو آدمی ہیں۔ ہم اس قدر بڑے گروہ کے ساتھ جنگ کیونکر کر سکینگے "۔ آپؐ نے نہایت تحمل اور اطمینان کے ساتھ جواب دیا " بھائی ایسا نہیں بلکہ ہم تین ہیں کیونکہ خدا بھی ہمارے ساتھ ہے "۔ اور چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کیونکہ ایک چھوٹی سی مکڑی نے نہایت عجلت کے ساتھ غار کے منہ پر جالا تن دیا۔ اور جب ایک تعاقب کرنے والے نے اس کو دیکھا تو اس نے کہا " وہ یہاں نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ دیکھو غار کے منہ پر مکڑی کا جالا موجود ہے اور کوئی شخص ایسی حالت میں غار کے اندر نہیں جا سکتا "۔ ایک اور موقعہ پر ایک وحشی اور خونخوار جنگجو نے آپؐ کو دیکھ لیا اور آپؐ کے پیچھے دوڑا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پھر حوصلہ چھوڑ دیا۔ وہ چلائے کہ ہم مارے گئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ " ڈرو نہیں خدا ہماری حفاظت کرے گا "۔ اس پر جونہی وہ تعاقب کرنے والا آپؐ کے قریب پہنچا اس کا گھوڑا ایکلخت ڈر کر گر پڑا۔ اس نے اچانک خوفزدہ ہو کر اسی انسان سے معافی مانگی جس کو وہ مارنے

کے لئے آیا تھا۔ اور یہ درخواست فوراً منظور کرلی گئی۔

ایسے قریب ترین بچاؤ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ ایک وفادار ملاح کی طرح آپؐ مکہ میں اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہلے جب تک آپؐ کے تمام پیرو محفوظ نہ ہوگئے۔ اس کے بعد آپؐ وہاں سے نکلے۔

مدینہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی قابل ذکر واقعات سے معمور تھی۔ لیکن اس کے بغیر ہی وہ ایک کامیاب زندگی تھی۔ اس جگہ ہم آپؐ کو لوگوں کا بادشاہ انسانی قلوب پر حکمران، سردار، قانون دان اعلیٰ مجسٹریٹ کی حیثیت میں پاتے ہیں۔ ان تمام بڑائیوں کے باوجود اپنے آپ کو بڑا ظاہر کرنے کی کوئی بات آپؐ میں نہیں تھی۔ بلکہ آپ غریب الطبع اور متحمل مزاج ہی نظر آتے ہیں۔ آپؐ نے ایک مسجد بنائی اور اپنے ہاتھ سے اس کی تعمیر میں امداد دی۔ ایک خطبہ میں آپؐ نے فیاضی پر بحث کی۔ آپؐ کے نزدیک ہر نیک کام فیاضی میں داخل ہے۔ اپنے بھائی سے ہنسکر بولنا بھی فیاضی میں داخل ہے۔ اپنے ساتھیوں کو یہ نصیحت کرنا کہ وہ نیک کام کریں خیرات دینے کے برابر ہے۔ ایک بھولے بھٹکے کو صحیح راستہ پر ڈالنا فیاضی ہے۔ اندھے کو امداد دینا فیاضی ہے۔ رستہ سے پتھر اور کانٹے اور دیگر رکاوٹ کی چیزیں دور کرنا فیاضی ہے۔ پیاسے کو پانی پلانا فیاضی ہے۔ واشنگٹن اروِنگ لکھتا ہے کہ زبان کی فیاضی جو سب سے زیادہ اہم چیز ہے اور جسکو سب سے کم تربیت دی گئی ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی بھی ویسی ہی تعلیم دی ہے جیسے اور چیزوں کی۔

مدینہ میں یہودی، خطرے کا ایک اہم عنصر بن گئے۔ انہوں نے اپنے آپ کو نئے مذہب کے دشمنوں کی صف میں کھڑا کر دیا۔ اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پیروؤں کے لئے بہت کچھ مصائب اور نقصان کا موجب ہوئے۔ ان کی امداد سے قریش مکہ کی دشمنیاں یہاں بھی پہنچ گئیں۔ ابھی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اس شہر میں پوری طرح آباد بھی نہ ہوئے تھے کہ یہ خبر پہنچی کہ قریش کی فوج آپ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے آرہی ہے۔

وہ شخص جس نے عمر بھر کبھی کوئی ہتھیار نہ چلایا ہو جس کے لئے انسانی دکھ اور تکلیف کا منظر نہایت درد اور رحم پیدا کرنے کا موجب تھا۔ اور جو عام مردانگی کے تمام اصولوں کے خلاف اپنے بچوں اور شاگردوں کی وفات پر زار وقطار رو دیتا تھا۔ اور جس کا کیرکٹر ہمیشہ ایسا نرم اور گداز رہا کہ آپؐ کے دشمن آپؐ کو نسوانی کیرکٹر رکھنے والا قرار دیتے تھے۔ یہ شخص اب مجبور ہوگیا کہ صورت حالات کے پیش نظر اور اپنے میلان طبع کے خلاف دشمن کے حملوں کو تلوار کے زور سے روکے۔ اپنے پیروؤں کو حفاظت خود اختیاری

کے لئے منظم کرے اور اکثر اوقات مفسدانہ اور اچانک حملوں کی خبر لانے کے لئے مہمیں بھیجتا رہے ایسے کئی حملے مدینہ پر کئے گئے۔ لیکن آخر کار فتح مسلمانوں کو ہوتی تھی۔ جنگ بدر تاریخ میں مشہور رہے۔ جو حیثیت ملوین برج کی فتح کو مسیحیت میں حاصل ہے وہی حیثیت اسلام میں جنگ بدر کو حاصل ہے۔ دشمن اس شکست سے اور بھی غضبناک ہو گیا اور اس نے ایک قسم کی گوریلا جنگ کے ذریعہ سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پیروؤں کو گھیر لیا۔ واشنگٹن ارونگ نے ایک قابل یادگار واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ جو اسی اثنا میں وقوع پذیر ہوا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ایک درخت کے سایہ کے نیچے اپنے کیمپ سے کچھ فاصلہ پر سو رہے تھے یکایک ایک آواز کے آنے سے آپؐ جاگ اٹھے۔ اور جب آپؐ نے آنکھیں کھولیں تو ایک جنگجو دشمن تلوار کھینچے ہوئے آپؐ کے سر پر کھڑا تھا وہ پکارا کہ "اے محمدؐ اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟" آپ نے نہایت تسلی اور اطمینان سے جواب دیا کہ "خدا بچا سکتا ہے"۔ یہ سننا تھا کہ اس وحشی بدو پر ایک لرزہ طاری ہوا۔ اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فوراً اسے اٹھا لیا اور اسے ہلاتے ہوئے کہا "اے واثور اب تجھے کون بچا سکتا ہے؟" اس نے جواب دیا "افسوس کوئی نہیں بچا سکتا"۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پھر مجھ سے رحمدل بننا سیکھو" اور تلوار اسے واپس کر دی۔

جنگ احد کے موقعہ پر اتنی مسلمانوں کو تکلیف پہنچی۔ لیکن آخری حملہ میں جو شہر مدینہ پر کیا گیا دشمن کو بھاری نقصان کے ساتھ پسپا کر دیا گیا۔ ان تمام جنگوں میں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جارحانہ طریق اختیار نہیں کیا۔ آپؐ کے مدنظر صرف بے رحم دشمن سے اپنے پیروؤں کو بچانا اور ان کی حفاظت کرنا تھا اپنی افواج کے سرداروں کو آپؐ نے جو ہدایات دیں وہ آپؐ کی شرافت کے نشانات ہیں ہے یہ آپؐ نے فرمایا۔" ان نقصانات کا بدلہ لینے کے لئے جو ہمیں پہنچائے گئے بے ضرر خانہ نشین لوگوں کو ضرر نہ پہنچایا جائے۔ عورتوں کی کمزوری کی وجہ سے انہیں چھوڑ دیا جائے۔ دودھ پیتے بچہ کو دکھ نہ دیا جائے۔ نہ ہی صاحب فراش بیمار کو تکلیف دی جائے۔ غیر محارب باشندوں کے مکانات کو گرانے سے احتراز کرو۔ ان کے سامان زیست مت ضائع کرو۔ نہ ہی ان کے پھلدار درختوں کا نقصان کرو۔ اور کھجور کے درخت کو مت چھیڑو"۔

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا برتاؤ بہت رحیمانہ تھا۔ آپؐ نے اپنے سخت ترین دشمنوں پر جو رحم کئے ان کی بے شمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ یہاں ایک دو ایسی مثالوں کا بیان کر دینا کافی ہوگا۔ ایک مرتبہ جب آپؐ کی ایک صاحبزادی جن کے حمل کے تھوڑے ہی دن باقی تھے ایک اونٹ پر چڑھی ہوئی تھیں تو جبار

نامی ایک قریش نے اپنا نیزہ اس تیزی سے اُن پر پھینکا کہ وہ زمین پر گر پڑیں اور آخرکار شہید ہو گئیں۔ جب مکہ فتح ہوا تو وہ گرفتار ہو کر آیا۔ لیکن آنحضرتؐ کے سامنے آتے ہی اس نے اپنے آپ کو آپؐ کے رحم پر چھوڑ دیا۔ غلطی بہت بڑی۔ جرم نہایت ظالمانہ تھا۔ لیکن نقصان آپؐ کی ذات سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کو غیر مشروط معافی دے دی گئی۔ پھر اس یہودیہ عورت کو جس نے خیبر میں آپؐ کی جان پر حملہ کیا تھا۔ اور عکرمہ بن ابوجہل کو بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطرناک دشمن تھے معافی دے کر آزاد کر دیا گیا۔

اب جلد ان ایام کی طرف آنا چاہئے جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں ایک فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے۔ وہ جو پہلے کسی وقت وہاں سے ترک وطن کر گئے تھے اب اپنے مشن کو رحم کے کاموں سے ثابت کرنے کے لئے آئے۔ وہ شہر جس نے آپؐ کے ساتھ ایسا ظالمانہ برتاؤ کیا تھا۔ آپؐ کو اور آپؐ کے وفادار ساتھیوں کو وہاں سے نکالا تھا۔ کہ وہ اجنبیوں میں جا کر پناہ گزیں ہوں۔ جنھوں نے ہاتھ نہ اٹھانے والے مردوں اور عورتوں پر ظالمانہ حملے اور بے جان مردوں کے ساتھ بھی وحشیانہ برتاؤ کر کے نسلِ انسانی کو ذلیل کیا۔ اب بالکل آپؐ کے رحم پر تھے لیکن فتح کے وقت ان کی برائی بھی یاد نہ رہی۔ اور مکہ کی آبادی کو عام معافی دے دی گئی۔ اس فتح کے متعلق نہایت صحیح طور پر یہ کہا گیا ہے اگرچہ بڑی بڑی فتوحات کی کہانیاں اور داستانیں یاد ہیں۔ لیکن اس فتحمندانہ داخلہ کی طرح کوئی فتح نظر نہیں آتی۔

اور اب ایک ایسا نظارہ دیکھنے میں آیا جس کی نظیر تاریخ عالم میں دیکھنے میں نہیں آتی۔ جوق در جوق لوگ آتے ہیں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دین اختیار کرتے چلے جاتے ہیں۔ کوہ صفا پر بیٹھ کر آپؐ وہی پرانی بیعت لے رہے تھے جو قبل ازیں اسی جگہ مدینہ والوں سے لی تھی۔ کہ وہ اللہ کے سوا کسی چیز کی عبادت نہ کریں گے۔ وہ چوری۔ زنا کاری اور دختر کشی کے مرتکب نہ ہوں گے۔ جھوٹ نہ بولیں گے۔ اور نہ ہی عورتوں کے متعلق کوئی بُری بات منہ سے نکالیں گے

اب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مشن پورا ہو چکا تھا۔ آپؐ نے ایک ایسی قوم کو جو بربریت میں ڈوبی ہوئی تھی اٹھا کر۔ پاکیزگی، شرافت اور انسانیت اور روحانی عظمت کی چوٹیوں پر پہنچا دیا۔ آپؐ نے انہیں غیر متحد پایا اور ایک عظیم الشان برادری کے رشتہ میں منسلک کر دیا۔ آپؐ نے انہیں تنزل کی حالت اور خطرناک توہم پرستی میں پایا۔ اور ان کے دلوں کو سچے اور محبت کرنے والے خدا پر ایمان سے بھر دیا۔ سید امیر علی لکھتے ہیں: "وہ غریب معلم جسے اگلے دن اپنے پیدائشی شہر سے باہر نکالا جا رہا تھا اور اس جگہ سے پتھراؤ کر کے اسے نکالا گیا جہاں وہ خدا کے پیغام کو سنانے کے لئے گیا۔ اس نے نو سال کی قلیل مدت میں اپنی قوم کو اخلاقی اور روحانی تنزل کی انتہائی گہرائی سے

نکال کر پاکیزگی اور انصاف کے اعلیٰ تصور تک پہنچا دیا۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری سال مدینہ میں صرف ہوا۔ عمر کی آخری منازل میں آپؐ کے دل و دماغ کا سکون اور اطمینان شاندار تھا۔ اگرچہ آپؐ کی طاقت زائل ہو رہی تھی تاہم آپؐ اپنی رحلت سے پہلے تین دن عام نمازوں کی امامت کراتے رہے۔ آخری وقت جب آپؐ مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ آپؐ کے دو چچازاد بھائی علیؓ اور فضلؓ بن عباسؓ آپؐ کو سہارا دیئے ہوئے تھے۔ آپؐ کے چہرے پر ایسی دل خوش کن مسکراہٹ تھی جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا اور جسکو ان سب لوگوں نے دیکھا جو آپؐ کے ارد گرد تھے۔ پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مطابق ۸ جون ۶۳۲ء کو بوقت دوپہر جب آپ آہستہ آہستہ نماز پڑھ رہے تھے اس عظیم الشان نبی کی روح پرواز کر کے اللہ تعالیٰ کی بابرکت رفاقت میں جا پہنچی۔ اس طرح بقول سید امیر علی ایک ایسی زندگی ختم ہو گئی جو شروع سے آخر تک خدا اور انسانیت کی خدمت میں صرف ہوئی۔ کیا کوئی دوسرا ایسا انسان ہے جس کا مقابلہ اس زندگی کے تمام ابتلاؤں اور آزمائشوں کے ساتھ کیا جا سکے؟ کیا کوئی دوسرا ایسا شخص ہے جو دنیا کی آگ میں کود کر اس سے اس طرح صحیح و سلامت باہر نکل آیا ہو؟ یہ غریب طبع معلم عرب کا بادشاہ ہو گیا۔ کسریٰ ایران اور قیصر روم کے برابر اس کا رتبہ ہو گیا۔ اور وہ ایک قوم کی قسمت کا فیصلہ کرنے والا بن گیا۔ لیکن وہی سپرٹ کی بردباری، وہی روحانی شرافت اور دل کی پاکیزگی وہی سادہ چال چلن اور احساس کی نزاکت اور شائستگی اور فرض کی سخت پابندی جس نے الامین کا خطاب آپؐ کو دلایا تھا۔ اور جس کا آپ خود سختی سے امتحان لیتے رہتے تھے ہمیشہ آپؐ کے کیرکٹر کی نمایاں خصوصیات بنے رہے۔ ایک ایسی فطرت جو ایسی پاکیزہ، ایسی نرم اور اس کے ساتھ ہی قدر بہادر ہے نہ صرف دلوں میں عزت و وقار کو پیدا کرتی ہے بلکہ اس سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ بڑوں کی عزت، چھوٹوں اور غریبوں پر آپ کی شفقت اور آگے بڑھنے والوں کا وقار آپؐ کی عالمگیر عزت اور تعریف کا موجب ہوا۔

ہاں اس طرح اور ایسی حالت میں اس عظیم الشان انسان کی روح نے اعلیٰ علیین کی پرواز کی لیکن آپ کی یاد ہمیشہ تازہ ہے۔ آج بھی آپ اس شاندار مذہب کے ساتھ زندہ ہیں جس کی تعلیم آپؐ نے دی۔ وہ مذہب جو ہستی باری تعالیٰ اور توحید الٰہی پر زور دیتا ہے۔ وہ مذہب جو خدا اور انسان کے مابین کسی وسیلہ کو تسلیم نہیں کرتا۔ وہ مذہب جو اخلاقی، تمدنی اور روحانی قوانین کا نہایت مکمل اور عملی ضابطہ دنیا کو دیتا ہے جو اس سے پہلے دنیا نے نہیں دیکھا وہ مذہب جو ترک دنیا کی تعلیم نہیں دیتا۔ وہ مذہب جو اللہ تعالیٰ کے رحم اور شفقت کا اعلان کرتا ہے۔

یہ اسلام ہے جس میں اخلاق کی سادگی، فلسفہ کی گہرائی، تصور کی بلندی، عملی ضابطہ، خواہشات کی پاکیزگی، اور

انسانی دل و دماغ کو زبردست اپیل کے ذریعہ سے انسان کی تکمیل ہوتی ہے - اور ایک کامل و مکمل زندگی بسر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اسلام کو قبول کرے -

---

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مغرب

لیکچر تقریب مولود النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(از مسٹر محمد ایوب آئی - سی - ایس)

یور ایکسیلنسی - لیڈیز و جنٹلمین !

جب میں نے سابق مقررین کی فاضلانہ تقریریں اور ان شاندار کلمات تحسین کو سُنا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے متعلق کہے گئے تو میرے دل میں اس عظیم الشان جرمن مستشرق نولڈیک کی یاد تازہ ہو گئی جس نے ایام نوجوانی میں حکومت اسلامیہ کی تاریخ لکھنے کا ارادہ کیا اور کئی سالوں کی محنت کے بعد مایوسی کے ساتھ اس کام کو ترک کر دیا کیونکہ جیسا کہ اس نے کہا محمد (صلعم) کے کیرکٹر کو وہ اطمینان بخش طریق سے واضح نہ کر سکا -

اگر آج رات میں بھی عاجزانہ طور پر نولڈیک کی اس خود بے اعتمادی میں شرکت کا اظہار کروں تو اس کی یہ وجہ نہیں کہ اس مضمون سے دلچسپی پیدا کرنے اور رائے زنی کے لئے کوئی تازہ مسالہ میرے پاس نہیں - اس مضمون پر سیر حاصل بحث کرنے اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی قسم کی سرگرمیوں اور کامیابیوں کو پورے طور پر واضح کرنے کے لئے نصف درجن سے زیادہ مقررین کی ضرورت ہے -

میرے نزدیک اس جذب و کشش رکھنے والے انسان کی کچھ کم شاندار فتوحات نہیں جو غیر مسلموں اور بالخصوص اہل مغرب کے قلوب کو متاثر کرنے کا موجب ہوئی ہیں - اور میں چاہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یورپین مورخین کے بدلتے ہوئے رویہ پر نہایت اختصار کے ساتھ نظر ڈالوں - محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کبھی ان شخصیتوں میں سے نہیں سمجھے گئے جنھیں دنیا بھلا سکتی ہے - مسیحی آپ کی تعلیمات کو بُرا بھلا کہیں - آپؐ کے کیرکٹر پر حملہ آور ہوں یا آپؐ کے اسم گرامی کو معرض سب و شتم ٹھیرائیں لیکن جس چیز کو وہ نہیں کر سکتے وہ یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا آپؐ کے مذہب کو کبھی بھلا نہیں سکتے - محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق

یورپ کے ابتدائی بیانات کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ ان میں سے کوئی بھی براہ راست علم پر مبنی نہیں۔ نہ ہی ان لوگوں کے دل بغض و حسد سے پاک ہیں جن کو یہ نظر آ رہا تھا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ان کے مذہب کے خطرناک دشمن ہیں ان کے نزدیک آپؐ (نعوذ باللہ) . . . . انسان تھے۔ یہ امر کہ بہت سے علم و شائستگی رکھنے والے انسانوں نے ایسے غلط خیال کو اپنے دلوں میں جگہ دی ہے یہاں تک کہ ڈینٹے جیسا شخص بھی اس سے اوپر نہ اٹھ سکا اس حقیقی خطرہ کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے مسیحیت کو لاحق تھا اور زندگی اور موت کی اس کشمکش کا اظہار ہے جو ازمنہ متوسط میں اسلام اور مسیحیت کی دنیوی طاقتوں میں رونما ہوئی لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو پہچاننے سے کبھی بھی انکار نہیں کیا گیا۔ ایک وقت آیا جب یورپ خود اپنی مذہبی جنگوں سے اکتا چکا تھا۔ اور کلیسیا کے احکام و تعلیمات کے قابل استثنا ہونے پر بحث شروع کردی اٹھارھویں صدی کے منکرین لوتھر اور کالوین سے بھی ایک قدم آگے نکل گئے۔ انہوں نے غیر مذاہب کا مطالعہ شروع کردیا۔ اور ان کی معقولیت اور اہمیت پر زور دینے لگ گئے۔ غیر مذاہب کے ساتھ اس فیاضانہ برتاؤ کا دائرہ انہوں نے کسیقدر جھجکتے ہوئے اسلام تک بھی وسیع کر دیا ۱۷۳۴ء میں سیل نے اپنا ترجمۂ قرآن شائع کیا۔ ڈی بولینولیز (De Boullainvilliers) نے اپنی کتاب "لائف آف محمد" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دانا اور روشن خیال حکمران قرار دیا۔ ساوری نے اپنے ترجمۃ القرآن میں جو ۱۷۵۲ء میں شائع ہوا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مذہبی اور سیاسی کامیابیوں پر حیرانی اور تعجب کا اظہار کیا۔ اور آپ کو ان عظیم الشان انسانوں میں سے قرار دیا جو صفحہ ہستی پر شاید ہی کبھی آئے ہوں۔ یہ سچ ہے کہ روشن خیال مفکرین میں بھی والٹیر اور ڈیڈروٹ نے اس نقطۂ خیال کو تسلیم نہیں کیا۔ لیکن خیالات کا رخ اسلام کی حمایت میں ہو چکا تھا اور گبن۔ کارلائل اور لین پول ان مشہور و معروف انگریز مصنفین میں سے ہیں جن کی تحریرات کے غیر فانی صفحات ہمیں تاریخ اسلام کے مطالعہ کی طرف متوجہ کرتے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور آپ کے کاموں کی قدر و قیمت کو دیانتداری اور عزت و توقیر کے ساتھ پہچاننے کی ہدایت کرتے ہیں۔ جو مسیحی مناظرین کے توہین آمیز خیالات سے بالکل مختلف ہے۔

اسی اثنا میں ایک اور چیز اسلام کی امداد کے لئے آئی۔ انیسویں صدی کے وسط میں یورپ میں سائنٹفک مورخین کا مسلک شروع ہوا۔ جو تمام تہذیبوں کا براہ راست مطالعہ کرنے اور اپنی تحریرات میں حتی الامکان ذاتی بغض و تعصب سے آزاد رہنے کے خواہشمند تھے۔ اس اقدام عمل سے اسلام کو بہت بڑا فائدہ حاصل ہوا۔ عربی کی

مستند کتب پہلی مرتبہ یوربین فضلا کے مطالعہ میں آئیں اور ان کے ترجمے کئے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے متعلق بہت سی یادداشتیں جمع کی گئیں اور آپؐ کی زندگی کے بعض مشکل اور مغلق واقعات کو طویل اور باَمشقت تحقیقات سے واضح کیا گیا۔ ان سب قابل فضلا کے اسمائے گرامی کا ذکر بہت طوالت کا موجب ہوگا۔ لیکن میں دیلیاسن کی تصنیف کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور اس کے بعد زمانہ حال کے مصنف Leoma Caelani کا جس نے اپنی شاندار تصنیف Annal idel Islam کے ذریعہ سے دنیائے اسلام پر بہت بڑے احسان کا بوجھ لاد دیا ہے۔

یوربین مورخین کی ان کوششوں کا اثر یہ ہوا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سیاسی عظمت ہمیشہ کے لئے قائم ہوگئی۔ آپؐ کی انتظامی قابلیت، آپؐ کی خوش اسلوبی اور سیاست دانی دُنیا پر ہویدا ہوگئی۔ ٹری گوجے۔ آرنلڈ اور ٹار اینڈرے جیسے زمانہ حال کے مصنفین نے بھی آپؐ کے کیرکٹر کی عظمت اور آپؐ کے الہام کی صداقت کو تسلیم کیا۔ لیکن ایک چیز ابھی باقی ہے۔ یوربین مصنفین خواہ وہ کسی ملک اور کسی مسلک سے تعلق رکھتے ہوں ابھی تک مسیحی عینک کے بغیر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھ سکتے۔ جب تک آپ مکہ میں ایک ستم رسیدہ معلم کی حیثیت میں رہے آپؐ ہر طرح قابل تعریف ہیں لیکن جب مدینہ میں ایک سلطنت قائم کرنے اور اسلامی حکومت کا بنیادی پتھر رکھنے کی دعوت کو آپ قبول کرتے ہیں تو یوربین نظروں میں آپ گر جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک آپ مقدس رستہ سے ہٹ گئے۔ اور مسیح کے نمونہ کی پوری طور پر پیروی نہ کر سکے۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ آرنلڈ ٹائن بی بھی جو اسلامی تاریخ کا مشرق قریب میں بہت بڑا عالم ہے۔ اسی خیال کا مالک ہے۔ ٹائن بی نے اپنی تازہ ترین تصنیف "سٹڈیز آف ہسٹری" میں لکھا ہے" کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ بدقسمتی تھی کہ بجائے اس کے کہ سیزر کا شکار ہو کر اپنے پیغمبرانہ پیغام پر اپنے خون کی مہر کرتا اس نے خود عرب کا سیزر بن کر اپنے پیغمبرانہ پیغام کا ساتھ دیا۔ اور اس طرح اس کی پیغمبرانہ حیثیت کو بگاڑ دیا "

اس سوال کا ہمارے دل میں پیدا ہونا ضروری ہے کہ آیا مغرب اسلام کو قبول کرے گا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب کی پیروی کرے گا؟ (اس سوال کا جواب میں امام صاحب ووکنگ کے سپرد کرتا ہوں)۔ جو میرے بعد تقریر کریں گے۔ لیکن اس قدر میں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ یورپ کا اسلام قبول کرنا صرف پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے کیرکٹر اور آپ کے کاموں کی صحیح تاریخی قدر و قیمت مقرر کرنے پر منحصر نہیں۔ یہ چیز جیسا کہ ہمارے صدر نے اپنے تمہیدی ریمارکس میں بتایا ہے زیادہ تر اسلام کی اس قیمت پر منحصر ہے کہ اسے موجودہ زمانہ کے مشکل مسائل کا واحد حل قرار دیا

جائے۔ یہ امر کہ اس لحاظ سے بھی مستقبل شاندار نظر آتا ہے۔ اس بارہ میں میرے دل میں کوئی شک وشبہ موجود نہیں اسلام اپنی فطرت اور تاریخ کے اعتبار سے مشرق ومغرب کے مابین ایک درمیانی واسطہ ہے اور ایشیائی اور مغربی لوگوں کے مابین اس مفاہمت اور اشتراک کے پیدا کرنے کے لئے جو دنیا میں قیام امن کے لئے از حد ضروری ہے کسی اور چیز کے بجائے اس ایک چیز کی طرف ہماری نظر زیادہ تر ہے جیسا کہ پروفیسر گبس نے اپنی کتاب "ودراسلام" میں لکھا ہے "ہمیں مغربی تہذیب کے توازن کو جو یورپ کی اصطلاحی ترقی کی یکطرفہ خاصیت کی وجہ سے برقرار نہیں رہا دوبارہ درست کرنے اور اسے یورپین قومیت کی حد سے بڑھی ہوئی افراط سے بچانے کے لئے ہمیں اسلامی سوسائٹی کا انتظار کرنا چاہئیے" پھر یہ اسلام ہی ہے جس کی طرف رنگ کی رکاوٹ کو دور کرنے اور نسلی تباغض وتحاسد کے سوال کو حل کرنے کے لئے ہمیں دیکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ بقول گبس کوئی دوسری ایسی سوسائٹی نہیں جس نے نسل انسانی کی اس قدر اور اتنی مختلف اقوام کو حیثیت، موقع اور اقدام عمل میں مساوات دیکر ان میں اتحاد کا سامان پیدا کرنے میں ایسی شاندار کامیابی حاصل کی ہو۔

بالآخر یہ اسلام ہی ہے جس کی طرف ہم نے کمیونزم اور سرمایہ داری کے معاندانہ طریقوں کے مابین راہ اتحاد پیدا کرنے کے لئے دیکھنا ہے۔ کیونکہ میرے نزدیک اسلام ہی ایک ایسا نظام عمل ہے جو ذاتی جائداد کے مالکانہ حق کو تسلیم کرتا اور ان فرائض اور ذمہ داریوں کا ایک عملی رستہ پیش کرتا ہے۔ جو ایسی مالکانہ حیثیت پر اثر ڈالنے والا ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم کی مذہبی اور سیاسی روح اور اسلام کی سادگی اور قوت بہت بڑی چیزیں ہیں یہ تین مغرب کو اسلام قبول کرنے کے لئے یہ چیزیں کافی نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ فیصلہ کن بات یہ ہو گی کہ کیا ہم خود پیغمبر خدا صلعم کے سچے اور قابل پیرو ہو سکتے ہیں؟ کیا ہم خود اپنی زندگی میں اس اخوت اور جمہوری احساس کا نقشہ پیش کر سکتے ہیں اور اس رواداری اور کشادہ دلی کا اثر اپنی زندگیوں میں دکھا سکتے ہیں جس کی اسلام نے بہترین تعلیم دی ہے

میں امید کرتا ہوں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کی یہ تقریب جسکے منانے کے لئے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں اس کام کی یاد ہمارے دلوں میں تازہ کر دے گی۔ اور ہماری کوششوں کی ترقی کا موجب ہو گی خواتین اور بھائیو! میں اس کو بہت بڑا فخر سمجھتا ہوں کہ مجھے نہ صرف ایسے پاکیزہ موقع پر بلکہ ملک کے اس باوقار نمائندہ کی صدارت میں تقریر کرنے کے لئے کہا گیا جو از سر نو زندگی کی روح پھونکنے کے لئے بہت بڑا شاندار کام سرانجام دے رہا ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نسل انسانی کیلئے اسوۂ حسنہ

مساوات اور اخوت کا شاندار سبق

چھٹی صدی عیسوی میں جب دنیا جہالت اور بربریت کی تاریکیوں میں گھری ہوئی تھی۔ جب اخلاق اصول زندگی سے مفقود ہو گئے۔ قبائل کے مابین لڑائیاں اور جنگ پورے زوروں پر تھے۔ اور سب سے بڑھ کر مذہب نے ایک رہنما طاقت ہونے کی حیثیت سے اپنی اصل پاکیزگی کو کھو کر غیر ذی روح شکلوں اور بتوں اور مردوں کی پرستش کو اختیار کر لیا تھا اس وقت عرب کی ویران سرزمین میں مکہ کے قریش خاندان کے اندر ۱۲ ربیع الاول سنہ ۵۷۰ء کو عبداللہ کی نو تیدگی کے بعد ایک بیٹا اس کے ہاں پیدا ہوا جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا گیا جس کی بعثت کی خوشخبری پہلے صحائف میں دی جا چکی تھی۔ ظاہر نظر میں یہ لڑکا پیدائش کے وقت غریب معلوم ہوگا۔ کیونکہ دنیا کی روشنی میں آنے سے چند ماہ پہلے اس کا باپ فوت ہو چکا تھا۔ لیکن ظاہری بیکسی کے پردہ میں اس کے اندر ایسی عظیم الشان استعدادیں چھپی ہوئی تھیں جن کی وجہ سے اس کا عظمت وشان کی ان اعلیٰ بلندیوں پر پہنچنا ضروری تھا جو دنیا کی اخلاقی اور مذہبی اصلاح سے متعلق ہیں۔

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر ریویو کرتے ہوئے قرآن کریم کو انسان نظرانداز نہیں کر سکتا جو اللہ تعالےٰ کے وہ الفاظ ہیں جو آپؐ کی ہدایت اور آپؐ کے خدا ترس پیروؤں کی رہنمائی کے لئے آپؐ پر نازل ہوئے یہ دونوں ایک دوسرے سے اس قدر گہرا تعلق رکھتے ہیں کہ ایک مصنف ان میں سے ایک کے اوپر بحث کرتے ہوئے بلاعمد بھی دوسرے کے تذکرہ کو چھیڑ دیتا ہے۔ کیونکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو قرآن کریم کے مطابق ڈھالا گیا ہے۔ اگر قرآن کریم ایک اعلےٰ درجہ کا اصول ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اس کا عملی مظاہرہ ہے۔ قرآن کریم کی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی جب تک۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کسی کام کے کرنے یا اس سے بچنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ آپؐ کے افعال اور فروگزاشتوں سے انسان اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کو مطالعہ کر سکتا ہے جن کی قرآن کریم میں تعلیم دی گئی ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے اور یہ ایک تاریخی امر ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک انسان تھے۔ اور جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے انسانیت

سے بالاتر ہستی نہ تھے - ایک یتیم لڑکے کی حیثیت سے اٹھکر اپنی اندرونی استعدادوں کی باقاعدہ اور سخت مشق کرتے ہوئے بتدریج آپ عرب کے بادشاہ بن گئے - ایسا کرنے میں آپؐ کو بے شمار آزمائشوں اور مشقتوں کا سامنا کرنا پڑا - جن سب کو آپؐ نے نہایت استقلال، بہادری اور مضبوطی کے ساتھ برداشت کیا - اور یہ ہر ایسے انسان کا حصّہ ہیں جو سادہ اور بے راہ انسانوں کو نیکی کے رستہ کی طرف لے جاتا ہے - بحث کی خاطر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو پانچ زمانوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے : -

(۱) حلیمہؓ کے گھر میں آپؐ کی پرورش -

(۲) اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ آپؐ کا زندگی بسر کرنا -

(۳) حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے ساتھ بود و باش -

(۴) مکی زندگی -

(۵) مدنی زندگی -

جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو آپؐ کو دائی حلیمہؓ کے سپرد کیا گیا - جس نے آپکو دودھ پلایا - ایسی عقل اور سمجھ آپ کو دی گئی تھی کہ جب آپؐ حلیمہؓ کی گود میں پرورش پا رہے تھے اس وقت بھی آپؐ اس کی صرف ایک ہی چھاتی سے دودھ پیتے تھے - اور دوسری چھاتی اپنے رضاعی بھائی (یعنی حلیمہؓ کے بیٹے) کے لئے چھوڑ دیتے تھے - بچپن ہی میں آپؐ کی آئندہ عظمت کے نشانات آپ سے صادر ہوتے تھے - فطرتاً آپ بالکل سادہ مزاج، گفتگو میں صداقت شعار - معاملات میں دیانتدار اور پر خلوص عادات و اطوار میں کسر نفسی سے کام لینے والے - اپنے خیال میں پختہ اور اپنے مشن کے لئے نڈر واقعہ ہوئے تھے جوں جوں آپ کی عمر بڑھتی گئی - آپؐ کے دل و دماغ کے یہ خصائص بھی نشوونما حاصل کرتے چلے گئے اور پختہ واقعات کی صورت میں پورے طور پر ظاہر ہونے لگے - انہی خصائص کی وجہ سے آپؐ نے عربوں اور اپنے ساتھیوں سے الامین کا خطاب حاصل کیا - کبھی آپؐ نے اپنے ساتھیوں سے جھگڑا نہیں کیا اور نہ ہی ان کے پاس سے ایک جاذب قلب مسکراہٹ کے بغیر کبھی گزرے - آپ بولتے بہت کم تھے لیکن جب بولتے تھے تو پوری طاقت، سلاست اور صفائی کے ساتھ کلام کرتے تھے - اللہ تعالیٰ کی یاد کو بہت پسند کرتے تھے - اور اکثر اوقات درختوں کے سایوں میں بیٹھ کر اپنے خالق کے متعلق غور و فکر کیا کرتے تھے - اس طرح اگرچہ آپ ناخواندہ تھے تاہم صحیفۂ قدرت کے ان وسیع صفحات کو آپ پڑھا کرتے تھے

جو آپؐ کے سامنے کھلے پڑے تھے - اگرچہ عادات و اطوار کے لحاظ سے آپؐ غور و فکر کرنے والی طبیعت رکھتے تھے - تاہم آپؐ کبھی تارک الدنیا نہیں ہوئے - اور آپؐ کا یاد الٰہی میں مصروف ہونا معمولی مشاغل زندگی میں کبھی روک کا موجب نہیں ہوا۔

دوسرے درجہ پر ہم آپ کو ایک کاروباری انسان کی حیثیت میں دیکھتے ہیں - اکثر اوقات آپ کو تجارتی سفر پر شام - بصرہ اور طائف جانا پڑا - پہلے تو اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ آپؐ گئے اور پھر تنہا حضرت خدیجہؓ کے ایجنٹ کی حیثیت سے تشریف لے جاتے رہے - آپؐ ان میلوں میں جو ہر سال حجاز میں رجب - ذی قعدہ - ذی الحجہ اور محرم کے مہینوں میں ہوتے تھے شامل ہوا کرتے تھے عربوں کا قاعدہ تھا کہ ان مہینوں میں ہتھیار رکھ دیتے اور ان میلوں میں مال و اسباب بیچ کر روپیہ فراہم کرتے تھے - شعرا اور مقررین بھی اس موقعہ پر آتے اور اپنے اپنے فن میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے تھے - چونکہ آپ بہت ہوشیار اور عقلمند تھے اس لیئے ان اجتماعات سے انسانی کیرکٹر اور کاروبار کے کئی پہلوں کو معلوم کرلیا - لیکن وہاں جمع ہونے والے لوگوں کی بدافعالیوں اور شرارتوں اور تنازعات نے آپ کو بہت رنجیدہ کردیا - اور آپؐ اس سوچ میں پڑ گئے کہ ان برائیوں کا علاج آپ کس طرح کرسکتے ہیں - خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کرنے کے بعد روٹی اور کپڑے کی فکر سے آزاد ہوکر آپؐ نے اللہ تعالےٰ کی یاد میں زیادہ وقت صرف کرنا شروع کردیا۔

اسلام کے معنی

چالیس سال کی عمر میں جب آپؐ غار حرا میں نہایت انہماک کے ساتھ یاد الٰہی میں مصروف تھے - صداقت کا آفتاب آپؐ پر طلوع ہوا - محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دل سے اس بات کو سمجھ لیا کہ کائنات پر تصرف رکھنے والا صرف ایک خدا ہے - اور تمام دکھائی دینے والی چیزیں اور وہ بھی جو خیال میں آسکتی ہیں اسی کی مخلوق اور اطاعت گزار ہیں اور وہی ایک عبادت کا حقدار ہے - کوئی دوسری ہستی ایسی نہیں جو اس کی مستحق ہو - آپؐ نے محسوس کیا کہ آپ کا یہ ایک ہی مشن ہے کہ توحید الٰہی پر ایمان لایا جائے اور اسی کی تعلیم دی جائے۔ وہ جو نہ کسی کا بیٹا ہے نہ کوئی اس کا بیٹا ہے - آپؐ کو ہدایت کی گئی کہ دانائی، حلیمی، اور پرامن طریقوں سے ان لوگوں کو ہدایت دیں جو اللہ تعالےٰ کے رستہ سے بھٹک کر بہت دور جاچکے ہیں - اس وقت سے آپ نے بے نظیر صفائی اور سادگی کے ساتھ توحید الٰہی کی تعلیم شروع کردی اور آپؐ نے بتایا

کہ رضائے الٰہی کی کامل متابعت امن پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ ہے اسلام، نسل انسانی کا مذہب۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مذہبی عقیدہ کی تلقین میں ایسے وسیع القلب اور کشادہ دل واقعہ ہوئے تھے کہ اگرچہ آپؐ نے غلط کار اور لامذہب لوگوں کو ان کی متنزل حالت سے اٹھانے کے کام میں اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔ تاہم آپؐ نے تمام پہلے نبیوں اور ان کے مقدس صحائف کی صداقت کو تسلیم کرنے اور ان کی اصلیت کو منجانب اللہ ماننے میں کوئی تامل نہ کیا۔ قرآن کریم نے آپ کو ایسا کرنے کا حکم دیا۔ اور آپؐ نے بلا کسی خوف تردد کے اس کی تعمیل کی۔ کیونکہ آپ کو اپنے مشن کے من جانب اللہ ہونے اور اس کی آخری کامیابی پر غیر متزلزل ایمان تھا آپؐ نے بتایا کہ تمام قدیم مذاہب کے انبیاؑ اپنے اپنے زمانوں کی ضروریات کے مطابق اسلام کی تعلیم دی اور کہ آپؐ اس کے آخری معلم ہیں جس کے زمانہ میں اسلام کی تکمیل ہو گئی۔ اور قرآن کریم فرماتا ہے" الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ آج کے دن میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت کامل کر دی۔ اور تمہارے لئے دین اسلام پر راضی ہو گیا۔

آپؐ نے صرف مذہبی عقائد کی تعلیم میں اپنے آپ کو مصروف نہیں رکھا۔ آپؐ کی توجہ تمدنی اور سیاسی مسائل کی طرف منعطف ہوئی۔ آپؐ نے قرآن کریم کے الفاظ میں نہایت بلند آواز میں یہ اعلان کیا کہ تمام مسلمان باہمی اخوت کے سلسلہ میں منسلک ہیں۔ اور سب کے حقوق و فرائض یکساں ہیں۔ آپؐ کے مذہب میں ایک مسلمان کو دوسرے مسلمانوں پر کوئی امتیاز حاصل نہیں۔ خواہ وہ دولت و مال کے اعتبار سے دوسرے سے کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔ ایک آقا اور غلام کے مابین مجلسی اور مذہبی لحاظ سے کوئی فرق ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ یہ آج بھی روزانہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک مسلمان بادشاہ اپنے نوکر کے قدموں میں جو اگلی صف میں نماز پڑھ رہا ہو اللہ تعالیٰ کے آگے سربسجود ہوتا ہے۔ ہندوستان کے غلام بادشاہوں کی تاریخ سے انسان معلوم کر سکتا ہے کہ غلاموں سے کس قسم کا برتاؤ کرنے کی آپؐ نے تعلیم دی۔ عورتوں کی حیثیت بڑھا دی گئی۔ ان کو مملوکہ جائداد یا غیر ذی روح سمجھنے کا خیال ترک کر دیا گیا۔ ان کو مردوں کے مساوی حقوق اور مراعات عطا کی گئیں۔ ان کو مختلف اشخاص سے مختلف حصص جائداد وراثت میں پانے کی اجازت دی گئی۔ غربا اور محتاجوں کے لئے اعلیٰ گنجائشیں پیدا کی گئیں۔ بری عادات مثلاً شراب خوری۔ جوئے بازی۔ سود خواری۔ ڈاکہ زنی۔ زنا کاری اور دختر کشی کی مذمت کی گئی۔ اور ان کو ممنوع ٹھیرایا گیا اور شراب سے پرہیز۔ کفایت شعاری۔ عصمت و عفت۔ کمانے کے جائز طریق مثلاً تجارت۔ سوداگری۔ اور انسانوں میں باہمی دوستانہ تعلقات کو واضح کیا گیا اور ان کی حوصلہ افزائی کی گئی

لیکن ایک نیا طریق خواہ کتنا ہی معقول اور خوبصورت کیوں نہ ہو ہمیشہ فوری قبولیت سے قاصر رہا ہے۔
اور یہی ہمارے آخری نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا حال ہوا۔ کہ جنگجو عربوں نے آپ کی سختی سے مخالفت کی
فی الحقیقت خدا کا مشنری اپنے مقصد میں آسانی سے کامیاب نہ ہوسکتا تھا۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم
میں فرماتا ہے:- ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس
والثمرات۔ البتہ ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے۔ کسیقدر خوف سے۔ بھوک سے۔ مالوں اور جانوں
اور پھلوں کی کمی سے۔ اعلیٰ خصائص ظاہر نہیں ہوسکتے۔ جب تک سخت آزمائش میں نہ ڈالا جائے۔
تین سال کی تبلیغ سے آپ کو صرف چالیس آدمی ملے جنھوں نے اسلام قبول کیا۔ ان میں سے اکثر اگرچہ
ابتداءً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جان لینے کے لئے بے نیام تلوار لے کر آتے تھے۔ لیکن آپؐ کی
پُر رعب شکل اور آپؐ کے مشن کی بلندی سے مرعوب ہوگئے۔ اور اپنی آزادی اور مرضی سے اسلام قبول
کرلیا۔ لیکن ایسے واقعات بہت شاذ تھے۔ تمام عرب قوم آپؐ کی دشمن اور مخالف تھی۔ انہوں نے آپؐ کو
پاگل۔ جادوگر۔ بگڑے ہوئے دماغ والا قرار دیا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے
کسی ایک بات کی بھی پرواہ نہیں کی۔ انہوں نے آپؐ پر پھبتیاں اڑائیں۔ آپؐ کے اصولوں پر تمسخر
واستہزا کیا۔ آپؐ پر تھوکا۔ آپؐ کے جسم مبارک پر خاک اور گند پھینکا۔ جب آپؐ نماز پڑھ رہے تھے
ایک اونٹنی کا غلیظ بچہ دان آپؐ کی گردن پر رکھ دیا گیا۔ اور آپ کی زندگی لینے کی سازش کی گئی۔ لیکن نبی
کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مشن میں پختہ تھے۔ اور اپنے بلند اصولوں سے ایک انچ بھی نہیں ہٹے۔ نہ ہی
آپؐ نے غلط کار لوگوں سے بدلہ لینے کی کوشش کی۔ بلکہ اس کے خلاف اپنے مشن کے عین مطابق آپؐ نے اپنے
عقائد کو زیادہ زور کے ساتھ پھیلانا شروع کیا۔ آہستہ آہستہ مدینہ کے لوگوں نے ہر سال حج کے موقعہ
پر اسلام قبول کرنا شروع کیا۔

"ہم تین ہیں۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے"

چونکہ عربوں کی طرف سے ایذا رسانی بہت بڑھ گئی۔ آپؐ نے بعثت سے تیرھویں سال ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ خفیہ طور پر مکہ کو ترک کر دیا۔ آپؐ نے خیال کیا کہ مدینہ میں آپ کے مشن کی
اشاعت کی بہترین گنجائش ہوگی۔ یہ دونوں یکہ و تنہا مسلمان مکہ سے ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے۔
کہ صبح طلوع ہوگئی۔ اور وہ دونوں ایک پہاڑی کی غار میں چھپ گئے۔ وہ دونوں تین دن وہاں رہے

عربوں نے ننگی تلواروں کے ساتھ شہر کا کونہ کونہ چھان مارا لیکن آپ کا کوئی پتہ انہیں نہ ملا۔ وہ غار کے منہ پر آ گئے۔ لیکن اس کے اندر داخل نہ ہوئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کو دیکھ کر ڈر گئے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا " ہم دونوں اس قاتل گروہ کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتے "۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بہادرانہ اور فوری جواب یہ دیا کہ " ہم تین ہیں دو نہیں۔ کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے "۔ یہ ایک ہی مثال صفائی کے ساتھ آپ کی اس پختہ ایمانی کا اعلان کر رہی ہے جو اللہ تعالیٰ پر آپ کو تھا۔ بہرحال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی تکلیف کے مدینہ پہنچ گئے۔

مدینہ میں آپ کو بہت سے مسلمان مل گئے۔ جن کے ساتھ مل کر آپ نے اسلام کو پھیلانا شروع کیا وہاں آپ نے ایک مسجد بنائی اور اذان کا طریق ایجاد کیا۔ اس طرح مسلمانوں کی تعداد بڑھنی شروع ہو گئی لیکن یہاں بھی آپ کا تعاقب کرنے والوں نے آپ کو چین نہ لینے دیا۔ یہاں سے ہی آپ کو بدر اور احد کی جنگ کرنی پڑی جن میں سے ہر ایک میں زبردست افواج آپ کے مقابلہ پر تھیں لیکن آپ کو ان جنگوں میں عظیم الشان فتوحات حاصل ہوئیں۔ آپ نے خود عملاً ان جنگوں میں حصہ لیا۔ آپ کی زندگی میں ۷۵ لڑائیاں پیش آئیں۔ جن میں سے بعض میں آپ نے خود عملی حصہ لیا۔ اور اپنی فوج کی خود سپہ سالاری کی۔ اس طرح تمام عرب آپ کے زیر حکومت آ گیا اور لامذہبی اور بت پرستی کی جگہ اسلام نے لے لی۔

اس طرح گو آپ نے عرب کے دنیوی اور روحانی بادشاہ کی حیثیت اختیار کر لی۔ تاہم آپ بالکل سادہ اور نمائش سے مبرا اور پسندیدہ اور پختہ حقائق کے مالک تھے۔ کوئی فرضی باتیں نہ تھیں۔ اگرچہ آپ بہت بلند مرتبہ تھے۔ تاہم آپ نے کبھی اپنے کام خود سر انجام دینے میں تامل نہیں کیا کسی کام میں جو آپ خود کر سکتے تھے دوسروں سے آپ نے مدد طلب نہیں کی۔ آپ خانگی کاموں میں اپنی بیوی کی امداد کرتے تھے۔ اپنے بچوں سے محبت کرتے اور غلاموں، ملازموں اور محتاجوں پر مہربان تھے۔ زکوٰۃ کا طریق ایجاد کر کے آپ نے ضرورتمندوں کے لئے امرا کے مال سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ پیدا کر دیا۔ آپ صابر اور بردبار تھے۔ اور اپنے پیرؤوں کو حکم دیا کہ نماز اور صبر کے ساتھ اللہ سے مدد مانگیں۔ آپ حد درجہ عفو کرنے والے تھے۔ اور اسیروں اور بدترین دشمنوں کو معاف کر دیتے تھے۔ غلاموں کی آزادی کو بہت بڑی نیکی قرار دیا گیا۔ اور اس کو اسلام میں بہت سے گناہوں کا کفارہ ٹھہرایا گیا۔ آپ بہت سادہ لباس پہنتے اور معمولی غذا کھاتے تھے۔ اکثر اوقات آپ کو چیتھڑے لگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے اور کئی دن

کے روزے اکٹھے رکھتے ہوئے دیکھا گیا۔ اپنے کپڑے اور جوتی کی مرمت آپ اپنے ہاتھوں سے کر لیتے تھے۔ آپ نے یہ کام اس لئے نہیں کئے کہ آپ کے پاس دوسروں سے کرانے کے ذرائع نہ تھے بلکہ اس لئے کہ سادہ زندگی اور اعلےٰ خیالات آپ کے اصول زندگی میں سے تھے۔ اگر آپ چاہتے تو شہنشاہانہ زندگی بسر کرتے۔ لیکن آپؐ نے صاف اور کھلے لفظوں میں اعلان کر دیا کہ آپ خزائن سلطنت کے صرف محافظ ہیں۔ اور کہ آپؐ کو اپنے آرام کے لئے اس میں سے ایک دمڑی بھی خرچ کرنے کا حق نہیں۔ آپؐ خود اپنی کمائی پر زندگی بسر کرتے تھے۔ وفات کے وقت قرضہ ادا کرکے اور ایک سائل کو دے کر صرف اتنا ہی سامان آپؐ کے ہاں بچا جو آپ کی تجہیز و تکفین کے لئے کافی ہی تھا۔ پس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود میں ہم ایک سادہ چرواہا لڑکے۔ ایک ہوشیار تاجر نوجوان۔ ایک محبت کرنے والا خاوند۔ ایک شفیق باپ۔ ایک مہربان آقا۔ ایک بہادر جنگجو۔ ایک کامل مقنن۔ ایک ماہر سیاست داں۔ ایک پرجوش اخلاقی معلم۔ ایک پختہ مشنری۔ ایک اعلےٰ نمونہ رکھنے والے نبی اور ایک بہترین اسوہ رکھنے والے انسان کی مختلف حیثیتیں نظر آتی ہیں۔ انسانی کیرکٹر کے ان تمام مختلف پہلوؤں ہی کی وجہ سے جو خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال میں ظاہر ہوئے۔ قرآن کریم فرماتا ہے:۔

" لقد کان فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ و الیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا "

(ترجمہ) یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے۔ اس کے لئے جو اللہ اور یوم آخر کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

(سٹار آف انڈیا۔)

یا رب تو کریمی و رسولِ تو کریم

للہ الحمد کہ ہستیم میانِ دو کریم

نعت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

(قدوۃ العارفین حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ العزیز)

در جاں چو کرد منزل جانانِ ما محمدؐ — صد در کشاد در دل از جانِ ما محمدؐ

ما بلبلیم نالاں در گلستانِ احمدؐ — ما لولوئیم و مرجان عمانِ ما محمدؐ

از دردِ زخمِ عصیاں ما را چہ غم چو سازد — از مرہمِ شفاعت درمانِ ما محمدؐ

مستغرق گناہیم ہر چند عذر خواہیم — پژمردہ چوں گیاہیم بارانِ ما محمدؐ

امروز خون عاشق در عشق چوں ہدر شد — فردا ز دوست خواہیم تاوانِ ما محمدؐ

ما طالبِ خدائیم، بر دینِ مصطفائیم — بر درگہش گدائیم سلطانِ ما محمدؐ

از امتان دیگر ما آمدیم بر سر — کانرا کہ نیست یاور برہانِ ما محمدؐ

اے آبِ گلِ سرودے وے جان و دل درودے — تا بشنود بہ یثرب افغانِ ما محمدؐ

در باغِ و بوستانم دیگر مخواں معینے

باغم بسست قرآں بستانِ ما محمدؐ

نعت رسولؐ

(از حضرت شمس تبریزیؒ)

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی

نازنین حضرت حق صدر بدر کائنات
نور چشم انبیاؑ چشم و چراغ ما توئی

در شب معراج بودت جبرئیل اندر رکاب
پا نہادہ بر سر یر گنبد خضرا توئی

یا رسول اللہ تو دانی امتانت عاجز اند
عاجزاں را پیشوا و رہنمائے ما توئی

شمس تبریزی چہ داند نعت تو پیغمبرا
مصطفیٰ و مجتبیٰ و سید و اعلیٰ توئی

نعت خیر البشرؐ

(از جناب معصوم صاحب)

جانِ من باشد فدائے روئے تو
دل نثار قامت دلجوئے تو

روئے تو باشد ہمہ نورِ خدا
قاب قوسین دنیٰ ابروئے تو

مرقد پاکت بود افضل زعرش
بہتر از خلد بریں شد کوئے تو

آرزوئے دفن طیبہ در دل است
تا شوم در حشر ہم پہلوئے تو

در چمن بویم شمیم ہر گلے
بو کہ یابم در گل خوشبوئے تو

زاہداں را جنت الماوٰے سزد
جنتِ من نیست الا کوئے تو

یا رسول اللہ معصومت مدام
ہست محزوں در فراق روئے تو

منم غلام، غلامِ تو یا رسول اللہ
دلم فدائے بنامِ تو یا رسول اللہ

زہے سعادتِ آں طائران سدرہ مقام
کہ آمدند بدامِ تو یا رسول اللہ

مسجد ووکنگ میں آجاتے ہیں۔ نماز و خطبہ عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے (۷) ہر سال آپ حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کئے جاتے ہیں (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نومسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نومسلمین کی ایک جماعت لنڈن میں "برطانیہ عظمٰی کی مسلم سوسائٹی" کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

(۵) مشن کے آرگن

اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی اسی قدر مشن کی تقویت ہو گی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

(۶) مشن کے تاثرات

(۱) مشن کی اکیس سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اخوان و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤسا۔ فضلا۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم طبعیات تاجر مغربی مستشرقین و فوجی شہرت کے نومسلمین ہیں۔ یہ نومسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں بعض تو تہجد تک کو نہایت ذوق و لذت سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا بامعنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر تبلیغ اسلام کی جدوجہد میں عملاً حصہ لیتے ہیں۔ (۲) ان اکیس سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف یورپین ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو گیا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ میں اب دشمنان اسلام اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک رواداری فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ غربی لائبریریوں میں ووکنگ مشن کی اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا ... ان کا تانتا بندھا رہتا ہے غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف امور کے استفسار کرتے ہیں۔ اور آخر کار اپنے شکوک و شبہات کو رفع کرنے کے بعد اعلان اسلام کا فارم پر کر کے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں معہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلان اسلام معہ ان کے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) انگلستان میں اشاعت اسلام مسلمانوں کی سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ ہے

قرآن کریم نے فلاح کے حصول کا ایک راستہ اشاعت اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اکثریت قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے حصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا جال پھیلایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعت اسلام میں کوشاں ہوں اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں بالکل ناکام ہوئے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کر لیں۔ اگر بالفرض ہم آئندہ دس سال میں انگلستان میں ٹھیک کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جدوجہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبران سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجیں انگریزی قوم کو اپنے ہم آواز کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضہ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہییں لیکن انگریزی قوم میں **اشاعت اسلام** ہمارا اولین نصب العین ہونا چاہیئے۔

(۸) ووکنگ مسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے

دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کل مسلمانان عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر اب ایک حقیقت ہو چکی ہے یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے اس تحریک کے ذریعہ شاندار نتائج نکل چکے ہیں دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک نے جاذب عالم اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے یہ مشن جمیع مسلمانان عالم کا واحد مشن ہے اس کو کسی فرقہ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں اس کے ذریعہ یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ وارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائن۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ بلاد اسلامیہ شمالی و مغربی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

۹) ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے (۱) بحیثیت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا رہے۔ (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کارِ خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریک خریداری فرمائیں۔ سالانہ چندہ ۱۲؍ ہے (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ۔ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں۔ اس کا حلقۂ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ ۳؍ ہے اور ممالک غیر کیلئے ۴؍ ہے۔ (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں۔ یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخل حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ اُن تک پہنچتا رہے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں مسیحی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتہ موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جا سکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید۔ ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاوے گی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک و احتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہو جاتا ہے نماز و خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے۔ جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زر کثیر صرف ہوتا ہے جس میں کوئی نہ کوئی نو مسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کر کے غیر مسلمین یورپین احباب کو اس شخصیت کامل سے روشناس کراتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رو سے اشاعت اسلام کا کام۔ زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانہ عید میں اس کارِ خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عید قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں۔ (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تو اس کا سود اشاعت اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتوے دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سود صرف ہو سکتا ہے۔ اگر آپ سود کی ان رقوم کو بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لیں گے تو اسلام کی اشاعت و حمایت کی بجائے۔ یہ رقم دشمنان اسلام کے ہاتھ چلی جاوے گی۔ جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کریں گے (۱۴) ہر قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ یعنی ہر ایک کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

۱۰) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایۂ محفوظ (ریزرو فنڈ) ایک کار بن نظام کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام اکیس سال سے بہ احسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کر رہا ہے اس مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ و قائم رکھنے کے لئے۔ یہی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ سرمایۂ محفوظ میں جمع کیا جاوے۔ اس دس لاکھ روپے کو بنک میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم ہمت کرے۔ تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اس سکیم کے روبراہ ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور آئے دن کی فراہمیٔ امداد کی زحمت سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہو کر آئندہ کیلئے کسی چندہ کا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چالیس کروڑ مسلم بھائی دس لاکھ روپیہ بھی اس کارِ خیر کیلئے فراہم نہ کر سکیں گے۔

۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم و نسق یہ مشن ایک معتبر رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے جس کے ٹرسٹیز اور ممبران مینجنگ کمیٹی کی امانت و دیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار نگران کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔ (۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لندن میں مسجد ووکنگ انگلستان کے مشن کی نگرانی کرنے والی کمیٹی۔ (۴) لٹریری کمیٹی (جو کتب کی طباعت و اشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت۔ کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ تک محدود ہے۔

۱۲) مشن کا مالی انتظام (۱) مشن کی جملہ رقوم جو باہر سے آتی ہیں تین کارکنان مشن کی موجودگی میں موصول ہو کر۔ رجسٹرات آمد میں چڑھ کر ان ہر سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں چلی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلقہ دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان۔ امپرسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکریٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں (۳) آمد و خرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں (۵) چیکوں پر تین عہدہ داران ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد و خرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کر دی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بیلنس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

۱۳) ضروری ہدایات۔ (۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔ پنجاب ہونی چاہیئے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتر دی ماسک ووکنگ۔ سرے انگلینڈ ہے۔

Address in England — The Imam, The Mosque, Woking, Surrey, England

(۵) بنکرس۔ لائیڈ بنک لمیٹڈ لاہور و لنڈن ہیں۔ (۶) تار کا پتہ "اسلام" لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان)۔

۔ خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب۔ ہندوستان) فرمائیں

August 1937

Regd L. No 908

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر واولئك هم المفلحون

رسالہ اشاعت اسلام

اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

مجریہ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانیِ ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لا لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (عہ) سالانہ

قیمت پانچ روپے (للعہ) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام - عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور - پنجاب - انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   **اللہ اکبر**   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

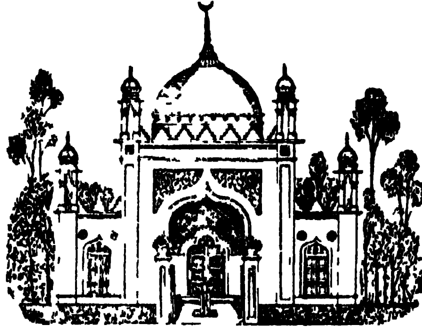
وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ اور چاہیے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو برا ہی لگے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ



شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

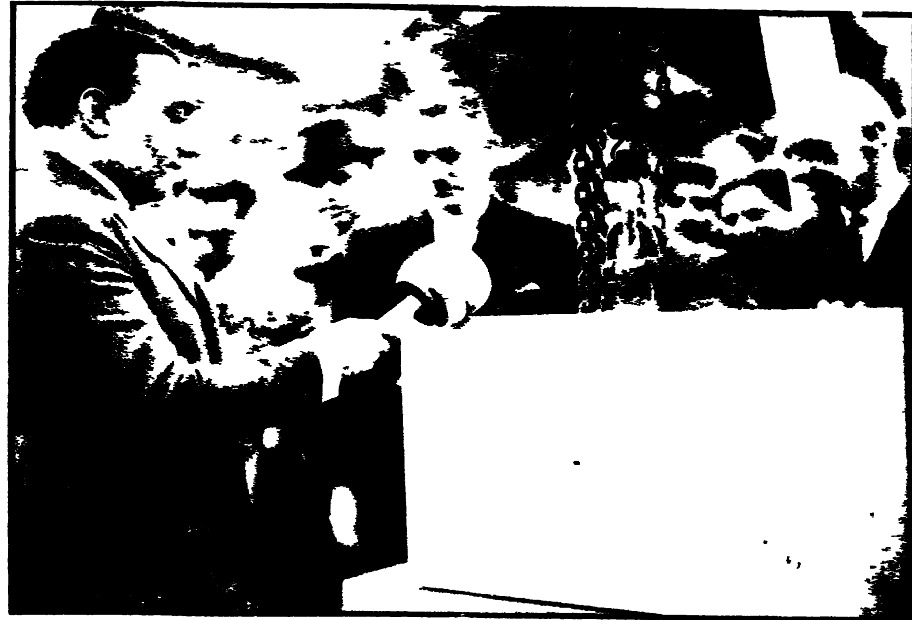
یورپ ۔ امریکہ و کل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) **تشکیل مشن۔** ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس کا نام "**ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ**" ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایۂ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) **اغراض و مقاصد۔** (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ دارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) **تبلیغی مسلک۔** (۱) مشن کی تبلیغ فقط لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقہ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ دارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامتِ نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) **مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع** (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ ۔ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع کی جاتی ہے (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے۔ جس میں نومسلمین مسلمین و مسلم طلباء۔ کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی۔ اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے



His Highness Prince Azam Jah Bahadur of Berar laying the foundation stone of the London Nizamiah Mosque at Mornington Avenue West Kensington London on Friday June 4th 1937

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں۔ کیونکہ اس رسالہ کی آمد بہت حد تک مسلم مشن ووکنگ کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے ½ اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے۔

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۲۳ | بابت ماہ اگست ۱۹۳۷ء مطابق جمادی الاول ۱۳۵۶ھ | نمبر ۸

نورانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام خواجہ عبدالغنی پرنٹر و پبلشر چھپ کر عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۳۷ء

شذرات

رسالہ ہذا کو ہز ہائنس شہزادہ اعظم جاہ بہادر کی پرشکوہ تصویر سے زینت دیجاتی ہے۔ آپ بروز جمعہ مورخہ ۱۸ جون سنہ ۱۹۳۷ء مانٹگمری اونیو ویسٹ کین سنگٹن لندن میں مسجد نظامیہ کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے دکھائے گئے ہیں انشاءاللہ ماہ ستمبر کی اشاعت میں اس سپاسنامہ کی نقل ہدیۂ قارئین کیجائے گی جو معزز اراکین مسجد نظامیہ نے آپ کی خدمت میں نہایت محبت و اخلاص سے پیش کیا

قارئین کرام کو یاد ہوگا مسجد نظامیہ لندن وہی مسجد ہے جسکی تعمیر کا مرحوم و مغفور الحاج الفاروق لارڈ ہیڈلے بانقابہ نے بیڑا اٹھایا تھا۔ اللہ عزوجل کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ آخر کار صاحب موصوف کی تمنا برآئی ۔ مرحوم کی روح پرفتوح کو یقیناً مسرت حاصل ہوئی ہوگی ۔

شاہجہان مسجد ووکنگ میں مجلس Confraternity کا جلسہ

اسلام ایک بے نظیر رواداری کا مذہب ہے اور اپنے متبعین کو وسیع النظری کی تعلیم دیتا ہے ۔ اس رواداری اور وسیع النظری کی مثال گزشتہ دنوں جناب امام صاحب شاہجہان مسجد ووکنگ نے پیش کی ۔ آپ نے لندن Confraternity کے ایک جلسہ کے مسجد میں منعقد کئے جانے کی اجازت دے کر فی الحقیقت اس امر کا ثبوت دیا کہ اسلام اپنی رواداری کی شاندار روایات اب بھی قایم رکھتا ہے ۔ اور باوجود مذہبی اختلافات کے اور اس تعصب کے جو اسلام کے خلاف عوام کے دلوں میں ہے اسلام وسیع النظری سے خالی نہیں ۔

اس مجمع میں ایک سو نفوس نے شرکت کی ۔ اور یہ تمام Confraternity کی شاخ لندن کے ممبر تھے ۔ جو قرب وجوار میں دورہ کرکے مختلف Spiritualist Churches کے نمائندوں سے ملاقات کرچکے ہیں

اس جلسہ کے پروگرام میں جو امر سب سے زیادہ دلکش تھا وہ ان مقررین کی شرکت تھی جو اپنی حسن بیانی کی وجہ سے خاص حیثیت رکھتے ہیں۔ مثلاً مسز بسنٹ کلیر سٹوبارٹ جو کہ اس تحریک کی بانی مبانی اور صدر ہیں اس کے بعد ریورنڈ مارس ایلیٹ قابل ذکر ہیں - علاوہ ازیں لندن کے مشہور و معروف صحیفہ نگار مسٹر ہینن سوافر کی شرکت بھی کم کشش کا باعث نہ تھی۔

امام صاحب نے Confraternity کے صدر کی درخواست پر اس جلسہ کی صدارت قبول فرمائی - اور اپنے مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا کہ :-

" اسلام کوئی نیا مذہب نہیں ہے۔ اس کی بہترین کوشش یہ ہے کہ یہ مغرب کے مذہبی نقطۂ نظر کو وسیع کردے۔ مسجد میں اس جلسہ کے انعقاد کی اجازت دینا مسلمانوں کے لئے کوئی بدعتی امر یا نئی بات نہیں ہے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ خود بانیٔ اسلام علیہ التحیۃ والسلام نے عیسائیوں کو ایک دفعہ اپنی مسجد واقعہ مدینہ میں نماز پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی "۔

مسز بسنٹ کلیر سٹوبارٹ جو شام کے اجلاس میں سب سے اول تقریر کے لئے کھڑی ہوئیں انہوں نے امام صاحب کا شکریہ ادا کیا - کہ انہوں نے کمال فراخ حوصلگی سے اپنے مہمانوں کو خیر مقدم کہا اور اس طرح سے اسلام کی وسیع النظری اور رواداری کا ثبوت بہم پہنچایا۔ اس کے بعد قابل مقررہ نے فرمایا کہ اسلام کو ہی دوسرے تمام مذاہب پر یہ تفوق حاصل ہے کہ اس کی تعلیم یہ ہے کہ تمام مذاہب کے بانی خدا کے الہام سے مشرف تھے۔ حالانکہ دوسرے مذاہب کا یہ عقیدہ ہے کہ انہی کا مذہب خدا کی طرف سے ہے اور باقی سب من گھڑت افسانے ہیں - آخر میں مسز موصوفہ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی اصل تعلیم یا اس کے بڑے بڑے اصولوں میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے Confraternity کو وجہ اختلاف پیدا ہو سکے -

مسز سٹوبارٹ کے بعد ریورنڈ مورس ایلیٹ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے اور انہوں نے مختصر الفاظ میں Confraternity کے مقاصد و اغراض پر تقریر فرمائی اور اس کی غرض و غایت کی تشریح فرمائی -

اس کے بعد مسٹر ہینن سوافر نے حاضرین کو مخاطب کیا اور عیسائیوں کے عقیدہ درباره بائیبل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ فی الحقیقت بائیبل کی تعلیمات پر تمام نہاد متبعین بائیبل کی نسبت مسلمان زیادہ گرمجوشی اور جزرسی سے عامل ہیں اور بالآخر اس بات کیطرف بھی اشارہ کیا کہ دس احکام میں سے اس حکم کی جس میں خدا کی توحید کا سخت حکم ہے اور اسکے بظاہر ماننے کی ممانعت ہے اسکی حقیقی پابندی مساجد میں نظر آتی ہے اور اگر اس کی خلاف ورزی کی جاتی ہے تو دنیا عیسائیت کے گرجاؤں میں -

لنڈن کی چٹھی

(مسجد ووکنگ کی خبریں)

مسلم سوسائٹی گریٹ برٹین میں۔

موسم گرما کے لیکچروں اور دعوتوں کے پروگرام کے مطابق مسلم سوسائٹی ریورنڈ ول ہیز کے ہاں مدعو تھی۔ ہماری مایۂ ناز بہن الحاجہ عائشہ ڈبلیو فٹزولیم میزبان تھیں۔ مہمانوں کا مسٹر اسمعیل ڈے پارک (صدر) نے استقبال کیا جنھوں نے سب کا تعارف کرایا۔ چائے اور کچھ ماکولات کے بعد جس کا میسرز ایس ٹینلی اینڈ کمپنی نے نہایت تسلی بخش طریق پر انتظام کیا تھا۔ صاحب صدر نے ریورنڈ ول ہیز سے لیکچر دینے کی درخواست کی جس کا عنوان Sanctions of Religion تھا۔ فاضل مقرر نے اپنے لیکچر کے ابتدائی حصہ میں مختلف مذاہب کے مختلف فرقوں پر ایک مبسوط تبصرہ فرمایا۔ اور اس امر کی طرف اشارہ کیا کہ ہر ایک مذہب اپنی اپنی ایک جماعت رکھتا ہے۔ لیکن ان جماعتوں کے متفرق فرقوں میں اختلافات اور بدمزگیاں پائی جاتی ہیں۔ کتب مقدسہ کا حوالہ دیتے ہوئے ریورنڈ موصوف نے بیان کیا کہ تمام کتب باستثنائے قرآن مجید بہت سے انسانوں اور زمانوں کی کارفرمائی کا کرشمہ ہیں لیکن قرآن مجید کو یہ فخر حاصل ہے کہ انسانی ہاتھ کا اس میں کچھ دخل نہیں۔ اور اس کے مضامین میں کوئی تغیر و تبدل واقع نہیں ہوا۔

لیکچر کے بعد ایک طول طویل بحث کا سلسلہ شروع ہو گیا جس میں مسٹر سراج الدین پراچہ، مسٹر عبدالرحمٰن ڈاکٹر قریشی اور امام صاحب مسجد نے خاص طور پر حصہ لیا۔

امام صاحب نے اپنی تقریر کے آخری حصہ میں بیان کیا کہ اسلام میں فرقے نہیں ہیں۔ اگرچہ اسلام میں برخلاف عیسائیت کے فقہی اختلافات کے لحاظ سے مختلف الخیال جماعتیں ہیں لیکن ان تمام کے اصول اساسی ایک ہی ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ کسی مذہب سے استفادہ کے لئے ضروری ہے کہ اس میں کوئی ایسی شخصیت ہو جو کہ اس کے اصول و تعلیم کی جیتی جاگتی تصویر کا کام دے۔ اور حصول مقصد کے لئے ایک بے نظیر لائحہ عمل اس کے سامنے ہو۔ یہ سب کچھ مذہب اسلام میں ہی مل سکتا ہے۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ تمام دوسرے مذاہب میں عالمگیر جذبہ اخوت کا کچھ نہ کچھ شائبہ پایا جاتا ہے۔ لیکن سوائے اسلام کے کسی مذہب نے اس کو اپنی تعلیمات کا جزو لاینفک قرار نہیں دیا۔ لہٰذا اس بارہ میں کسی نئی تحریک کی ضرورت

نہیں ہے۔ اسلام اور بانی اسلام نے اس بارہ میں تمام ضروریات پیش آمدہ کا علاج کر دیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ چینی مذاہب میں "یوم آخرت" یا حیات مابعد الموت کے متعلق کوئی معین اور صحیح صحیح عقیدہ نہیں ملتا۔ ہندو مذہب میں "اوتار دھارنے" کا مسئلہ بھی ایک بعد کی اختراع ہے۔ القصہ بدھ، زرتشت، اور مسیح علیہ السلام حیات مابعد الموت کے متعلق ایک ہی عقیدہ کی تعلیم دیتے تھے۔ دنیا میں انسانی دماغ کی بہترین حالت تمام مذاہب کی رو سے یہ ہے کہ انسانوں میں تمام دنیا کے لئے ایک جذبہ احساس پیدا ہو جائے۔ اس کی عظیم الشان مثال پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلعم میں ہی پائی جاتی ہے۔

ان اندوہناک حالات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ اگرچہ تمام مذاہب ایک عالمگیر محبت و اخوۃ کا دعوےٰ کرتے ہیں لیکن عملی طور پر ان میں سے کوئی بھی اس کا پابند نظر نہیں آتا۔ ریورنڈ ہنیر نے بیان کیا کہ مستقبل کا مذہب ان لوگوں کا مذہب ہوگا جو کہ تمام مذاہب کو مانتے ہوں۔ اور جو اپنے آپ کو کسی خاص فرقے سے منسوب نہ کریں۔ اس بارہ میں کوئی پروگرام، کوئی لائحہ عمل ہونا چاہیئے۔ لیکن ابھی یہ لائحہ عمل تیار نہیں ہوا۔

عربی رئیس مسجد میں

۱۶ مئی یکشنبہ کا یوم مسجد کیلئے ایک غیر معمولی اہمیت کا دن تھا۔ الحاجہ عائشہ ونیو ریتھ فنڈ ولیم تھ ٹیاب ۴ بجے دن کے تشریف لائیں جن کی معیت میں دوسرے آفیسرز تھے۔ جو ہندوستانی کنٹنجنٹ کے ہمراہ انگلینڈ میں وارد ہوئے تھے۔ یہ قابل قدر جماعت جنکی قیادت کا سہرا سر حسن سہروردی کے سر پر تھا ۳۵ آفیسرز پر مشتمل تھی سکرٹری مسجد نے ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور ان کو مسجد میں ہمراہ لے گئے جہاں امام صاحب اپنا اتوار کا لیکچر دینے میں مشغول تھے۔

اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد ہز رائل ہائنس سیف الاسلام شاہزادہ مین ہز ہائنس سلطان مکلہ۔ ہز ہائنس سلطان لہاج اپنے اپنے عملہ کی معیت میں جلوہ افروز مسجد ہوئے۔ لیکچر کے بعد امام صاحب نے سوالات کرنے کی اجازت دی جس پر بعض حاضرین نے آپ سے درخواست کی کہ مشن کی سرگرمیوں کا مختصر سا حال بیان کردیں۔ نیز بعض انگریز نو مسلم اصحاب اپنے قبول اسلام کی وجوہات ظاہر کریں اور ان میں سے کوئی صاحب قرآن مجید کی تلاوت بھی کر کے حاضرین کو محظوظ کریں۔

اس پر امام صاحب نے مس زیتون ہوول سے درخواست کی کہ وہ قرآن مجید کی پہلی سورت میں سے

چند آیات کی تلاوت کریں ۔ چنانچہ خاتون موصوفہ نے بلا تکلف چند آیات کی تلاوت کی ۔ جس میں کسی بناوٹ یا تصنع کا نام نہ تھا بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کا یہ عربی لہجہ ایک خدا داد چیز ہے ۔ جو ہر تکلف سے پاک ہے ۔ بس ہو ول کے بعد الحاج عبدالرحمن میکبرین تقریر کے لئے کھڑے ہوئے ۔ اور اپنے قبول اسلام پر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مشرقی ممالک میں بہت عرصہ تک سفر کرنے اور مسلمانوں میں ملنے جلنے سے ان کے دل پر اہل اسلام کی اخلاقی اور معاشرتی تعلیم نے بہت گہرا اثر کیا ۔ بالآخر قرآن مجید اور اصول اسلام کے ایک مکمل مطالعہ کے بعد وہ دین حنیف میں شامل ہوئے بغیر نہ رہ سکے ۔ اس کے بعد الحاجہ عائشہ پھر کھڑی ہوئیں اور آپ نے بیان فرمایا کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر بہت سی کتب پڑھنے سے ان کو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم ایک بہت بڑے مذہبی ہیرو ہیں ۔ جن کی مخالفین نے بوجہ تعصب بہت بُری تصویر کھینچی ہے ۔ انہی مصنفین کی تصانیف ان کو اس امر کی محرک ہوئیں کہ وہ آنحضرت صلعم کے متعلق ایک گہرا مطالعہ کریں ۔ اس لئے انہوں نے قرآن مجید کا مطالعہ شروع کیا اور اس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ مسلمان ہوگئیں ۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ۔

لیکچر ختم ہو جانے کے بعد تمام مہمان میموریل ہووس میں مدعو کئے گئے ۔ جہاں انہوں نے چائے نوش کی چونکہ مہمانوں کی تعداد سو سے زیادہ ہوگئی تھی مصلے زمین پر بچھا دیئے گئے ۔ کے ایس احمد نے ایک پرجوش آواز میں اذان دی اور امام صاحب کی غیر حاضری میں ہز ایکسی لنسی مفتی یمن نے نماز پڑھائی ۔ اس کے بعد جملہ روسائے عرب اپنی اپنی موٹروں میں بیٹھ کر لندن کی طرف تشریف لے گئے ۔ اور ہندوستانی کنٹنجنٹ کی جماعت کو سکرٹری مسجد مسلمانوں کے قبرستان میں لے گیا تاکہ ان مسلمانوں کی روح کو فاتحہ سے ثواب پہنچائیں ۔ جو جنگ عظیم میں رہ گرائے عالم بقا ہوئے ۔

ہر ہائنس ملکہ نعیمہ

بدھ کے روز ہر ہائنس ملکہ نعیمہ مسٹر اور مسز اسمعیل ڈے یارک کی معیت میں مسجد میں تشریف لائیں ۔ موصوفہ نے مشن کے کاروبار کے متعلق کئی ایک امور دریافت کئے اور بالآخر مشن کی امداد میں ۱ پونڈ کا قابل قدر عطیہ مرحمت فرما کر ہماری خدمات کا اعتراف فرمایا ۔ جزاک اللہ احسن الجزاء ۔

مسلم سوسائٹی گریٹ برٹن (برطانیہ عظمیٰ) میں

مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۳۷ء گزشتہ شنبہ کے دن مسلم سوسائٹی برطانیہ کے صدر اور مجلس منتظمہ کے ممبروں نے بیگم سلطانہ

امیرالدین اور مسز لسبنٹ کلیر کے اعزاز میں ایک دعوت کا اہتمام کیا۔ مقدم الذکر اکسفورڈ میں منعقد ہونے والی مذاہب عالم کی کانگرس میں بطور ڈیلیگیٹ تشریف لا رہی ہیں اور موخرالذکر Confraternity سوسائٹی کی مایہ ناز صدر ہیں۔

ماکولات چننے جانے کے بعد مسٹر اسمٰعیل ڈی یارک (صدر مسلم سوسائٹی) نے جناب بیگم صاحبہ ممدوحہ کو کرسی صدارت پیش کرتے ہوئے بطور تعارف ممدوحہ کے اسلامی کارناموں اور خدمات کا مختصر خاکہ کھینچکر حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ بعد ازاں بیان کیا کہ ممدوحہ کے والد بزرگوار آغا موئدالاسلام شیرازی مرحوم اسلام کے ایک بہت بڑے قائد تھے اور ان کو "موجودہ ایران کا باپ" کہنا بیجا نہ ہوگا۔

بیگم صاحبہ نے اپنی تقریر کے ابتدائی حصہ میں ووکنگ مسلم مشن اور مسلم سوسائٹی کے کارہائے نمایاں دربارۂ خدمت اسلام کی بہت تعریف فرمائی۔ زاں بعد ارشاد فرمایا کہ خدمت اسلام میں جو کامیابی ان دونوں اداروں کو ہوئی ہے اس کو دیکھتے ہوئے ہم حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم ومغفور کے ذکر کو نظرانداز نہیں کر سکتے جو ان دونوں اداروں کے بانی مبانی تھے۔ اور جن کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے کہ ہم مرکز عیسائیت میں اسلام کو پھولتا پھلتا اور یوماً فیوماً نشوونما پاتا دیکھ رہے ہیں۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

دوسری تقریر مسز لسبنٹ کلیر سٹوبارٹ کی تھی جس نے "اسلام اور سپرچولزم" پر ایک مختصر لیکچر دیا۔ دوران لیکچر میں آپ نے فرمایا کہ اس ملک میں اسلام کی بہت بری تصویر کھینچی گئی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ بہت بڑی اداری کا مذہب ہے۔ چنانچہ جملہ مذاہب کے بانیوں کو عزت واحترام کی نگاہوں سے دیکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ علاوہ خدا کے الہام کے عالمگیر ہونے کا یہ قائل اور خدائے واحد کی توحید اس کا اصل اصول ہے۔ یہ وہ اصول ہیں جو اسلام اور سپرچولزم کے مابین مشترک ہیں۔ علاوہ ازیں حیات بعدالموت کے متعلق یہ خیال کہ یہ دنیوی زندگی کا ہی تسلسل اور اس کا اچھا یا برا ہونا ہماری دنیوی زندگی کے اچھا اور برا ہونے کا نتیجہ ہے اور اس دنیا میں جو ہم اعمال بجا لاتے ہیں اس کے مطابق ہمیں آئندہ زندگی میں رنج یا راحت ملے گا۔ یہ بھی دونوں تحریکوں یعنی اسلام اور سپرچولزم میں مشترکہ خیال ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم کہ حضرت مسیح علیہ السلام محض ایک نبی یا رسول تھے۔ انسان تھے خدا نہیں تھے۔ اس تعلیم کی سپرچولزم کامل طور پر مؤید ہے۔ کارروائی جلسہ پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب بیگم صاحبہ امیرالدین نے ارشاد فرمایا کہ اسلام اور سپرچولزم کے اساسی اصول متحد ہیں۔ اور اس حالت میں ان دونوں کے متحد و متفق ہونے کا بہت بڑا امکان ہے۔ ہاں روحوں کے ساتھ اس طریق پر سلسلہ ربط وضبط جس طرح کہ

سپر چولیزم بیان کرنا ہے ایک مشکل بات ہے۔ بہر حال ہمیں سپر چولیزم کو پورا پورا موقعہ دینا چاہئے کہ وہ اپنے دعاوی کو دلائل سے ثابت کریں اور کسی صداقت کے ماننے میں تامل نہیں کرنا چاہئے جسکو دلائل قاطعہ ثابت کرسکیں۔

ہندوستانی ملاح مسجد میں

امام صاحب ووکنگ مسجد کی دعوت پر ایچ ایم آئی ایس انڈس کے سٹاف کے تقریبًا ساٹھ ممبر جو انگلستان میں کارونیشن نیول ریویو میں حصہ لینے کے لئے آئے تھے مسجد ووکنگ میں گزشتہ اتوار مورخہ ۲۰ رجون تشریف لائے۔ جناب امام صاحب مسجد نے ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ اور نشر و اشاعت اسلام کے متعلق جو مفید اور بے نظیر کام مشن سرانجام دے رہا ہے اس پر ایک مختصر تقریر فرمائی۔

اسلام میں عورت کی حیثیت

جیساکہ مقامی اخبارات میں شائع ہو چکا تھا بیگم صاحبہ امیر الدین نے اسی سہ پہر کو "اسلام میں عورت کی حیثیت اور اس کا درجہ" پر ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ اس ملک میں جو خیال رائج ہے کہ اسلام نے عورت کو کوئی حیثیت یا درجہ نہیں دیا۔ اس کی تردید تو اسی واقعہ سے ہوجاتی ہے کہ امام صاحب نے ایک عورت کو مسجد میں تقریر کرنے کی دعوت دی۔ فاضل مقررہ نے نہایت قابلیت سے عورت کی تاریخ ابتدائی زمانہ سے لے کر تا ایں وقت بیان کی اور تاریخی شواہد سے ثابت کیا کہ یہ اسلام اور محض اسلام ہی تھا جس نے عورت کو قعر ذلت سے نکال کر اوج رفعت پر پہنچا دیا۔ آپ نے بیان فرمایا کہ اسلام نے بہ مقابلہ دیگر مذاہب کے کس طرح عورت کو بلحاظ ورثہ، تعلیم اور شادی، مرد کے ساتھ مساوی حقوق دیئے ہیں۔

جلسہ کو ختم کرتے ہوئے امام صاحب نے کہا کہ عورت کی اصل آزادی اس کی اقتصادی آزادی میں مرکوز ہے اور اسلام نے اس کو اس طریق سے اور اس حد تک آزادی عطا کی ہے کہ جس کی نظیر روس میں بھی نہیں ملتی۔

اسلام میں کثرت ازدواجی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام صاحب نے کہا کہ ایک بی بی سے نکاح کرنے کا اصول بعض خاص حالات میں خود ناقابل عملدرآمد ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ دنیا نے جنگ عظیم کے نتائج برآمد ہونے پر بچشم خود ملاحظہ کرلیا ہے۔

اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

کارشلٹن سکول کے طلباء مسجد میں

اس امر کا ثبوت کہ یوماً فیوماً اسلام کے خلاف تعصب کم ہوتا جاتا ہے اس سے مل سکتا ہے کہ گزشتہ سوموار کے دن (مورخہ ۷ جون ۱۹۳۷ء) کارشلٹن ویسٹ سنٹرل سکول کے ۳۰۔۳۵ طلباء اپنے ماسٹروں کی نگرانی کے ماتحت تعلیمی اغراض کی بنا پر مسجد میں آئے۔ طلباء کی یہ جماعت صبح سوا دس بجے داخل مسجد ہوئی۔ سکرٹری مسجد نے ان کا استقبال کیا اور ایک مختصر تقریر میں مسجد کی تاریخ بیان کی اور اس کے ساتھ ہی بیان کیا کہ مسجد کی غرض وغایت کیا ہے۔ اور اسلام کی تعلیمات کیا ہیں۔ اور جب سکرٹری صاحب نے سوالات کرنے کو کہا تو بعض طلباء نے اس بحث ومباحثہ میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ بڑے بڑے سوالات جو کئے گئے وہ یہ تھے:-

(۱) مسلمان نماز پڑھتے ہوئے مکہ کی طرف کیوں منہ کرتے ہیں؟

(۲) مساجد میں برخلاف گرجاؤں کے تصویریں کیوں نہیں ہوتیں؟

(۳) کیا مسلمانوں میں ہلال کی وہی حیثیت ہے جو صلیب کی عیسائیوں کے ہاں ہے؟

عرضداشت

قارئین کرام اس حقیقت نفس الامری سے ناواقف نہیں کہ ووکنگ مسلم مشن جس کے زیر سرپرستی رسالہ ہذا جاری ہے ایک تبلیغی ادارہ ہے جو عرصہ ۲۴ سال سے سرزمین مغرب میں تبلیغ اسلام کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے۔ توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی۔ ہماری تبلیغی سرگرمیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ آج مغرب میں کافی مسلمان نظر آتے ہیں اس ضمن میں ہم اپنے ان خیرخواہ برادران اسلام کے شکرگزار ہیں جن کی مالی اعانت سے ہمیشہ مشن بہرہ یاب رہا ہے۔

اقتصادی بتری مجبور کرتی ہے کہ پھر ان ہمدرد برادران اسلام کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے جو ہمیشہ ووکنگ مسلم مشن کی مالی امداد کو اپنا عین فرض منصبی سمجھتے رہے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ مشن کی قلیل آمد جو رسالہ جات کے ذریعہ ہوتی ہے جملہ اخراجات کی متکفل نہیں آپ ازراہ کرم قدیم دریادلی کا ثبوت دیتے ہوئے مشن کو گاہے بگاہے اپنی مالی امداد سے سرفراز فرمائیں کم ازکم اپنے خویش و اقرباء یا احباب میں سے ایک یا دو خریدار اردو اور انگریزی رسالہ کے تو ضرور ہی عنایت فرما دیجئے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

قرآن کریم کا تخیل اللہ تعالیٰ کے بارے میں

(بہ تسلسل جلد ۲۳ نمبر ۲)

(ب) خدا تعالیٰ کے متعلق اسلام کا تخیل ذہنی، سیاسی، تمدنی، اخلاقی اور روحانی ترقیات کا معاون ہے

(آنریبل شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی آف گدیہ)

خدا تعالیٰ کے متعلق اسلام کا تخیل بقول گبن معقولیت پر مبنی ہے۔ وہ انسان کی عقل کے خلاف نہیں چلتا کوئی تین میں ایک اور ایک میں تین کی حسابی الجھن اس میں نہیں۔ گبن معترف ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب زرتشتی طریق سے زیادہ پاک و صاف اور موسوی شریعت سے زیادہ آزاد ہے۔ اور اس رازداری اور توہم پرستی کے مذہب سے جس نے ساتویں صدی میں اناجیل کی سادگی کو برباد کردیا بہت کم عقل کے مخالف ہے۔ فی الحقیقت ایک فلسفی خدا پرست خدا کے اس پاکیزہ تخیل کی تائید کرے گا۔ جو قرآن کریم کی حسب ذیل آیات میں ظاہر کیا گیا ہے:۔

قل ھو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم یلد ولم یولد۔ ولم یکن لہ کفوًا احد۔

(ترجمہ) کہہ دے اللہ ایک ہے۔ اللہ وہ ہے جس پر سب کا انحصار ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا ہے نہ اس کو کسی نے جنا ہے اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔ (الاخلاص: ۱-۴)

ولہ اسلم من فی السمٰوٰت والارض طوعًا وکرھًا والیہ یرجعون۔ اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے خوش اور ناخوش اسی کے فرمانبردار ہیں۔ اور اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ (آل عمران: ۸۲)

قل أرءیتم شرکاءکم الذین تدعون من دون اللہ أرونی ماذا خلقوا من الارض ام لھم شرک فی السمٰوٰت۔ کہدے کیا تم نے کبھی اپنے شریکوں پر غور کیا جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین سے کیا پیدا کیا ہے۔ یا ان کے لئے آسمانوں میں شرکت ہے؟ (فاطر: ۴۰)

ولا تدع مع اللہ الٰھًا اٰخر لا الٰہ الا ھو۔ کل شیء ھالک الا وجھہ لہ الحکم والیہ ترجعون۔ اور اللہ کے سوا دوسرا معبود نہ پکارو۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کے جس سے اس کا ارادہ کیا جائے۔ اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ (القصص: ۸۸)

اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم۔ اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہمیشہ زندہ خود قائم۔ قائم رکھنے والا ہے۔ (آل عمران)

سبح للّٰہ مافی السموات ومافی الارض وھو العزیز الحکیم۔ جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اللہ کی عظمت بیان کرتا ہے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ (الصف: ۱)

والھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم۔ اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ رحمان رحیم ہے۔ (البقرہ: ۱۶۴) وغیرہ وغیرہ

اسلام میں توحید الٰہی کا خیال اس قدر پاکیزہ اور ہر قسم کی ملاوٹ سے مبرا ہے کہ جہاں مسیحیت اور تمام دوسرے مذاہب نے اپنے اپنے بانیوں کو الوہیت کے تخت پر بٹھایا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے خدا کے حکم کے ماتحت یہ اعلان کیا:۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد فاستقیموا الیہ واستغفروہ وویل للمشرکین الذین لا یؤتون الزکوۃ وھم بالاخرۃ ھم کافرون۔ ان الذین امنوا وعملوا الصلحت لھم اجر غیر ممنون۔ کہو میں صرف تمہاری طرح ایک انسان ہوں۔ میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے سو اسی کی طرف سیدھی راہ پر لگے رہو۔ اور اس کی حفاظت مانگو۔ اور مشرکوں کے لئے افسوس ہے۔ جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں۔ (حٰم السجدہ: ۶-۷-۸)

قرآن کریم کی وہ دو آیات جو پہلے نقل کی جا چکی ہیں۔ ان میں خدا کے تخیل کو ان الفاظ میں نہایت درجہ فلسفیانہ بلندی پر پہنچایا گیا ہے کہ لیس کمثلہ شیٔ۔ کوئی چیز اس کے مثل نہیں۔ اور کہ نظر اس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔

پس کوئی مخلوق چیز بلکہ کوئی اعلیٰ درجہ کی روحانی یا علمی طاقت اور زبردست انسان بھی اس فنا پذیر مادی جسم کے اندر اس کی نمائندگی کا حق کس طرح ادا کر سکتی ہے؟

جہاں تک خدا پر ایمان کا تعلق ہے۔ جہاں دوسرے مذاہب اس بارہ میں خلاف عقل اعتقاد کے حامل ہیں۔ قرآن کریم نے بار بار انسانی عقل کو اپیل کی ہے۔ اس نے انسان کو ہدایت کی ہے کہ اپنے خیالات اور نتائج صحیفۂ فطرت اور اس کے قوانین سے اخذ کرے۔ جیسا کہ زمانہ حال کے عظیم الشان مادہ پرست انسان آرنسٹ ہیکل نے جس کا وحدت وجود کا عقیدہ اسلام کی توحید الٰہی تک پہنچنے کے لئے صرف تھوڑی ترقی چاہتا ہے ان الفاظ میں صحیفہ فطرت سے نتائج اخذ کئے ہیں:۔ "بیسویں صدی کا اجتہاد جو اس پختہ بنیاد (وحدت وجود) پر نئے سرے سے ترقی پا رہا ہے۔ نئی نسل پر نہ صرف نظام کائنات کی عجیب و غریب صداقتوں کو ظاہر کرے گی

بلکہ جن کے وہ غیر مختتم خزانے بھی اس پر ظاہر ہو جائینگے جو اس میں ہر جگہ موجود ہیں۔ خواہ ہم بلند ترین پہاڑوں یا سمندروں کی جادو بھری دنیا پر حیران و متعجب ہوں۔ خواہ ہم ٹیلیسکوپ کے ساتھ ستاروں بھرے آسمان کے غیر محدود عظیم الشان عجائبات کو منکشف کریں یا خوردبین کے ساتھ اس سے بھی زیادہ ان عجائبات کو معلوم کریں جو غیر محدود چھوٹی چھوٹی چیزوں کی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہر جگہ اور ہر موقعہ پر قدرت الٰہی غیر مختتم محاسن سے لطف اندوز ہونے کا سامان ہمارے لئے پیدا کر دے گی۔ اس دنیا کی عجائبات سے بھری ہوئی سرزمین میں اب تک اندھے اور ناسمجھ لوگوں کی بہت بڑی اکثریت آباد رہی ہے جن کے پژمردہ خاطر کرنے والی اور غیر فطری علم دینیات نے اس کائنات کو "رونے کی جگہ" قرار دے کر رد کر دیا ہے۔

قرآن کریم نے خدا تعالیٰ پر ایمان پیدا کرنے کے لئے انسانی عقل کو بہت پر زور اور موثر اپیل کی ہے۔ ملاحظہ ہو سورۂ لقمان: ۲۹۔ الجاثیہ: ۱۲۔ ۱۳۔ بالخصوص سورہ النحل کی ۳ سے لے کر ۱۸ تک کی آیات ضرور قابل ملاحظہ ہیں چنانچہ فرماتا ہے :۔ خلق السموات والارض بالحق تعالیٰ عما یشرکون۔ پیدا کیا اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ۔ وہ اس سے بلند ہے جو وہ شریک بناتے ہیں۔ (النحل: ۳) خلق الانسان من نطفۃ فاذا ھو خصیم مبین۔ انسان کو نطفہ سے پیدا کیا پھر دیکھو وہ کھلم کھلا جھگڑا کرنے والا ہے (النحل: ۴) والانعام خلقھا لکم فیھا دفء ومنافع ومنھا تاکلون۔ اور چارپایوں کو اس نے پیدا کیا تمہارے لئے ان میں گرمی کا سامان اور کئی فائدے ہیں اور ان میں سے تم کھاتے ہو (النحل: ۵) ولکم فیھا جمال حین تریحون وحین تسرحون۔ اور تمہارے لئے ان میں خوبصورتی کا سامان ہے جب تم شام کو انہیں واپس لاتے ہو اور جب تم چرانے لے جاتے ہو (النحل: ۶) وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بلغیہ الا بشق الانفس ان ربکم لرءوف الرحیم۔ اور وہ تمہارے بوجھ ایسے مقامات کی طرف اٹھا لے جاتے ہیں جہاں تم سوائے جانوں کو مشقت میں ڈالنے کے نہیں پہنچ سکتے تھے۔ یقیناً تمہارا رب مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ (النحل: ۷) والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ ویخلق ما لا تعلمون۔ اور گھوڑے اور خچریں اور گدھے (اس نے پیدا کئے) تا تم ان پر سوار ہو اور وہ زینت کا سامان ہوں۔ اور وہ کچھ پیدا کرتا رہتا ہے جو تم نہیں جانتے۔ (النحل: ۸) وعلی اللہ قصد السبیل ومنھا جائر ولو شاء لھدٰکم اجمعین۔ اور اللہ پر ہی سیدھی راہ پر چلانا اور بعض راہیں ٹیڑھی ہیں اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت کرتا۔ (النحل: ۹) ھو الذی انزل من السماء ماء لکم منہ شراب ومنہ شجر فیہ تسیمون۔ وہی ہے جو تمہارے لئے بادل سے پانی اتارتا ہے

اور اس میں سے پینے کے کام آتا ہے اور اس سے درخت (پرورش پاتے) ہیں جنہیں تم چراتے ہو (النحل: ۱۰)
ینبت لکم به الزرع والزیتون والنخیل والاعناب ومن کل الثمرات ان فی ذالک لاٰیة
لقوم یتفکرون۔ اسی سے وہ تمہارے لئے کھیتی اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل
(پیدا کرتا ہے) یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے نشان ہے جو فکر سے کام لیتے ہیں۔ (النحل: ۱۱) وسخر
لکم اللیل والنهار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره۔ ان فی ذالک لاٰیت لقوم یعقلون
اور اس نے تمہارے لئے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے۔ اور ستارے بھی اس کے
حکم سے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے نشان ہے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں (النحل: ۱۲)
سخر البحر لتاکلوا منه لحماً طریاً وتستخرجوا منه حلیة تلبسونها وتری الفلک مواخر فیه ولتبتغوا
من فضله ولعلکم تشکرون۔ اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے اسے پھاڑتی چلی جاتی ہیں اور تاکہ تم اس کے فضل
سے طلب کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔ (النحل: ۱۴) والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم وانهاراً و
سبلاً لعلکم تهتدون۔ اور اس نے زمین میں پہاڑ اور دریا ڈال رکھے ہیں تاکہ وہ تمہیں کھانے کا
سامان دیں اور رستے بنا دیئے ہیں) تاکہ تم ہدایت پاؤ (النحل: ۱۵) وعلمٰت وبالنجم هم یهتدون۔
اور رستے (بنا دیئے ہیں) اور ستاروں کے ذریعہ سے وہ رستہ معلوم کر لیتے ہیں۔ (النحل: ۱۶) افمن یخلق کمن
لا یخلق افلا تذکرون۔ تو کیا جو پیدا کرتا ہے وہ اس کی طرح ہے جو پیدا نہیں کرتا سو کیوں تم نصیحت
حاصل نہیں کرتے (النحل: ۱۷) وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها ان الله لغفور الرحیم
اور اگر اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو انہیں گن نہ سکو گے۔ یقیناً اللہ حفاظت کرنے والا رحم کرنیوالا ہے (النحل)

خدا تعالیٰ کے متعلق قرآن کریم کا تخیل انسان کی عقل کو تیز کرتا ہے اور فلسفیوں اور سائنس دانوں دونوں کو ایسے مسائل کے حل کرنے میں امداد دیتا ہے جن کو کسی دوسرے طریق سے حل کرنا انہیں مشکل نظر آتا ہے۔

سائنسدانوں کو ہم سے یہ بات سیکھنی چاہیئے کہ جب تک وہ خالق کائنات کے متعلق جس کو وہ سبب اول کا نام دیتے ہیں۔ انہی صفات کو قبول نہ کریں جو قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کی ہیں اس وقت تک وہ خود بھی اپنے نظریوں کے متعلق تشفی اور اطمینان حاصل نہیں کر سکتے جو اس کائنات کے بارہ میں انہوں نے قائم کر رکھے ہیں کہ "وہ کس طرح ہے اور کیوں ہے":

ذرات عالم کس طرح پیدا ہوئے؟ طاقت عمل کہاں سے پیدا ہوئی؟ بجلی کے عناصر اور ذرات کا اجتماع

کس طرح ہوا جس سے مادہ پیدا ہو گیا؟ کشش ثقل (یعنی کھینچنے اور رد کرنے) کے قوانین کیونکر مقرر ہوئے؟ نظام شمسی کے یہ عظیم الشان سیارے کس طرح سے کام میں لگائے گئے؟ اور یہ نطفہ جس کو زندگی، سماعت، بصارت، احساس اور تخیل کی صورت میں ترقی حاصل ہوئی کس طرح پیدا ہوا؟ دماغ اور عقل کے پیدا کرنے اور منازل ارتقا پر پہنچانے والا کون تھا؟ اگر مادہ اور قوت عمل بجائے خود دائمی چیزیں تھیں تو دوسری تمام اشیاء جن کے متعلق بعض احمق سائنسدانوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ ایک مشین کے طور پر اور اتفاقاً پیدا ہو گئیں کیوں دائمی نہ تھیں؟ کس چیز نے ان کو بعد میں پیدا کیا؟ کیا وہ پیچیدہ اور حیرت انگیز مشین جس کا نام آنکھ ہے بغیر کسی ارادہ کے پیدا ہو گئی؟ کیا تمام مخلوقات کے پیچھے مقصد کام کر رہا ہے یا یہ سب کچھ بے فائدہ پیدا ہوا۔ اور منازل ارتقا کو طے کرتا جا رہا ہے؟

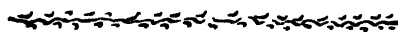
ان تمام سوالات کا تسلی بخش جواب دینا کیونکر ممکن ہو گا اگر ہم اس عالم آشکار حقیقت پر ایمان نہ لائیں کہ ایک حی وقیوم عالم الغیب اور قادر مطلق ہستی موجود ہے جو تمام اشیاء کی علت العلل ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم کی حسب ذیل آیات سے ظاہر ہے:۔

بدیع السموات والارض واذا قضیٰ امراً فانما یقول لہ کن فیکون۔ آسمانوں اور زمین کا عجیب بنانے والا ہے اور جب کوئی حکم جاری کرتا ہے تو اسے صرف کہہ دیتا ہے کہ ہو سو وہ ہو جاتا ہے۔ (البقرہ: ۱۱۷)

یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحی الارض بعد موتھا وکذالک تخرجون۔ وہ زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے۔ اور اسی طرح تم (اس حالت سے) نکالے جاؤ گے۔ (الروم: ۱۹)

وما خلقنا السماء والارض وما بینھما باطلاً۔ اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ (ص: ۲۷)

قال ربنا الذی اعطیٰ کل شیٔ خلقہ ثم ھدیٰ۔ کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی پیدائش (شکل، سائز، اور مادیات کی ضروری مقدار وغیرہ) دی اور پھر اس کو (اس کے نصب العین اور تکمیل تک) پہنچایا۔ (طٰہٰ: ۵۰)



ما لک الملک لا شریک لہٗ ❖ وحدہٗ لا الٰہ الا ھو ❖

خواتین اِسلام کے بہادرانہ کارنامے

(از جناب مولانا سید سلیمان صاحب ندوی)

یورپ کے سنہری کارناموں میں ایک بہت بڑا بہادری کا کام وہ ہے جو نپولین بونا پارٹ کے خلاف ایک جنگ کے دوران میں ایک عورت نے ایک بہادر سپاہی کے طور پر سرانجام دیا ۔ ۱۸۰۸ء میں جب نپولین پرتگال پر اپنی مہم کو کامیابی کے ساتھ سرانجام دے چکا اور اپنے بھائی جوزف کو بطور وائسرائے وہاں تعینات کر دیا تو وہ سپین کی طرف چلا آیا۔ جہاں آراگون کے دارالخلافہ ساراگوسا میں اسے سخت ترین مقابلہ پیش آیا۔ سپین نے نہایت سختی کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے نہ صرف اپنی تمام افواج کو میدان جنگ میں جمع کر دیا بلکہ عوام الناس کے قومی جذبہ سے بھی اپیل کی گئی، ہر فرد بشر سے درخواست کی گئی کہ اپنی مادر وطن کو اس فوری پیش آنے والے خطرے سے بچانے کے لئے امداد دے۔ اور لوگ اپنے ملک کے اس نقارۂ جنگ کو سن کر جانیں قربان کرنے کے لئے جوق در جوق نکل پڑے۔ اس نازک وقت میں صنف ضعیف نے بھی خانگی عزت کو بچانے کے لئے اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈالدیا۔

ان عورتوں اور بچوں نے کیا کام کیا؟ انہوں نے زخمی سپاہیوں کی خدمت کے لئے اپنے آپکو پیش کیا۔ کونٹس بیوریٹا نے عورتوں اور بچوں کی ایک جماعت مرتب کی۔ جن کو سپاہیوں کا راشن میدان جنگ میں پہنچانے۔ زخمیوں کو میدان جنگ سے اٹھانے، ان کی خدمت کرنے اور ان کے زخموں اور بیماری کے علاج پر پوری توجہ صرف کرنے پر متعین کیا گیا۔ اس تاریخی جنگ کو یورپ کی تاریخ میں ایک بہت بڑا قابل فخر واقعہ قرار دیا گیا ہے۔ ایک دن آگسٹینا ساراگوسا ایک سپاہی کے لئے راشن لے جا رہا تھا کہ میدان جنگ میں ایک ہولناک بات اسے نظر آئی۔ عین اسی لمحہ ایک توپ کی گولی ایک سپاہی کو اس کی جگہ پر آکر لگی اور وہ گر کر مر گیا۔ دوسرے سپاہیوں نے اس پوزیشن کو سنبھالنے کے لئے اس کی خالی جگہ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ لیکن اس مہلک آگ نے ایسی صورت اختیار کر لی کہ سپاہیوں کو اپنی جگہ سے ہلنے کی جرأت نہ ہوئی۔ گولیاں پے در پے برس رہی تھیں۔ کہ بہادر آگسٹینا دوڑ کر اس جگہ پہنچی اور توپ کو جس کا رُخ مرنے والے سپاہی نے دشمن کی طرف پھیر رکھا تھا۔ دیا سلائی دکھائی۔ اس نے خطرہ کے اختتام تک نہایت حیرت انگیز طور پر کام کیا۔ اور بالکل نڈر ہو کر جرات اور بہادری دکھائی۔

جب جنگ ختم ہوئی تو آگسٹینا کو معلوم ہوا کہ جو کچھ اس نے کیا وہ اپنے ہی خاوند کی قائم مقامی میں تھا جو توپ

کے پیچھے مردہ پڑا تھا۔ قوم نے آگسٹینا کے اس کام کو نہایت وقعت کی نظروں سے دیکھا۔ حکومت نے تاحیات اس کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ اور فاضل مورخین نے اس واقعہ کو یورپ کے سنہری کارناموں میں ایک نہایت شاندار اور قابل عزت واقعہ قرار دیا ہے۔

جون آف آرک یورپ کی ایک بہادر عورت تھی جس نے ۱۴۲۸ء میں آرسینز کے محاصرہ کے موقعہ پر مردانہ لباس میں جنگ کی۔ اس نے جنگ پٹیز میں انگریزوں کو شکست فاش دی۔ اور چارلس ہفتم کو تخت پر بٹھایا۔ ۱۴۳۱ء میں اسے زندہ جلا دیا گیا۔ کیونکہ یہ خیال پیدا ہو گیا کہ اس کی مافوق الفطرت بہادری جادوگرنی یا چڑیل ہونے کی وجہ سے ہے۔ لیکن آج اس کو عظمت و احترام کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے اور اس کے عظیم الشان کارنامے سکولوں میں بہادری کے شاندار نمونوں کے طور پڑھائے جاتے ہیں۔ اور اس بیسویں صدی میں اس کو اولیاء اللہ میں شمار کیا جاتا ہے۔

ہماری تاریخ مسلمان خواتین کے ایسے بہادرانہ کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ لیکن ان کی تفصیلات سے ہم بہت کم واقفیت رکھتے ہیں۔ اسلام سے پیشتر عرب عورتیں اپنے مردوں کے ساتھ میدان جنگ میں جایا کرتی تھیں۔ وہ اپنے بچوں کے ساتھ مردوں کے پیچھے رہتی تھیں۔ اور زخمی سپاہیوں کی خبرگیری کرتیں۔ گھوڑوں کی خدمت کرتیں اپنے بہادر خاوندوں کو آرام پہنچاتیں۔ ان کے بزرگوں نے زمانہ ماضیہ میں جو سنسنی خیز کام کئے ان کی داستانیں سنا سنا کر انہیں اکساتیں۔ دشمنوں کے مقتول سپاہیوں کے اسلحہ کو اتار لیتیں۔ خوفزدہ بناہ گزینوں کی امداد کرتیں اور قیدیوں کی حفاظت کرتی تھیں۔

عرب کا مشہور شاعر عمرابن کلثوم نہایت فخر و ابتہاج کے ساتھ لکھتا ہے :-

علی اثارنا بیض حسان / لحاذر ان تقسم او تھونا	ہماری فوجوں کے پیچھے خوبصورت اور سفید چہروں والی عورتیں ہیں۔ ہم ہمیشہ خائف رہتے ہیں کہ ان کی بےحرمتی نہ ہو اور دشمن ان پر قابض نہ ہو جائے۔
اخذن علی بعولتھن عھدا / اذا لاقوا کتائب معلمینا	ان عورتوں نے اپنے خاوندوں سے قسمیں لے رکھی ہیں کہ وہ میدان جنگ میں بہادری دکھائیں گے۔
لیستلبن افراسا وبیضا / واسری فی الحبال مقرنینا	وہ ہمارے ساتھ اس لئے آتی ہیں کہ دشمن کے گھوڑوں اور اسلحہ پر قبضہ کریں اور دشمنوں کو قید کریں۔
ضعائن من بنی جشم بن بکر	یہ جشم بن بکر کے قبیلے کی عورتیں ہیں جو نہ صرف خوبصورت ہیں بلکہ خاندانی

خلطن عبیم حسبا ودینا } اور مذہبی روایات کی بھی مالک ہیں۔

یقبن جیادنا ویفلن لستم } وہ ہمارے گھوڑوں کی خدمت کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اگر تم دشمن سے ہماری
بولتنا اذا لم تمنعونا } حفاظت نہیں کرسکتے تو تم ہمارے خاوند نہیں۔

اسلام نے بھی اس روایت کو قایم رکھا۔ ہمیشہ جہاد میں عورتیں مردوں کے پیچھے جایا کرتی تھیں۔ جنگ احد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک پانی سے بھرا ہوا مشکیزہ اٹھائے پھرتی تھیں اور زخمی سپاہیوں کی پیاس بجھاتی تھیں۔ ام سلیم اور صلیت اس کام میں ان کی مدد ومعاون تھیں۔

ابونعیم سے روایت ہے کہ جنگ خیبر میں مدینہ کی نصف درجن عورتیں کوچ کرنے والی فوج کے پیچھے گئیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم نہ تھا۔ اور جب آپؐ کو اس سے مطلع کیا گیا تو آپؐ نے خفگی کے ساتھ ان عورتوں سے پوچھا کہ وہ کیوں آئی ہیں؟ انہوں نے ادب واحترام کے ساتھ جواب دیا کہ ہمارے پاس دوائیاں ہیں اور ہم زخمیوں کی خدمت اور مرہم پٹی کرینگی۔ سپاہیوں کے جسموں سے تیر نکالیں گی اور ان کے کھانے پینے کا بندوبست کرینگی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فوج کے ساتھ چلنے کی اجازت دیدی اور جب خیبر فتح ہوگیا تو مال غنیمت میں سے ان عورتوں کو بھی حصہ دیا[1]

ام سلیم اور انصار کی بعض دیگر عورتیں عموماً اس قسم کی لڑائیوں میں سپاہیوں کی خدمت کے لئے متعین کی جاتی تھیں[2]۔ رابعہ بنت معاذ بعض دوسری عورتوں کے ساتھ مل کر شہدا کی لاشوں کو میدان احد سے اٹھا اٹھا کر مدینہ پہنچاتی تھیں[3]۔ ام رقیدہ پاس زخمیوں کے ایک بہت بڑا شامیانہ تھا جس کے نیچے وہ ان کے زخموں کو دھوتی اور مرہم پٹی کرتی تھیں[4]

ام زیاد اشجید اور پانچ دیگر خواتین سوت کات کر مسلمانوں کی مدد کرتی تھیں۔ وہ میدان جنگ سے تیر اٹھا اٹھا کر لاتیں اور سپاہیوں کو دیتی تھیں[5]۔ ام عطیہ نے سات جنگوں میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو کھانے پکا کر کھلائے[6]

ایک خاص واقعہ کے متعلق طبری نے لکھا ہے کہ جب مسلمان سپاہیوں کی لاشیں بہ تعداد کثیر فوج کے آگے پڑی تھیں تو مردوں کے ایک گروہ نے جو شہدا کی تجہیز وتکفین کے کام پر متعین تھا۔ عورتوں کو زخمیوں کی نگہداشت

---

[1] ابوداؤد باب فتح خیبر [2] ابوداؤد جلد۱ صفحہ ۲۵۲ [3] بخاری کتاب الطب [4] ابوداؤد جلد۱ صفحہ ۲۷ [5] صحیح مسلم جلد۲ صفحہ ۱۰۵ مصری [6] طبری جلد۹ صفحہ ۲۳۱۷ (یورپین ایڈیشن)

پر مقرر کیا۔ اور اس طرح شہداکو ان عورتوں نے دفن کیا۔ جنگ اغواس اور ارماس سے جو قادسیہ سے تعلق رکھتی تھی عورتوں اور بچوں نے قبریں کھودیں[1]۔

جنگ قادسیہ کا حال ایک عورت نے جو وہاں موجود تھی اس طرح بیان کیا ہے: "جب جنگ ختم ہوئی تو ہم (عورتیں) جرأت کے ساتھ میدان جنگ کی طرف دوڑیں۔ ہمارے ہاتھوں میں سلاخیں تھیں اور ہم زخمی مسلمان سپاہیوں کو میدان جنگ سے اٹھا اٹھا کر لائیں[2]۔

لیکن مندرجۂ بالا واقعات صرف اس مذہبی جوش، قومی جذبہ اور ان بہادرانہ کارناموں کو ہی ظاہر نہیں کرتے جو خواتین اسلام سے ظہور پذیر ہوئے بلکہ ان سے ان مختلف فرائض کا بھی پتہ لگتا ہے جن کو سرانجام دینے کیلئے انہیں وقتاً فوقتاً طلب کیا جاتا تھا۔ وہ

۱- زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔

۲- فوج کے لئے راشن کا انتظام کرتی تھیں۔

۳- قبریں کھودتی تھیں۔

۴- زخمیوں کو میدان جنگ سے اٹھاتی تھیں۔

۵- زخمی سپاہیوں کی تیمارداری کرتی تھیں۔ اور

۶- عموماً مردوں کو سختی کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے اکسا کر ان کے دلوں کو مضبوط کرتیں اور خود جنگ میں شامل ہو کر عملاً ان کی امداد کرتیں۔

اگر آپ مسلمانوں کے ابتدائی عہد کی جنگوں کو ملاحظہ کریں تو آپ مسلمان خواتین کو فوج کے پچھلے حصہ میں ان کاموں میں مصروف پائیں گے۔ آخری خدمات کی جو مسلمان عورتوں نے کیں کسی قدر تفصیل کی ضرورت ہے۔ اور ہم آگے چلکر تفصیل کے ساتھ یہ بتائیں گے کہ مسلمانوں کی صنف ضعیف نے ان کاموں کو کس قدر شاندار طور پر انجام دیا۔

انس بن مالک (حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام) کی والدہ ماجدہ ام سلیم اکثر اوقات آنحضرت صلعم کے ساتھ میدان جنگ میں جایا کرتی تھیں[3]۔ جب طالب بن عمیر نے اسلام قبول کیا اور اپنی ماں کو اس کی اطلاع دی تو اس نے کہا تم نے ایک ایسے آدمی کا ساتھ دیا ہے جو اس کا بہت زیادہ مستحق تھا۔ اگر میرے اندر مردوں جیسی طاقت اور قابلیت ہوتی تو اس کی حفاظت کرتی اور اس کے لئے لڑتی[4]۔

---

[1] طبری جلد ۶ صفحہ ۲۲۶۳　[2] طبری جلد ۶ صفحہ ۲۳۶۳　[3] اسد الغابہ جلد ۵ صفحہ ۵۹۱　[4] استیعاب تذکرہ طالب بن عمیر

جنگ خندق میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم یہودیوں سے لڑ رہے تھے۔ کہ بنو قریظہ نے اس مقام کی طرف پیش قدمی کی جہاں مسلمان عورتوں اور بچوں نے اپنے آپ کو محصور کر رکھا تھا بنو قریظہ سے ان عورتوں کی حفاظت کے لئے کوئی فوج وہاں نہ تھی۔ اسی اثنا میں ایک یہودی ان کے سامنے آتا ہوا دکھائی دیا۔ اور وہ خائف ہوئیں کہ وہ بنی قریظہ کو ان کے جائے قیام سے مطلع کر دے گا۔ اور ان پر حملہ کرنے کے لئے سب سے پہلے موقعہ سے فائدہ اٹھائے گا۔ اس لئے صفیہؓ نے جو آنحضرت صلعم کی پھوپھی اور زبیرؓ کی والدہ تھیں حسان بن ثابت سے کہا کہ اس یہودی کو مار دے لیکن انہوں نے کسی قدر تامل اور لیت و لعل کیا۔ اس پر صفیہؓ نے خود ہی شامیانہ کی چوب اکھاڑ کر اس کی سلاخ سے اس کو ہلاک کر دیا۔ اسلامی مؤرخ ابن اثیر لکھتا ہے کہ یہ پہلا بہادری کا کام تھا جو ایک مسلمان عورت نے سر انجام دیا[1]

ام عمارہ ایک معزز صحابیہ تھیں۔ ہجرت سے پہلے جب مسلمانوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے خفیہ طور پر بیعت کی تھی کہ کفار کے مقابلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امداد کرینگے اور اسلام کی اشاعت میں ساعی ہوں گے۔ ام عمارہ اس وقت ایک بڑی پرجوش حامی اسلام تھیں جنھوں نے پہلی مرتبہ ایک منظم جماعت مرتب کی۔ تاریخ اسلام میں یہ واقعہ بیعت عقبہ کے نام سے مشہور ہے۔ ۶ھ میں جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے لئے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا تو آپؐ نے قریش سے شہر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی طرف سے سفیر بن کر مکہ گئے لیکن یہ افواہ پھیل گئی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش نے قتل کر دیا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اس خبر سے بہت غیظ و غضب سے بھر گئے۔ اور آنحضرت صلعم کے ہاتھ پر بیعت کی کہ اپنی موت تک جنگ کرینگے۔ اس کو بیعت رضوان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ام عمارہؓ نے بھی یہی قسم اٹھائی پھر جنگ احد میں وہ اپنے خاوند کے ساتھ میدان جنگ میں گئی۔ اور جب بدنظمی اور بھاگنے کی وجہ سے مسلمانوں نے فتح کا موقعہ کھو دیا۔ اور جب کفار حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر قاتلانہ حملہ کرنے کے درپے تھے اور وفادار صحابہؓ اپنے آقا و مولا کو بچانے کے لئے اپنی جانیں آپؐ کے قدموں میں نچھاور کر رہے تھے تو یہ بہادر عورت بھی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے حملہ آوروں کو پیچھے ہٹانے میں مصروف تھی۔ اس دن اس کے ہاتھوں اور بازوؤں میں متعدد زخم آئے۔ اور اس نے دوسری جنگوں میں ایسی ہی بہادری اور جرأت کا اظہار کیا[2]

---

[1] اسد الغابہ بیان صفیہؓ۔ [2] اسد الغابہ جلد ۵ صفحہ ۶۰۵۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب نے دعوی نبوت کیا۔ لیکن یمامہ کی خونریز جنگ میں وہ قتل کر دیا گیا۔ ام عمارہؓ نے اس جنگ میں بھی حصہ لیا۔ وہ لڑتی رہی یہانتک کہ سخت زخمی ہوگئی۔ اس دن اس کے جسم پر بارہ زخم آئے [1]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اسلام کو قبل اس کے کہ وہ جزیرہ نمائے عرب سے باہر اپنی ممکن توسیع کر سکتا دو زبردست دشمنوں یعنی رومی سلطنت اور ایرانیوں سے مقابلہ پیش آیا۔ وہ سخت ترین لڑائی جس نے رومی سلطنت کی قسمت کا فیصلہ کر دیا یرموک کے مقام پر واقعہ ہوئی۔ ایسا ہی ایرانیوں نے قادسیہ کے مقام پر کلدانی حکومت کی تمام تر طاقت کے ساتھ جنگ کی۔ لیکن ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ یہ دونوں جنگیں تاریخ اسلام میں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ کیونکہ ان کے بعد اسلام بلا کسی رکاوٹ کے یا معمولی رکاوٹ کے ساتھ دنیا میں پھیلتا چلا گیا۔ (باقی ادر)

ینابیع المسیحیت

یہ کتاب حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے ایام حج میں بیت اللہ شریف میں بیٹھ کر لکھی جو اپنی نوعیت میں بالکل نئی ہے اس میں نہ صرف یہی دکھایا گیا ہے کہ مروجہ اصول و روایات مسیحیت کو جناب مسیحؑ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ مسیحی دین کی ہر ایک بات سورج پرستی اور مسیحؑ سے قبل کی بت پرستی سے لی گئی ہے۔ اس کتاب کا ہر صفحہ نئے سے نئے اکتشافات اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اس کتاب کے اکثر مضامین کسی کتاب میں بحیثیت مجموعی نہیں پائے جاتے۔ منکشف شدہ واقعات نہایت ہی حیرت افزا اور سنسنی خیز ہیں۔ اس کتاب میں وہ باتیں ہیں جن سے کروڑہا عیسائی بےخبر ہیں اور جس کے پڑھنے سے وہ اپنے مسلمات پر کسی طرح قائم نہیں رہ سکتے۔ یہ ایک کتاب صدہا کتابوں کی قائم مقام ہے۔ قیمت بلا جلد ۱۰ مجلد ۱۳ ۔ ملنے کا پتہ :-

منیجر مسلم بک سوسائٹی۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور

---

[1] فتوحات اسلامیہ صفحہ ۶۴

دنیا میں ہماری موجودہ حالت اور اسلام

(شیخ سر جلال الدین لاڈر برٹن مرحوم مغفور)

دنیا کی موجودہ صورت حالات کو ہمیں علی الخصوص دیکھنا چاہئے - جو ہم دیکھتے ہیں کہ قیامت کبرٰے کے بسرعت پہنچنے والے دن (یا زمانہ) کے لئے خاص شکل اختیار کر رہے ہیں۔ وہ زمانہ جس کا ہولناک وقت جب پہنچے گا، تو ضروری ہے کہ وہ بالکل قلیل ہو اور اتنا ہی عرصہ اس میں لگے جس میں نسل انسانی نیست ونابود ہو جائے۔ متخالف عناصر کو آسانی سے شناخت کیا جا سکتا ہے - دولت - علم اور غرور ایک طرف اور بڑھتی ہوئی غربت جہالت - بغض و تعصب اور نا انصافی کا ایک گہرا احساس دوسری طرف کام کر رہا ہے - دونوں خود غرضانہ مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اب اپنی طاقتوں کو تمام دنیا میں منظم کر رہے ہیں۔ صداقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے جس طرف بھی ہم آنکھ اٹھائیں ہم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ مصیبت، بربادی اور ایذا رسانی کا ایک سمندر اس دنیا کی ملکتوں میں نہایت جوش وخروش سے لہریں مار رہا ہے جس کا اظہار ان دھمکیوں، انارکسٹوں، اور بے اطمینانیوں سے ہوتا ہے جن کی تعداد روز افزوں ترقی پر ہے۔ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ سوسائٹی کے مختلف اعضاء عناصر میں اختلاف اس انتہائی حالت کو بسرعت پہنچ رہا ہے جس کا ذکر تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہے اس حالت کے پیدا ہونے پر سوسائٹی آگ کے گڑھے پر ہوگی - اور اس کے عناصر (یعنی حکومتیں) باہم متحد ہو کر اس باہمی تباغض وتحاسد کی وجہ سے جو ان کی اپنی بے اطمینانی کا نتیجہ ہے متفرق ہو جائے گی۔

لوگوں کے لئے خواہ وہ اس حالت مجادلہ کے کسی رخ پر بھی ہوں یہ فی الحقیقت مشکل امر ہے کہ وہ اپنے مفاد، عادات اور تعلیم کے مخالف پہلو کو دیکھیں - امیر آدمیوں کو یہ خیال ہے کہ اس دنیا کے ساز وسامان میں انکا حق ان کے متناسب حصہ سے بہت زیادہ ہے - ان کا حق ہے کہ مزدوروں اور ہر جنس کو جس قدر کم قیمت پر ہو سکے خرید لیں - ان کا حق ہے کہ اپنی محنت وکوشش کا پھل پائیں - اور ان کا حق ہے کہ اپنی عقل وفہم کو اس طریق سے استعمال کریں کہ اپنے کاروبار کو چلا کر اپنے لئے نفع پیدا کریں اور اپنی جمع شدہ دولت میں اضافہ کریں انہیں اس بات کی قطعاً پروا نہیں کہ کوئی دوسرا شخص کس قدر بے آرامی کی حالت میں زندگی بسر کرنے پر حالات سے کتنا مجبور ہے - خواہ زندگی کی تمام ضروریات اس کے ساتھ لگی ہوئی ہوں - ان کی منطق یہ ہے کہ ایسا ہونا ناگزیر ہے۔

دینے اور لینے کا قانون ضروری ہے۔ کہ دنیا پر حکومت کرے۔ امیر اور غریب ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہے ہیں اور اگر دولت کو صبح کے وقت مساوی طور پر تقسیم کیا جائے تو بعض لوگ اسراف یا بدقسمتی کی وجہ سے شام ہونے سے پہلے غریب ہو جائیں گے۔ اور دوسرے جو زیادہ محتاط اور سمجھدار ہیں امیر ہو جائینگے۔ اس کے علاوہ ان کے دلائل اثر اور نتائج پر مبنی ہوتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ کیا یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ زیادہ دماغی طاقت رکھنے والے لوگ کسی فائدہ اور منافع کی توقعات کے بغیر ایسے بڑے بڑے کام کر سکتے ہیں جن کے ساتھ بھاری نقصانات کا خطرہ لگا ہوا ہے اور ہزارہا مردوں اور عورتوں کو کام میں لگا سکتے ہیں؟

اس کے برخلاف ایک دستکار اور مزدور یہ کہیگا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں مزدور کو آج پہلے زمانوں کی نسبت بہت زیادہ فوائد حاصل ہیں۔ جہاں اس کو اس کی محنت کا معاوضہ پہلے کی نسبت زیادہ ملتا ہے۔ اور اس لئے وہ زیادہ آرام کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ وہیں یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ سب کچھ اس کا وہ حق ہے جس سے وہ مدت مدید تک کسقدر محروم رہا۔ اور اس لئے وہ ہمارے اس زمانہ کی ایجادات، اکتشافات اور روز افزوں علم کے فوائد سے اپنا مناسب حصہ لے رہا۔ ہم مزدوری کو قابل عزت سمجھتے ہیں اور جب وہ خوش فہمی، تعلیم، دیانتداری اور اصول پر مشتمل ہو تو یہ اس قدر قابل عزت ہے اور اتنے ہی حقوق رکھتی ہے جتنے کسی اور پیشہ کو حاصل ہیں۔

اسلام۔ نسل انسانی کو آج تین چیزوں کی ضرورت ہے۔ کائنات کا ایک روحانی مفہوم اور افراد کی روحانی آزادی اور ایک عالمگیر تعلق کے بنیادی اصول جس انسانی سوسائٹی کا ارتقا روحانی بنیادوں پر مقصود ہے۔ اس میں شک نہیں کہ موجودہ یورپ نے ان لائنوں پر اعلےٰ درجہ کا نظام قائم کیا ہے لیکن تجربہ ظاہر کرتا ہے کہ اگر صداقت کو محض عقل کے ساتھ واضح کیا جائے تو اس سے زندہ ایمان کی وہ آگ پیدا نہیں ہوتی جو ذاتی الہام سے پیدا ہو سکتی ہے یہ بھی ایک وجہ ہے اس بات کی کہ خیالات کا اثر لوگوں پر اس قدر کیوں نہیں پڑتا۔ بجائیکہ مذہب ہمیشہ افراد کو بلند کرنے اور سوسائٹیوں میں انقلاب پیدا کرنے کا موجب ہوا ہے۔ یورپ کا اعلیٰ نصب العین کبھی اس کی زندگی کا زندہ عنصر نہیں بنا۔ اور اس کا یہ نتیجہ ہے کہ خود غرضی کی بگڑی ہوئی شکل ان میں پیدا ہو گئی ہے۔ جو ان غیر بردبار جمہوریتوں میں نشو و نما پا رہی ہے۔ جن کا کام صرف یہ ہے کہ امیروں کے مفاد کی خاطر غریبوں کو لوٹا جائے یقین کیجیے کہ یورپ آج انسان کی اخلاقی ترقی میں بہت بڑی روک کا موجب ہے۔ اس نے دنیا کے امن کو تباہ برباد کر دیا ہے۔ اور اس کی اخلاقی ذہنیت کو اپنے مفاد کی خاطر بگاڑ دیا ہے۔ موجودہ زمانہ انسانی سوسائٹی کے لئے ایک خطرناک پھوڑے کی حیثیت رکھتا ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں کے پاس یہ اعلیٰ خیالات اور نصب العین الہام الٰہی

کی بنا پر ہے جو زندگی کی اندرونی گہرائیوں اور اس کی اپنی ظاہری بیرونیت کو بھی ایک داخلی چیز بنا دیتا ہے۔ ایک مسلمان کے نزدیک زندگی کی روحانی بنیاد ایک یقین و ایمان کی بات ہے۔ جسکے لئے ایک جاہل سے جاہل شخص بھی اپنی جان دینے کے لئے فوراً تیار ہوجاتا ہے اور اسلام کے بنیادی خیال کو پیش نظر رکھتے ہوئے نسل انسانی کے لئے اس سے بڑھکر کوئی اور الہام نہیں ہوسکتا۔ چاہیئے کہ سطح ارضی پر ہم سب سے بڑھکر آزاد انسان ہوں۔ اور ہمارا یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ دوسروں کو اپنے پاک مذہب میں داخل ہونے کی دعوت دیں۔ جس کو خدا تعالےٰ نے جو نظر آنے اور نظر نہ آنے والی تمام چیزوں کا خالق ہے۔ کامل و مکمل مذہب بنایا ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ مضامین میں میں زیادہ صفائی کے ساتھ یہ بتاؤں گا کہ اسلام نے دُنیا کی تہذیب میں کیا حصہ لیا ہے اور کس طرح اس کی تعلیمات میں امن پیدا کرنے کی خاصیت موجود ہے جو انسانی بہبودی کے لئے ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ اسلام نے دُنیا کو ایک خدائے واحد کی عابد و پرستار بنا کر امن عالم کے پیدا کرنے میں ازمنہ سابق کی نسبت زیادہ حصہ لیا ہے اور خدا کا وہ مذہب جو عرب کے عظیم الشان پیغمبرؐ نے دنیا کو سکھایا نسل انسانی کی ترقی میں یقیناً اس سے بھی بڑھکر اضافہ کرنے کا موجب ہوگا۔ سوسائٹی کا وہ انتہائی مقام رفعت جو اسلام کا مطمح نظر ہے ابھی تک حاصل نہیں ہوسکا۔ لیکن جیسا کہ زمانہ ماضی کے حالات سے ظاہر ہے یہ یقیناً صرف اسلام کے ذریعہ سے حاصل ہوگا۔

آسمانی با دشاہت اسلام کی شکل میں انسان کو ملی ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ اس کو عمل میں لاکر دکھائیں زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس میں اسلام نے ہماری رہنمائی نہ کی ہو۔ دنیا کی کوئی حالت ایسی نہیں جسکے لئے اسلام نے مناسب سامان مہیا نہ کیا ہو۔ اسلام فی الحقیقت اس لئے دُنیا میں آیا ہے کہ قرآن کریم کے الفاظ کے مطابق لتخرج الناس من الظلمات الی النور۔ ہمیں ظلمت سے نکالکر روشنی میں لے آئے اور اس نے علم و سائنس کی ترقی کے لئے اعلیٰ اخلاق کے نشوونما کے لئے بنی نوع انسان کو الوہیت کی حدود کے قریب لانے کے لئے نسل انسانی کی اصلاح اور اس کو بلند کرنے کے لئے سچی قومیت کی سپرٹ پیدا کرنے کے لئے اور ایک عالمگیر خدا پر ایمان پیدا کرنے اور اس طرح ایک حقیقی اخوت انسانی پیدا کرنے کے لئے ایسا کیا ہے۔

اسلام نے انسانیت کی تمام مذکورہ بالا اور دوسری بہت سی بے نظیر خدمات سرانجام دی ہیں اس نے نسل انسانی کو زندگی کے ایک زیادہ شریفانہ اور زیادہ پاکیزہ اور زیادہ مقدس مقام کی طرف اٹھایا ہے مردوں اور عورتوں کو ہمیشہ سے زیادہ بہتر بنایا ہے۔ مذہب کے بغیر انسان ایسا ہی ہے جیسے خدا کے بغیر ہو۔ اور اسلام

ہی فی الحقیقت ایسی طاقت ہے جو شریر ترین انسانوں میں انقلاب پیدا کر کے انہیں بہتر انسان بنا سکتا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی زبردست آواز ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ لوگ ایسی عظیم الشان نجات سے کیوں غافل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ سے دی ہے۔ ایک سچے مسلمان کے لئے اسلام ہی سب کچھ ہے۔ اس کی زندگی اس کی تعلیمات پر منحصر ہے۔ اس کے نزدیک مذہب کے بغیر کوئی ترقی ممکن نہیں۔ اسلام ترقی اور تہذیب کی حمایت میں کھڑا ہے۔ سادہ زندگی اور اعلیٰ سوچ بچار ہر مسلمان کا اصل الاصول ہے۔ اسلام جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں چاہتا ہے۔ کہ ہم اخلاق الٰہی کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ وہ چاہتا ہے کہ کائنات کی ہر چیز کو اپنا مطیع بنائیں اور انہیں استعمال کر کے فائدہ حاصل کریں۔ اگر اس طرح کی زندگی روح اور جسم کو زیادہ بلند اور پاکیزہ اخلاق کی طرف لے جانے والی نہ ہو تو پھر میں نے لفظ "تہذیب" کے حقیقی معنوں کو نہیں سمجھا۔ جو صرف اسلام ہی کا حصہ ہے۔ خدا حافظ

تمدن اسلام

اس میں قرآنی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔ اس میں دکھایا گیا ہے کہ اسلام ہی اس وقت دنیا میں زندۂ جاوید مذہب ہے۔ جو دنیا کو مصائب حاضرہ سے بچا سکتا ہے۔ یہ کتاب ایک پڑھنے والے کے دل میں اسلام سے سچی محبت پیدا کر دیتی ہے۔ اور اس میں قرآن کریم کے مطالعہ کی حقیقی اور سچی تڑپ پیدا ہو جاتی ہے۔ آیات قرآنی کی تفسیر میں لائق مصنف نے اجتہاد کی شان دکھائی ہے اور بڑی خوبی سے ثابت کیا ہے کہ اس کتاب حکیم کی تعلیم ترقی تمدن کی کس قدر ممد و معاون ہے اور اسے اخلاق عالیہ کی کیسی مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اس حیرت انگیز جامعیت کے ساتھ دنیا کے کسی اور مذہب یا حکمت معلومہ نے یہ سبق نوع انسان کو نہیں دیا تھا۔ فاضل مصنف نے بعض تعلیم یافتہ مسلمانوں کے اس قول کی کہ" ہم پہلے ہندوستانی ہیں۔ پھر مسلمان وغیرہ" جا بجا سخت مذمت کی ہے۔ دوسرے مذاہب میں وہ تمدنی خامیاں بتائی ہیں جن کی بدولت عہد جدیدہ کے اہل علم و تحقیق سرے سے الہامی مذہب ہی کے منکر و منحرف ہو گئے۔ قیمت ۱۲ر

پتہ:۔ مسلم بک سوسائٹی۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور

کیا عیسائیت قیام امن میں ناکام ثابت ہوئی؟

ایڈیٹر "ورلڈز" کا جرأت آمیز نعرۂ حق

مسلمانوں کو یہ بتلانے کی ضرورت نہیں کہ مسیحیت بحیثیت مذہب ناکام ہو چکی ہے [illegible] حقیقت یہ مذہب ہمارے پاک مذہب کے مقصد [illegible] آ[illegible] کا منہ [illegible] تھا [illegible] تھوڑی سی روشنی جو مسیحی یورپ نے کچھ عرصہ تک سائنس کے [illegible] اجتماعی زندگی کی صورت میں دنیا کو دکھائی وہ اس اثر کا نتیجہ ہے جو اس نے اسلام سے حاصل کی۔ [illegible] جو کچھ اسلام سے لیا گیا بددیانتی اور بے دلی کے ساتھ لیا گیا اس لئے وقت گزرنے پر اس میں نسل انسانی کے لئے ایسی پیچیدگیاں اور مشکلات پیدا ہو گئیں جن کے [illegible] سے بہت بڑھ گئے جو وہ نسل انسانی کو بہم پہنچا سکتے تھے۔ لیکن وہ اخلاقی و روحانی [illegible] کلیسا کی طرف سے [illegible] پذیر ہو رہی ہیں اپنے عمل میں اس قدر [illegible] ثابت ہوئی ہیں کہ وہ لکھو کھا لوگ جن کے دلوں پر اس کی حکومت ہے اس دھوکا [illegible] کو نہیں سمجھ سکتے۔ [illegible] میں دو [illegible] ہوئے ہیں تاہم [illegible] قاعدوں [illegible] مستعملات [illegible] ایسے [illegible] موجود ہیں جو دل سے اس بات [illegible] ہیں کہ [illegible] کلیسا نے [illegible] لوگوں کے قلوب پر [illegible] رکھا ہے ان لوگوں [illegible] ایک [illegible] گروہ میں پائی جاتی ہے جن میں سے مشہور [illegible] ایڈیٹر [illegible] [illegible] ہیں وہ ایک ایسے [illegible] پر [illegible] [illegible] صحت احساس اور صداقت کی بے خوف [illegible] [illegible] جو یورپ کی عام مجلسی زندگی پر طاری ہے۔ اس لئے ذیل میں ہم [illegible] کے متعلق ان کے خیالات کو نقل کرنے کی عزت حاصل کرتے ہیں (ایڈیٹر)

یورپ نے حال میں شہزادۂ امن کے مُردوں میں سے جی اٹھنے کی سالگرہ منائی ہے یورپ انیس سو سال سے اس شہزادہ کی برائے نام اطاعت کر رہا ہے۔ اور پھر بھی یہ کتنا خلاف حق نہیں کہ اس تمام مدت میں

یورپ کے اندر کوئی امن پیدا نہیں ہوا۔ نہ ہی اس بات کا کوئی ذرا سا بھی نشان موجود ہے کہ آئندہ صدی میں بہرحال امن قائم ہو جائے گا۔

بعض لوگ یہ فرض کر لیتے ہیں کہ اگر وہ جنگ میں مصروف نہیں تو وہ امن کی حالت میں ہیں یہ بالکل غلط ہے امن باہمی اعتماد اور مفاہمت پر مبنی ہے۔ اور دشمنیوں اور عناد کا عمل میں نہ آنا امن قائم ہونے کے مترادف نہیں۔ شکوک وشبہات۔ بغض وعناد اور مکر وفریب متواتر سرگرم عمل ہیں۔

یورپ نے دنیا کو مشنوں کے زیر اثر لانے کی کوشش کی ہے اور دیسی اقوام پر عیسائیت کی شان وعظمت واضح کرنے اور یہ بتانے کی سعی کی ہے کہ کیا کچھ کارنامے اس سے سرانجام پا سکتے ہیں۔ وہ کونسے بلند اصول ہیں جو وہ انسانی زندگی میں قائم کر سکتی ہے۔ اور وہ کیا کیا انقلابات ہیں جو اس سے انسانی کیرکٹر میں پیدا ہوتے ہیں۔ تاہم تمام یورپ مسیحی تعلیم کو ماننے کے ایک ہزار سال بعد جیب کتروں کی کمپنی سے کچھ ہی بہتر معلوم ہوتا ہے جسکو ایک دوسرے کی نہ عزت کا پاس ہے اور نہ کوئی اعتماد ہے۔ وہ ایک میز کے گرد بیٹھ کر امن کی باتوں پر غور کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے عمل سے بغض وحسد، شکوک وشبہات، دشمنی وعناد، خود غرضی اور خالص مادہ پرستی ٹپکتی ہے۔

ہم صفائی کے ساتھ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ مسیحیت ہے؟ کیا یہ وہ بہترین نتائج ہیں جو مسیحیت انیس صدیوں کے اصولوں سے جن پر کوئی عمل نہیں، پیدا کر سکتی ہے؟ اگر یہ صحیح ہے تو کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ اس تمام پاکھنڈ کو درہم برہم کر کے اس کی جگہ کوئی ایسی چیز قائم کی جائے جو جوش وامنگ اور خوبصورت جذبات کے بجائے معقولیت، عقل اور سادہ اصولوں پر مبنی ہو؟

ضرورت الہام

فی زمانہ تعلیم یافتہ اصحاب ہتی والہام کے وجود سے انکاری ہیں۔ اس حالت میں وہ کسی مذہب کو خدا کی طرف سے ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اس کتاب میں سائنٹفک طریق پر اور علمی دلائل سے بتایا گیا ہے کہ الہام کی انسان کو ضرورت ہے۔ اور ہر مذہب الہامی مذہب ہے۔ قیمت بلا جلد ۸ مجلد ۱۱

پتہ: مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور

مکتوباتِ ووکنگ

مسٹر جے ۔ ایچ ۔ بی ۔ کیمپ ٹاون ۔

جناب مکرم ! آپ کا محررہ مورخہ ۱۹ ۔ ماہ حال بہ بست ہوا ۔ میں نے مضمون خط کا بغور مطالعہ کیا ہے ۔

آپ کے سوالات کے جوابات بالاختصار درج ذیل کرتا ہوں :-

مذہبی نقطۂ نگاہ سے مسلمان کا فرض ہے کہ وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بھی عزت واحترام کی نظر سے دیکھے اور ان کی نبوت پر ایمان لائے ۔ قرآن کریم کی رو سے جو شخص انبیا میں امتیاز قائم کرتا ہے ایک حقیقی مسلمان نہیں کہلا سکتا ۔ دراصل پیروان نبی المحترم ہونے سے پیشتر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے پیغام نبوت پر ایمان لانا ایک مسلمان کا عین فرض ہے ۔ رسول کریم صلعم کی رسالت کے اقرار سے ہماری اتباع میں ایک وسعت پیدا ہو جاتی ہے ۔ ہم ایک سے دوسرے کی جانب رجوع نہیں کرتے ۔

بروئے قرآن کریم حضرت عیسےٰ علیہ السلام فی الحقیقت مسیح موعود ہیں یعنی جن کی بعثت کے متعلق قدیم انبیائے بنی اسرائیل نے پیش گوئیاں کی تھیں ۔ لیکن آپ بہرکیف ایک انسانی نبی تھے ۔ الوہیت نما نہیں تھے حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے کبھی اپنے متعلق یہ ظاہر نہیں کیا کہ میں الوہیت کا ایک جزو ہوں ۔ آپ کا ابن اللہ سے مطلب یہ نہ تھا کہ میں خداوند بزرگ و برتر کا جزو بدن ہوں ۔ یہ الفاظ ایک روحانی رنگ میں ہوتے ہیں جس طرح جملہ مقدس ہستیاں ابنائے ایزدی کہلائی جاتی ہیں اور معصیت آلود اشخاص کو ابنائے شیطانی کہا جاتا ہے ۔ جبکہ یہودیوں نے آپ کو مورد الزام قرار دیا تھا تو آپ نے خود اس کی وضاحت فرمائی تھی ۔

بروئے قرآن کریم حضرت عیسےٰ علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے یعنے صلیب سے آپ کی موت واردنہیں ہوئی ۔ ایک مبعوث من اللہ پیغمبر ہونے کی حیثیت سے گنہگار انسانوں کے ہاتھوں سے آپ کی زندگی کا خاتمہ نہیں ہو سکتا تھا ۔ آپ کو صلیب پر چڑھایا گیا ۔ لیکن آپ کو خداوند وحدہٗ لاشریک نے اس متبذل موت سے جو صرف گنہگاروں کے لئے مخصوص ہو سکتی ہے بچا لیا تھا ۔ اناجیل مقدس کا بیان کردہ واقعہ صلیب اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی غیبوبت کا قصہ قرآن کریم کے ارشاد کی تائید ہے ۔ اگر آپ مضمون زیر بحث کا بالتفصیل مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو

ہم آپ کو متعلقہ کتب ارسال کر سکتے ہیں۔

آپ درست فرماتے ہیں انسان انسان کو نجات نہیں دلا سکتا محض ذات باری تعالےٰ ہی انسان کا نجات دہندہ ہے۔ لیکن انسانی نجات کے لئے خداوند تعالےٰ نے اپنے مخصوص طریقے رکھے ہوئے ہیں۔ ایک بادشاہ اپنی رعایا کو فاقہ کشی سے نجات دے سکتا ہے۔ سزا اور بعض حالات میں موت سے بھی بچا سکتا ہے۔ لیکن خود اپنی ذات کو فاقہ سے مار کر یا سولی چڑھ کر نہیں یقیناً خداوند قدوس کو ایک زمین کے بادشاہ سے زیادہ وسائل کا مالک ہونا چاہیئے۔ خداوند تعالےٰ انسان کو الہامی رہنمائی کے ذریعہ بخوبی نجات دے سکتا ہے۔ نیز انبیاء علیہم السلام ایسی مقدس ہستیوں کی مثالوں اور بذریعہ نماز بھی نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ تاریخی دینی ارکان ثلاثہ ہیں جن کی وساطت سے فطرت انسانی گناہ سے مصئون رہ سکتی ہے۔ اپنے کلیسائی مذہب کے جوش و خروش کے باوجود کوئی مسیحی یہ دعوےٰ نہیں کر سکتا کہ ابن الٰہی اور کفارہ کے کلیسائی نظریات نے کبھی معصیت کی آلائش سے انسانی دماغ کو پاک و صاف کیا ہو۔

دوزخ جس کا قرآن کریم میں مذکور آیا ہے دائمی عذاب کا مقام نہیں۔ نہ یہ مقام غضبان الٰہی کا مظہر ہے آپ کا خیال درست ہے۔ رنج و غم۔ نامکمل خواہشات کی جانکاہی گنہگاروں کی کافی سزا ہے۔ لیکن جیسا کہ آپ مجھ سے اتفاق رائے کرینگے۔ دنیاوی زندگی کی ترغیبات ہمیں ان روحانی آلام کے احساس سے مانع ہیں تاآنکہ ہمیں ان کا کامل احساس نہ ہو۔ ہمارے دل میں توبہ کا خیال پیدا نہ ہوگا۔ توبہ ہی سے ہمارے نفس کا تزکیہ اور علم الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ قرآنی دوزخ سے مقصود انسان کو روحانی مصائب کا احساس دلانا ہے۔ اور اس کے دل میں توبہ کا خیال پیدا کرنا ہے جس سے خداوند تعالےٰ کی شان رحیمی جوش میں آتی ہے۔ حالانکہ یہ ایک عارضی ذریعہ اصلاح ہے۔ لیکن جسمانی مصائب سے دل کی عقوبت، رنج، کہیں زیادہ روح فرسا ہے۔ جسمانی تکالیف کی ایک خاص حد ہوتی ہے لیکن روحانی تکلیفات میں اضافہ ہوتا رہتا ہے حتےٰ کہ انسان کا دماغ جملہ الائشات سے پاک صاف نہ ہو جائے۔ چونکہ خداوند کریم کی ذات رحیم ہے اس لئے اس نے ہمیں اس عذاب سے بچانے کے لئے پیشتر ہی خبردار کر دیا ہے۔

وہ طاقتیں جو انسان کو تکبر اور اسراف کی جانب مائل کرتی ہیں قرآن کریم کی رو سے شیطنت ہے قرآن کریم کی تعلیم ہے کہ ہمیں شیطان سے ہراساں نہیں ہونا چاہیئے۔ اخلاقی نقطۂ نگاہ سے ایک صورت میں اس کا وجود فائدہ سے خالی نہیں۔ اگر نیکی کی ضد بدی نہ ہو تو پھر نیکی ایک سہل الحصول شے ہے۔ اور لہٰذا اس سے متصف ہونا کوئی قابل فخر بات نہیں۔ قرآن کریم شیطنت کا منفی پہلو پیش کرتا ہوا ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ ہم یہ پہلو ختیار کریں

بلکہ اپنی توجہات کا مرکز ان طاقتوں کو گردانیں جو راجع الی اللہ ہیں۔ یعنی ملائکہ۔ ان طاقتوں سے متصف ہونے کے لئے ہمیں حتی الوسع اپنی دماغی قوتوں کو صرف کرنا ہے۔ ضروری نہیں کہ ہم ملائکہ کی حقیقت کی تحقیق میں کھوئے جائیں بے سود ہے۔ ہم تو آج تک بنی نوع انسان کی تاریخ سے بے خبر ہیں۔ حقیقت نفس الامر یہ ہے کہ ان مسائل پر نظریات قائم کرنا دنیاوی نقطۂ نگاہ سے کوئی چنداں مفید نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ہماری تخلیق کی مفصل تاریخ نہیں پیش کی محض اسی پر اکتفا کیا کہ کائنات ایک تدریجی ارتقا کا نام ہے۔ اور یہ کہ ہمارا جسمانی وجود بیرونی اصل زمین کا شرمندۂ احسان ہے سب سے پہلے انسان کے متعلق زیادہ تذکرہ نہیں آیا ہاں اس کے بیانے فطرت انسانی کی ممکنات اور لغزشات کا ذکر ہے۔

چونکہ آپ کے اندر خلوص ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ آپ سلامتی کی راہ ڈھونڈ ہی لیں گے مخصوصاً جبکہ آپ عبادت الٰہی میں مداومت کرتے ہیں۔ مقولہ ہے عبادت سے وہ باتیں حاصل ہو جاتی ہیں جو کہ خواب بھی نہیں دیکھ سکتے۔ آپ کی طبیعت ایسی ہی صاف ہے جیسی کہ ایک کامل مسلمان کی ہونی چاہئے۔ آپ کے خیالات اسلامی ہیں۔ رضا بالقضا کا نظریہ۔ یہی وہ تعلیم ہے جو جملہ بانیان مذاہب، حضرت نوح، حضرت کرشن، گوتم بدھ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیش کی۔ ان جملہ مقدس پیشواؤں کی تعلیمات و زندگیوں میں یہی اصول نظر آتا ہے۔ حضرتنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم المرسلین ہیں اور آپ کی مبارک زندگی اور مقدس تعلیمات زمانہ کی دستبرد سے محفوظ ہیں اس لئے آپ کے اصول کی پیروی زیادہ مناسب ہے۔ اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو قرآن کریم کا ایک نسخہ ارسال کر سکتے ہیں۔ آپ کو اپنے مستشرقانہ خیالات پر تو نہیں ہونا چاہئے ہمیں نیک دل مسیحیوں کو مشرقی دماغ رکھنا چاہئے (معاف کیجئے)، کیونکہ خود حضرت مسیح علیہ السلام مشرقی النسل تھے۔

آپ کا خیر اندیش۔ آفتاب الدین احمد۔ امام مسجد ووکنگ

نیٹ البانس

بجناب امام صاحب مسجد ووکنگ

جناب عالی! آپ کے مرسلہ لٹریچر کا بہت بہت شکریہ میں فی الحال اس کے مطالعہ میں مصروف ہوں۔ اگر مجھے کسی مزید اطلاع کی حاجت ہوئی تو میں آپ کی طرف رجوع کروں گا۔ امید ہے کہ خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہوگا۔ شکریہ۔

آپ کا عقیدت کیش۔

(دستخط) ای۔ ای۔ بی

شیفیلڈ ۔

جناب عزیز! گزشتہ جمعرات جب آپ شیفیلڈ میں وارد فرما تھے آپ نے مجھ سے چند اسلامی کتب ارسال کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ کیا آپ ازراہ کرم ایفائے وعدہ فرماتے ہوئے موعودہ کتب ارسال فرمائیں گے؟ مجھے ان کے مطالعہ کا ازحد اشتیاق ہے۔ پیشگی شکریہ۔ آپ کا وفادار:۔

(دستخط) اے۔ ایم۔ ایچ۔

مانچسٹر ۔

بجناب ہزایکسیلنسی شیخ حافظ وہبہ۔

جناب مکرم و معظم۔ حسب ذیل جسارت آمیز تحریر کی معافی چاہتا ہوں۔ چند معلومات حاصل کرنی چاہتا ہوں۔

میں برطانوی نژاد ہوں۔ مجھے ممالک خارجیہ سے ازحد دلچسپی ہے۔ بالخصوص میں آپ کے مذہب (اسلام) سے دلچسپی رکھتا ہوں۔ حالانکہ میں ایک کلیسائی فرد ہوں۔ میں نے قرآن کریم اور مذہب اسلام کا مطالعہ کیا ہے۔

کیا جناب عالی! مانچسٹر یا اس کے جنوبی علاقہ میں کوئی اسلامی گرجا (معبد) ہے اگر ہے تو مجھے ازراہ کرم نوازش اس کا مفصل پتہ ارسال فرمائیں۔ میں وہاں جانے کا مشتاق ہوں۔ درانحالیکہ مانچسٹر یا اس کے قرب وجوار میں آپ کے مذہب کی کوئی گرجا نہیں تو ازراہ کرم یہ فرمائیں کہ آپ کی کسی مذہبی جماعت کی رکنیت مجھے حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر یہ ممکن ہے تو میں اس جماعت کا اعزازی رکن ہونا چاہتا ہوں۔ مجھے قرآن کریم کا ایک نسخہ بھی درکار ہے۔ عرصہ ہوا میں نے اس کتاب مقدس کی کئی عبارتوں کا مطالعہ کیا تھا۔ مجھے کافی تسلی ہوئی ہے۔ خصوصاً حضرت مریم علیہا السلام اور مولود المسیح کے متعلق ان عبارات نے میرے خیالات میں کافی روشنی پیدا کی ہے مجھے یہ بھی علم ہے کہ آپ خداوند کائنات کی پرستش کرتے ہیں۔ اس کو اللہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ مہربانی فرما کر مجھے اوقات عبادات سے بھی مطلع فرمائیں۔ اگر آپ یہ اطلاعات بہم پہنچا سکتے ہیں تو بواپسی ڈاک میں جواب کا منتظر رہوں گا۔ اور آپ کے جواب باصواب کا شکرگزار ہونگا۔

آپ کا عقیدت کیش:۔ (دستخط)

(سی اے۔ این)

چرٹسی

عزیز مکرم امام صاحب! میں نے آج رومن کیتھولک کے پادری کو مطلع کر دیا ہے۔ کہ میرا مذہب اسلام ہے اور میں ایک مسلمان ہوں۔ یہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ اس کو میری تبدیلی مذہب کا علم ہو جائے۔ رومن کیتھولک کے پادری کے ماتحت چند اشخاص جن کو مریمی فوج کہتے ہیں کیتھولک افراد کی مردم شماری کرنے آتے ہیں۔ اس لئے میں نے اس سے کہدیا ہے کہ میں کیتھولک نہیں ہوں۔ یہ اشخاص لوگوں کو کلیسا میں جانے کی ترغیب دیتے ہیں میرا خیال ہے وہ یہاں بھی آئیں گے۔ غالباً مجھے ان سے کچھ جرح کرنی پڑے گی۔ بہرکیف میں نے تو اسلام ہی کی جانب داری کرنی ہے۔

آپکا عقیدت کیش:۔ ڈی۔ جے۔ کوٹ نیج۔

مندرجۂ ذیل اس خط کی نقل ہے جو میں نے کلیسائی نمائندہ (پادری) کو ارسال کیا تھا۔

جناب عالی!

کیتھولک افراد کی مردم شماری میں ازراہ کرم مجھے شامل نہ فرمائیں۔ میرے مذہبی خیالات میں تبدیلی واقع ہو چکی ہے۔ میرا موجودہ مذہب اسلام ہے اور میں ایک مسلمان ہوں۔

میں یہ خط اس لئے لکھ رہا ہوں تاکہ میری حالت واضح ہو جائے۔ کیونکہ میں یہ بیان بالتفصیل ان لوگوں سے بیان نہیں کر سکتا تھا۔ جو مردم شماری کی غرض سے میرے مکان پر تشریف فرما ہوں گے۔ معاف کیجئے۔

(آپ کا بہی خواہ۔ ڈی۔ جے۔ کورٹ نیج)

ٹرینیڈڈ۔ یو۔ ایس۔ اے۔

عزیز مکرم امام صاحب۔ گزشتہ چند سال سے میں تاریخ اسلام کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ میرے خیال میں اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ کیونکہ اس میں سیاسی، جغرافیائی اور معاشرتی امتیازات کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ اس کے پیرؤوں میں مفاہمت ہے۔ اسلام اقتصادی مساوات کی تعلیم پیش کرتا ہے اور اپنے دیموقراطی اصول کے ذریعہ اس نے اپنے متبعین کو ان امور کی اجازت دی ہے۔ جو بصورت دیگر سہل الحصول نہیں۔

مجھے مسلم احباب کے ہمراہ طعام نوشی کا شرف حاصل ہے۔ میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ متمول اور مفلوک الحال مسلمان ایک دسترخوان پر خورد و نوش کرتے ہیں۔ اور مساوات کا رنگ جھلکتا نظر آتا ہے۔

کسی اور مذہب میں میں نے ایسی مساوات، اداب اور مزید براں برادرانہ ماحول کا مشاہدہ نہیں کیا۔ اگر کبھی اپنے ملک میں میں آپ کی خدمت کے لائق سمجھا گیا تو بخوشی اس کی سرانجام دہی کے لئے کمربستہ ہوں گا۔ متعدد مواقع

پر میں نے سب مسلمانوں کی حمایت کی ہے اور ان کے خلاف اہانت آمیز اعتراضات کا رد کیا ہے۔ جب تک دم میں دم ہے میں اسلام اور ابن عبداللہ اور آمنہؓ کی حمایت اپنا فرض سمجھونگا۔

(آپ کا عقیدت مند:- سول فلپس)

لندن - ڈبلیو - ۸ -

عزیز امام صاحب! آپکی ضیافت جلیلہ کا از حد شکریہ۔ وہ جملہ حضرات جن کو عید الاضحیٰ کی تقریب سعید میں شمولیت کا شرف حاصل ہوا۔ نہایت شکر و امتنان کے جذبات لئے ہوئے ہیں۔ اس جلیل القدر تقریب کی شمولیت سے مجھے اور میرے احباب مسٹر اور مسز سپین کو نہایت مسرت ہوئی۔

آپ کے ناقابل فراموش خطبہ نے اخوت عامہ کی تحصیل کو ایک جدید روحانی اور عملی بنیاد قرار دیا۔ مجھے امید ہے کہ یہ خطبہ شائع ہوگا اور مسیحی دنیا میں کافی تعداد میں شائع ہوگا۔ کیونکہ مسیحی دنیا کے سامنے اسلام ایک بلند اور نہایت ضروری پیغام پیش کرتا ہے۔

آپ کے الفاظ میں جادو اور رفعت تھی۔ اس خطبہ کو سنکر ہمارے دل کافی متاثر ہوئے ہیں۔

دوبارہ شکریہ قبول فرمائیں۔ (آپ کا عقیدت کیش:- لوٹس ڈوڈلے)

ہمپسٹیڈ - لندن - این - ای - ۲۴۰ -

جناب عزیز اور برادر اسلام - السلام علیکم۔ مجھے افسوس ہے کہ گزشتہ اتوار کی تقریب میں شامل نہ ہو سکا۔ میں ایک راسخ العقیدہ مسلمان ہوں۔ امام صاحب کو میرا سلام نیاز مندانہ پیش کر دیجئے۔

میں آپ سے ایک واقعہ بیان کرتا ہوں جو درحقیقت نہایت معنی خیز ہے۔ میرا لڑکا جس کی عمر ۱۱ سال ہے لندن کے ایک چرچ سکول میں تعلیم پاتا ہے۔ ایکدن اس کے استاد نے اس سے دریافت کیا کہ تم کس مذہب کے پیرو ہو؟ اس نے اپنے تمام ہم جماعتوں کے سامنے نہایت بے باکی سے جواب دیا کہ میں مسلمان ہوں۔ جب اس سے وجہ دریافت کی گئی اس نے جواب دیا کیونکہ میرا باپ مسلمان ہے لہذا میں بھی مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ میں نے اپنے لڑکے سے کہا ہے کہ تم مسلمان ہونیکے شرف کو قائم رکھو۔ اس کے قبول اسلام کی خواہش پر میں نے اسے اس عہد کے صحیح مفہوم سے آشنا کیا۔ جس سے اسے آئندہ زندگی میں سابقہ پڑے گا۔ اس واقعہ سے مجھے معلوم ہوا کہ بچوں پر والدین کا کیا اثر ہوتا ہے۔ مجھے امید ہے یہ میلان ایک بیج ہے جو آہستہ آہستہ ایک درخت کی شکل اختیار کرے گا۔

(آپ کا دوستدار کیش:- ولیم - بی - موشم)

خطبہ

لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتب والنبیین۔ واٰتی المال علٰی حبہٖ ذوی القربٰی والیتٰمٰی والمسٰکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصابرین فی الباساء والضراء وحین الباس ط اولٰئک الذین صدقوا ط واولٰئک ھم المتقون ○ (ترجمہ)

کچھ سارا کمال اسی میں نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق کو کر لو یا مغرب کو لیکن کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر یقین رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتب پر اور پیغمبروں پر اور مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردن چھڑانے میں اور نماز کی پابندی رکھتا ہو اور زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہو۔ اور جو اشخاص اپنے عہدوں کو پورا کرتے ہوں جب عہد کریں اور وہ لوگ مستقل رہنے والے ہوں تنگدستی میں اور بیماری میں اور قتال میں۔ یہ لوگ ہیں جو سچے ہیں اور یہی لوگ ہیں جو متقی ہیں۔ (البقرہ ۲: ۱۷۷)

آیت بالا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان اعتراضات کے جواب میں نازل ہوئی تھی۔ جو بجائے بیت المقدس کے مکہ معظمہ کو قبلہ بنانے پر یہودیوں نے پیدا کئے تھے۔ مولوی آفتاب الدین احمد صاحب نے مسجد ووکنگ میں مورخہ ۱۰ اساہ حال کو مضمون ہذا پر ایک بصیرت افروز خطبہ ہدیہ سامعین کیا۔ فاضل امام صاحب نے مسئلہ کے عمیق پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

فاضل مقرر کے قابل ستائش انداز بیان کے بموجب آیت بالا کے مختلف حصص کی بالتشریح صراحت کی گئی۔ ابتدا میں امام صاحب نے مذہب کے مقدمات اور محض تمثیلات میں فرق بیان فرمایا۔ آیت بالا کے مضمون زیر بحث میں ظاہری اور باطنی دونوں پہلو ہیں۔ المختصر قبلہ رو نماز سے مقصود مذہبی احساسات میں مرکزیت قائم کرنی ہے۔ امام صاحب نے نماز کے ان مختلف اوضاع کا بیان کیا جن کا حکم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باطنی احساسات کی ظاہری نمائش کے لئے صادر کیا ہے۔

امام صاحب نے ان یہودی اعتراضات سے اغماض نہیں کیا۔ جن کا سطور بالا میں حوالہ ہے آپ نے

فرمایا کہ مکہ معظمہ بیت المقدس سے کہیں قبل مذہبی مرکز رہا ہے۔ قدیم الایام سے کعبہ کو وحدانیت کے گھر (خانہ خدا) کے نقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ضمناً آپ نے فرمایا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا خانہ کعبہ سے بتوں کو مسمار کرنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے اور بعدہٗ حضرت آدم علیہ السلام سے آپ کا صلبی تعلق ثابت کرتا ہے۔ اس مشہور و معروف آیت کے آخیر حصہ کی طرف آتے ہوئے اور اعمال حسنہ کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے امام صاحب نے بالتفصیل خدا، قیامت، ملائکہ، کتب الہامی اور انبیا علیہم السلام پر ایمان کا بیان کیا۔ فاضل مقرر کے بیان کو مندرجۂ ذیل طور پر مختصراً پیش کیا جاتا ہے۔

ملائکہ

ان کو بدی کی طاقتوں کے مقابلہ میں نیکی کی قوتیں سمجھنا چاہئیں۔ ملائکہ پر ایمان کو ما فوق البشر مخلوقات پر ایمان نہیں خیال کرنا چاہیئے۔

الہام

الف۔ انسان کو الہامی ہدایت کی ضرورت ضرور لاحق ہوتی ہے۔ (ب) کسی زندہ مخلوق کے ذریعہ الہام کا ظہور ہونا چاہیئے (ج) وہی ہستیاں ہماری ہدایت کا موجب ہو سکتی ہیں جو ہماری طرح انسانی صفات سے متصف ہوں (د) اس نقطۂ نگاہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ مسیحی احباب مسیح ناصری کو صفات الوہیت سے منسوب کر کے ان کی رہنمونی اور ہدایت سے محروم ہیں۔ اس ضمن میں امام صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال پیش کی اور فرمایا کہ وہ ہر صورت سے ایک انسان تھے۔ صرف فرق یہ تھا کہ ان پر الہام باری تعالیٰ نازل ہوتا تھا خداوند قدوس نے عامۃ الناس اور ایک واجب التعظیم پیغمبر کے درمیان صرف یہی امتیازی خلیج حائل کی ہے۔

انبیاء

ہر زمانہ میں یہ ضروری سمجھا گیا کہ خداوند کریم کی جانب سے انبیاء مبعوث ہوں۔ بنی اسرائیلی انبیاء کے علاوہ یہ اسلام کا ایک طغرائے امتیاز ہے اور فی الحقیقت اس کی عالمگیریت کی ایک بین دلیل ہے۔ کہ اس نے ان جملہ انبیائے سابقہ کی نبوت کا اقرار کیا ہے۔ جو وقتاً فوقتاً مختلف اوقات میں مختلف ممالک کے اندر غلط کار بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے۔

مسجد ووکنگ میں آئے دن ووکنگ مسلم مشن کے اراکین کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ زائرین ڈورنزار

کے مقامات سے بکثرت تشریف لاتے ہیں۔ قبول اسلام کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ عیدین میں غیر مسلم زائرین کا ازدحام ہوتا ہے یوں ہر ہفتہ بھی کافی زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ غیر مسلم زائرین کے دلوں میں یہ عالمگیر اخوت کے مناظر پیش کرنے والے مظاہر اسلام کی عزت و مکرمت پیدا کرنے کے موجب ہوئے ہیں۔

ایک ہفتہ وار تقریر

الہام کے عنوان پر ایک ہفتہ ہوا امام صاحب نے نہایت بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ مادی تہذیب میں روز افزوں ترقی سے حکمت و مذہب کے طالب علموں نے جن میں کثیر تعداد ان حضرات کی ہے جو آزاد خیال طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک غیر معمولی بیان پیش کیا ہے اور وہ یہ کہ بنی نوع انسان کے مہذب افراد اخلاقی حیثیت سے کافی ترقی حاصل کر چکے ہیں۔ انہیں الہام کی ضرورت نہیں۔ اس ذہن اور آزاد خیال جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ الہام کی موجودہ زمانہ میں چنداں ضرورت لاحق نہیں اور خصوصاً مہذب طبقہ کو تو اس کی مطلق ہی احتیاج نہیں کہا جاتا ہے کہ انسانی جماعت کو بیرونی ہدایت کی ذہنی اور اخلاقی ارتقا کے ادنے مدارج میں حاجت پیش آتی ہے جواباً امام صاحب نے ایک نہایت برجستہ تمثیل پیش کی۔ ازیں قبیل آزاد خیال افراد ان اشخاص کے مشابہ ہیں جو حالانکہ صریحاً جانتے ہیں کہ الہام کے خورشید کی جہانتاب روشنی ایک عالم کو منور کئے ہوئے ہے لیکن وہ شمع کی دھندلی چمک پر قانع ہیں۔ مزید بران امام صاحب نے اس آزاد رو طبقہ کے بیانات کا بطلان کیا اور فرمایا کہ بنی نوع انسان میں اخلاقی عنصر خود ذات باری سے منتقل ہوتا ہے۔

الہام کے موضوع پر تقریر فرماتے ہوئے آپ نے الہام کو اقسام ثلاثہ پر منقسم کیا۔ اوّلاً امام صاحب نے فرمایا وحی ہوتی ہے۔ جس کا انگریزی میں ترجمہ "Revelation" کیا جاتا ہے۔ اس لفظ کا مفہوم "راغب" نے پیش کیا ہے۔ اس کے نزدیک وحی ایک تجویز ہے جو بیرون سے انسانی دماغ میں القا کی جاتی ہے اس کو روشنی کی چمک سے نسبت دے سکتے ہیں یا ایک غیر متوقع جھلک جو بظاہر ایک لاینحل دشواری کا حل کر دیتی ہے۔ ثانیاً ایک اور الہام کی قسم ہے۔ جو امام صاحب کے نزدیک پس پردہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس الہام میں رویائے صادقہ، روحانی مکاشفات شامل ہیں۔ ان سے بھی بعض اوقات امور غیب کا علم حاصل ہو جاتا ہے سب سے زیادہ اہم اور سہل الیقین الہام یقینی وہ پیغام ہے جو ایک خارجی طاقت کی وساطت سے ظہور پذیر ہوتا ہے جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الہامات بذریعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام۔ اس ضمن میں امام صاحب نے

سامعین کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کی کہ جملہ الہامی کتب میں قرآن کریم ہی ایسی کتاب مقدس ہے جو ایک قابل یقین اور پختہ الہام کا بجا دعوےٰ کر سکتا ہے۔

ضرورت الہام کے سلسلہ میں ایک بین دلیل یہ تھی کہ اخلاقی حس مختلف ممالک میں مختلف اوقات کے اندر کافی حد تک متغیر رہی ہے۔ علاوہ بریں انسانی اطوار عموماً روبہ تبدل رہے ہیں۔

مسٹر ایچ جی ویلز کا اسلام پر اظہار خیال

مستقبل اسلام پر استطرادی اظہار خیال غیر موزوں نہ ہوگا۔ متحارب مسیحیین کی بود کا خیال عالم سے نابود ہو چکا ہے مسیحی پروپاگنڈہ کے ادعائی آثار باقیات نخادیق بلقان میں مدفون ہیں۔ لاطینی اقتدار کے زیر اثر آج افریقائی یکجہتی تبلیغی یورش کے منافی ہے۔ مستقبل میں افریقہ جملہ مذاہب کا جولانگاہ ہوگا۔ اور حبشی قوم کی نظر انتخاب میں اس مذہب کو شرف قبول حاصل ہوگا۔ جو اس کی مقتضیات کے عین موافق ثابت ہو۔ وہ مذہب ذی اعتماد اور لائق کی ناقب رائے میں اسلام ہے اور اس مذہب کے پروپاگنڈہ کا اصل علمبردار عرب ہے۔

ہر دو فرانسیسی اور برطانوی افراد عربی تمدن کی نشاۃ ثانیہ کے خواہاں ہیں۔ جرمن کو اگر خواہش ہے شوق سے ترکی زبان میں استعداد حاصل کرے۔ افریقہ اور مغربی ایشیا میں آج عرب کے زیر سایہ ایک از سر نو زندہ اسلام کا جلیل القدر مستقبل درخشاں نظر آتا ہے۔ قسطنطنیہ وہ ضمیر فروش آبی شہر جو پایاب پانی میں "ایسناتھ" کی طرح مٹھیا معلوم ہوتا ہے۔ اس نے ہر آئندہ و روندہ کی پیشانی پر کلنگ کا ٹیکہ لگایا ہے۔ اس نے اسلام کی تضعیف کی ہے لیکن ترکی اسلام اور عربی اسلام متبائن ہیں۔ رفتار زمانہ کا یہ ایک انداز ہے۔ بے شک عبرانی اور یونانی تہذیب و تمدن کے بالمقابل عربی ثقافت و مدنیت کا استخفاف ہمارا شیوہ رہا ہے۔ دراصل ہمارے علوم مثلاً علم ہندسہ موجودہ علم ریاضی اور علم کیمیا اسلامی تمدن کے شرمندۂ احسان ہیں۔ برطانیہ مصر میں دار العلوم اسلامیہ کے قیام کی تجویز پیشتر ہی پختہ کئے ہوئے ہے۔ لیکن ہنوز یہ متغیر صورت حالات باب المعدن پر آلہ جر ثقیل کی ضرب اول ہے۔ انگریزی، فرانسیسی، روسی، عربی، ہندوستانی، ہسپانوی۔ اطالوی، یہ دنیا کی وہ السنہ متعارفہ ہیں جن سے بظاہر محال تا معاہدہ امن کو مدنظر رکھتے ہوئے تہذیب و تمدن کا مستقبل وابستہ ہے۔ کوئی ملک ان متذکرہ بالا السنہ سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔ بہ لحاظ اہمیت میں کہونگا۔ برطانیہ ہندوستانی زبان (اردو) امریکہ روسی ہسپانوی

زبان، فرانس، بلجیم اور اطالیہ عربی زبان کی محتاج ہیں۔ یہ ہدایات ہیں جن میں ان اقوام کو السنہ بالا کے فہم و درک کے فرض سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ موقعہ و محل کی صراحت لایعنی ہے۔ عارضی پستی میں ڈوبی ہوئی اقوام اور تہذیب کی تنفیر کا رویہ نہایت غیر معقول اور شر انگیز حماقت ہے۔ یہ شیوہ ہمارے مستقبل کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیتا ہے۔ برطانوی افراد کی نظر سے جب کسی حواس باختہ ہمدرد وطن جرمن کی یہ تحریر گزرے کہ ٹیوٹن، اطالوی اور یونانی اقوام سے فائق ہیں۔ اور وہ اطالوی اور یونانی اقوام جن کی بدولت اروپائی تہذیب میں کئی اہم امور کا اضافہ ہوا ہے تو وہ اس عام رویہ کی بیہودگی پر صاد کرینگے۔ برطانوی اور امریکائی کتب میں بھی ایشیائیوں کے متعلق ہرزہ سرائی کی گئی ہے۔ اور کیا فرانس کی تباہ حالی کے متعلق صرف جرمنی ہی میں نہیں بلکہ انگریزی اور فرانسیسی میں زہر نہیں اگلا گیا تھا۔ البتہ ہم جلد جلد رو بہ اصلاح ہیں۔ تیس (۳۰) سال گزرے جب میں لندن میں ایک طالب علم تھا۔ ہم جاپان کا مضحکہ اڑایا کرتے تھے۔ کامک اوپرا (مزاحی ناٹک، مکیڈو) میں تاحال آئندہ نسل کی تفریح طبع کے لئے وہ حماقت مآب حصہ شامل ہے۔ اور آج عرب اور مذہب اسلام کے محاسن سے اغماض کیا جاتا ہے نہایت نامنصفانہ رویہ ہے۔ اسلام ایک اظہر من الشمس مذہب ہے اس کی جامع اور وسیع تعلیمات بلند اور سادہ ہیں۔ اسلام نائیجیریا سے چین تک نہایت آب و تاب سے روشن ہے۔ البتہ قسطنطنیہ کے قرب و جوار میں اس کی روشنی پھیکی پڑ گئی ہے۔ فرانسیسی، اطالوی اور برطانوی اقوام کو عرب اور اسلام سے سروکار ہے۔ جہاں صحرا ہیں وہاں عرب ہیں۔ ان کا تمدن ہرگز تباہ و برباد نہ ہوگا۔ اور نہ اس کا خمیر مایہ مغربیت سے آلودہ ہوگا۔ د Allies) انصار یہ معاونین جن کو امن عامہ کی فکر دامنگیر ہے۔ ان کو اہل اسلام سے مصالحت کرنی پڑے گی۔ فرانسیسی اور عربی تمدن کے باہمی ارتباط کو لازمی قرار دیتے ہوئے میرے دماغ میں موجودہ عرب نہیں بلکہ وہ عرب جو مستقبل میں از سر نو زندہ ہوگا۔ ایشیائے کوچک میں واقعات کا تغیر عثمانی حکومت کا انحلال، حملہ فرات اروپائی اقتدار کے زیر اثر میسوپوٹامیہ کی احیا کا پیش خیمہ ہیں۔ تیرھویں صدی میں ہلاکو کی منگول افواج نے جن ذرائع آبپاشی کو تباہ کیا۔ پھر از سر نو قائم کئے جائینگے۔ مقامی رسم الخط رہے گا۔ میسوپوٹامیہ کی جدید آبادی نہ اروپائی ہوگی نہ ہندی۔ یہاں عربی زبان بولی جائے گی اور عرب کے قبضہ میں مطیع ہوگا۔ اسلام میں ایک جدید ذہنی تحریک، ایک از سر نو زندہ بغداد ایسی ہی اٹل ہے جیسے سنہ ۱۹۵۰ء۔

تفصیل آمد دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور - بابت ماہ اپریل ۱۹۳۷ء

تاریخ	نمبر کوپن	اسمائے معطیان	پائی	آنہ	روپیہ
۱	۲۸۰۵	جناب عبدالجبار صاحب مشن			۱۰
۲	۲۸۱۳	،، خان بہادر شیخ منہاج الدین ،،			۱۰
،،	۲۸۱۴	،، ایس ایس احمد اسکوائر ،،			۱۰
۳	۲۸۲۱	،، برکت علی صاحب ،،			۵
۵	۲۸۴۵	،، محبوب علی صاحب ،،			۲۴
۷	۲۸۵۰	،، عبدالحق صاحب ،،			۱۱
،،	۲۸۸۱	،، عمر محمد صاحب براے مفت تقسیم لٹریچر			۱۰
،،	۲۸۸۲	،، کرم الٰہی صاحب قریشی - مشن			۱۰
۸	۲۹۰۰	،، محمد بوسعید صاحب ،،			۱۰
۹	۲۹۱۰	،، انتظار علی صاحب عباسی ،،			۲۵
۱۲	۲۹۴۹	،، الحاج خان بہادر محمد غازی چودھری صاحب ،،			۱
۱۴	۲۹۵۸	،، عبدالکریم صاحب ،،			۵
،،	۲۹۶۰	،، شیخ محمد اسمعیل صاحب ،،			۴۰۰
۱۵	۲۹۶۵	جنابہ سعیدہ نذیر صاحب ،،			۶۰
۱۶	۲۹۷۷	جناب محمد حفیظ صاحب ،،			۱۰۰
۱۷	۲۹۸۴	،، ڈاکٹر برکت علی صاحب ،،			۲۰
،،	۲۹۸۵	،، مولوی محمد اظہر الحق صاحب ،،			۴
۱۹	۲۹۹۱	،، حاجی عثمان صاحب و ،، حاجی عبدالکریم صاحب ،،		۸	۷۳
،،	۲۹۹۲	،، ڈاکٹر جعفر حسین صاحب ،،			۱۰
،،	۲۹۹۳	،، خانصاحب حاجی منشی انعام علی صاحب ،،		۱۲	۷
۲۰	۳۰۰۱	،، محبوب خاں صاحب ،،			۳
۲۲	۳۰۰۷	،، ظرافت ایڈیٹر خانصاحب براے مفت تقسیم لٹریچر			۲۵
۲۷	۳۰۲۰	The amount received through Behjet Zade Mohd Sabri, Nicosia Cyprus			
		His Eminence Mohd Hakki £1-10-0			
		Mohd Munir Baig £1-0-0			
		Al. Hady Munir £1-0-0			
		Kh. Mustafa Fethi £1-0-0			
		Hafiz Shafiq £1-0-0			
		Mohd Saad £0-10-0			
		Koufi Tahir £0-3-0			
		Mustafa Gullaka £0-2-0			
		Hasan £0-1-0			
		B.Z. Md. Sabri £0-10-0			
		£ 6-16-0 Vide Coupon 3020	۶	۲	۸۹
۳۰	۳۰۲۹	محمد بوسعید صاحب			۱۰
		فروخت رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ اپریل ۱۹۳۷ء	۶	۵	۷۴۸
		فروخت رسالہ اشاعت اسلام بابت ماہ اپریل ۱۹۳۷ء			۷۰
		فروخت اخبار ووکنگ گزٹ بابت ماہ اپریل ۱۹۳۷ء			۸۵
		فروخت کتب بابت ماہ اپریل ۱۹۳۷ء		۱۱	۸۰
		واپسی پیشگی از مرزا عبدالحق و منشی امانت محمد صاحب	۶	۹	۲۴
		واپسی پیشگی از ووکنگ مسجد	۰	۱	۱۵۴۳
		آمد در مسجد ووکنگ بابت ماہ جنوری و فروری و مارچ ۱۹۳۷ء ۱۱۹-۱۳ پونڈ		۱	۱۵۸۷
		قرضہ از سرمایہ محفوظ		۱۰	۶۶۶
		میزان			۵۷۳۸-۷-۶

تفصیل آمد مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو

تاریخ	نمبر کوپن	اسمائے معطیان	پائی	آنہ	روپیہ
۱۰	۲۹۳۰	مسٹر عنایت اللہ صاحب			۱۰
	۲۹۳۵	جناب چودھری محب اللہ صاحب			۵
۱۴	۲۹۶۲	،، محمد حمید اللہ صاحب گورکھپوری			۵
۱۶	۲۹۷۸	،، خان بہادر میاں الحاج عبدالعزیز صاحب			۱۰
۱۹	۲۹۹۶	ایم الیف منشی			۵
۲۴	۳۰۱۸	،، ایم جمال محمد صاحب			۵
		میزان			۴۰-۰-۰

تفصیل اخراجات دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور - بابت ماہ اپریل ۱۹۳۷ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۳	۱۸۲	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل - محصول ڈاک از نمبر ۲۹۴۲ تا ۳۰۶۵ کتب خرید کردہ برائے فروخت تار کتابت رسالہ اشاعت اسلام بابت ماہ فروری علے الحساب کتب برائے دفتر لاہور کرافٹ پیپر برائے لپیٹنے آرٹ پیپر برائے فوٹو بل بجلی کاغذ برائے گزٹ سٹیشنری - لفافے - سیاہی - فائل متفرق ترجمہ برائے اشاعت اسلام ۶ - ۱۵ - ۱۵۲	۶	۱۵	۱۵۲
״	۱۸۳	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل :- محصول ڈاک از نمبر ۳۰۶۶ تا ۳۱۸۷ کتب خرید کردہ برائے فروخت متفرق اخراجات ۹ - ۳ - ۱۹۳	۹	۳	۱۹۳
״	۱۸۴	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل :- محصول ڈاک از نمبر ۳۱۸۸ تا ۳۴۱۴ سٹیشنری - فائل - لفافے - کاربن کتب برائے دفتر لاہور کتب خرید کردہ برائے فروخت تار موسمی اخراجات کاغذ ریپر برائے اسلامک ریویو کتابت اشاعت اسلام بابت ماہ مارچ علے الحساب متفرق اخراجات ۹ - ۸ - ۲۹۱	۹	۸	۲۹۱

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۳	۱۸۵	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل .- محصول ڈاک از نمبر ۳۴۱۵ تا ۳۶۴۴ کتب خرید کردہ برائے فروخت کاغذ ۴ رم برائے اشاعت اسلام کتابت اشاعت اسلام بقایا از ماہ مارچ ۱۹۳۷ء تار برائے "تجدید تبہ" اسلام ترجمہ اشاعت اسلام ایک رم کاغذ برائے دفتر سٹیشنری پنسلیں - سیاہی پنسل ربڑ متفرق اخراجات ۹ - ۱۵ - ۲۹۸	۹	۱۵	۲۹۸
״	۱۸۶	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل :- محصول ڈاک از نمبر ۳۶۴۵ تا ۳۸۴۴ واپسی امانت تار پروف ریڈنگ اسلامک ریویو بابت ماہ جنوری ۱۹۳۷ء سٹیشنری لفافے سیاہی کتابت اشاعت اسلام بابت ماہ اپریل ۱۹۳۷ء علے الحساب ½ آرٹ پیپر ایک رم فل سکیپ متفرق اخراجات ۶ - ۹ - ۲۱۷	۶	۹	۲۱۷
	۱۸۷	کرایہ دفتر و گودام برائے کتب بابت ماہ جنوری ۳۷ء			۴۵
	۱۸۸	کرایہ دفتر و گودام کتب فروری ۳۷ء			۴۵
	۱۸۹	میسرز معراج دین جلد ساز جلد بندی اسلام ٹو ایسٹ اینڈ ویسٹ اور اسلامک ریویو بابت ماہ اگست ستمبر ۳۶ء و اشاعت اسلام بابت اگست ۳۶ء		۱۳	۱۲۶
	۱۹۰	میسرز معراج الدین جلد ساز جلد بندی اسلامک ریویو بابت ماہ اکتوبر ۳۶ء و اشاعت اسلام بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۶ء - اور نبوت کا ظہور اتم -			۲۸

تفصیل اخراجات دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور۔ بابت اپریل ۳۷ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۳	۱۹۱	میسرز محمد رضا جلد ساز جلد بندی God and His Attributes		۱۲	۴۶
	۱۹۲	پیشگی سفر خرچ ایجنٹ مشن برائے ملتان			۲۵
	۱۹۳	״ ״ ״ پشاور			۴۰
	۱۹۴	میسرز نیو یونین پریس سرورق اشاعت اسلام ستمبر ۱۹۳۶ء و اکتوبر ۱۹۳۶ء و طباعت Beauties of Islam		۸	۳۴
	۱۹۵	میسرز ملٹن پریس برائے طباعت چیٹس اسلامک ریویو کلینڈر ۳۷ء و فوٹو برائے ״ ״ لیٹر ہیڈ۔ کارڈ وغیرہ			۳۱
	۱۹۶	میسرز فوٹو آرٹ کمپنی بلاک برائے اسلامک ریویو		۱۲	۱۸
	۱۹۷	میسرز کمرشل یونین پریس طباعت چیٹس اسلامک ریویو۔ سرکلر۔ کارڈ وغیرہ		۱۴	۱۷
	۱۹۸	میسرز رپن پرنٹنگ پریس طباعت ضمیمہ اسلامک ریویو اگست ۳۶ء و طباعت رجسٹر اسلامک ریویو		۴	۲۹
	۱۹۹	میسرز رپن پرنٹنگ پریس طباعت Muslim Conception of Worship ، Hand Bill ، اڈیل پروفٹ۔ لیٹر ہیڈ۔ کارڈ ، ریپر برائے گزٹ		۸	۵۱
	۲۰۰	میسرز ملٹن پریس طباعت God and His Attributes		۸	۴۸
	۲۰۱	میسرز این سی کوٹل: کاغذ برائے رہبر اسلامک ریویو ۴ ریم [illegible] ؛ ۱ ریم کاغذ برائے مسلم کونسیشن آف [illegible] ؛ ۵ ریم سفید کاغذ اسلامک ریویو [illegible] ؛ ۱ ریم سفید برائے چیٹ اسلامک ریویو [illegible] — ۵۹-۱۳-۹	۹	۱۳	۵۹
	۲۰۲	میسرز کلکتہ آرٹ پرنٹنگ ورکس طباعت فوٹو اسلامک ریویو و سرکلر			۲۶
	۲۰۳	میسرز کلکتہ آرٹ پرنٹنگ ورکس طباعت فوٹو اسلامک ریویو	۰	۰	۲۳
۴	۲۰۴	سفر خرچ ایجنٹ مشن در سفر ملتان اندر لیج نامہ	۶	۹	۲۴
	۲۰۵	تنخواہ عملہ مسجد ووکنگ اگست و ستمبر ۳۶ء		۱	۱۵۴۴
	۲۰۶	پیشگی بذریعہ تار، زر مسجد ووکنگ		۵	۳۳۳
	۲۰۷	״ ״ ״		۵	۳۳۳
	۲۰۸	تنخواہ سکرٹری صاحب ٹرسٹ از نومبر ۳۶ء تا مارچ ۳۷ء (۵ ماہ)		۱	۹۱۴
	۲۰۹	تنخواہ عملہ دفتر لاہور بابت ماہ جنوری ۳۷ء		۶	۲۴۲
	۲۱۰	״ ״ فروری ״		۶	۲۵۷
	۲۱۱	״ ״ مارچ ״		۶	۲۵۷
	۲۱۲	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل:- محصول ڈاک از نمبر ۳۸۰۵ تا ۳۹۰۷ [illegible] ؛ سٹیشنری لفافے سیاہی [illegible] ؛ پروف ریڈنگ اسلامک ریویو بابت ماہ فروری ۱۹۳۷ء [illegible] ؛ کتابت اشاعت اسلام بابت ماہ اپریل ۱۹۳۷ء [illegible] ؛ کتب خرید کردہ برائے فروخت [illegible] ؛ متفرق اخراجات [illegible] — ۲۸۴-۱۰		۱۰	۲۸۴
	۲۱۳	کرایہ دفتر سٹور برائے کتب بابت ماہ مارچ			۴۵
	۲۱۴	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل: محصول ڈاک از نمبر ۳۹۶۸ تا ۴۰۷۹ [illegible] ؛ طباعت ایجنڈا و کاغذ [illegible] ؛ ۳ ریم کاغذ برائے رہبر اسلامک ریویو [illegible] ؛ سٹیشنری لفافے و سیاہی [illegible] ؛ تاریں [illegible] ؛ طباعت ایجنڈا و بقایا از ماہ اپریل [illegible] ؛ کتب خرید کردہ برائے فروخت [illegible] ؛ متفرق اخراجات [illegible] — ۱۲۷-۱۳-۹	۹	۱۳	۱۲۷
۲۴	۲۱۵	میسرز این سی کوٹل ۷ ریم کاغذ برائے اپیل مشن و فادم سوسائٹی	۹	۱۲	۳۲
	۲۱۶	پیشگی در مسجد ووکنگ از آمد در مسجد ووکنگ بابت ماہ جنوری و فروری و مارچ ۱۹۳۷ء		۱	۱۵۸۷
		میزان: ۷۸۲۷—۱۵—۰			

مسجد ووکنگ میں آجاتے ہیں۔ نماز و خطبہ عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے۔ (۵) رسالتمآب حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کئے جاتے ہیں (۶) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نومسلم زائرین آتے ہیں ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر انتظام [illegible] کی ایک جماعت لنڈن میں "**برطانیہ عظمیٰ کی مسلم سوسائٹی**" کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

(۵) **مشن کے آرگن**۔ اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس [illegible] وقت یہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی اسی قدر مشن کی بہتری تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۶) **مشن کے تاثرات**۔ (۱) مشن کی اکیس سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اخوان و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ امراء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ [illegible] علم طبعیات تاجر۔ مغربی مستشرقین و فوجی شہرت کے نومسلمین ہیں۔ یہ نومسلمین نماز پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں بعض نے حج [illegible] کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا ترجمہ روزانہ مطالعہ کرتے ہیں چند ایک [illegible] ان میں سے تبلیغ اسلام کی جد و جہد میں عملاً حصہ لیتے ہیں۔ (۲) ان اکیس سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسالے۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ (۳) مشن کی اشاعت سے یورپین [illegible] نہایت [illegible] پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں ان کا زیادہ تر رجحان مذہب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ (۴) [illegible] مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ میں اب دشمنان اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔ مشن کی اکیس سالہ تبلیغی خدمات نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک رواداری کی فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی [illegible] ووکنگ کی مسلم اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا [illegible] دن تانتا بندھا رہتا ہے جو مسلم ہونے سے قبل احباب اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کرنے کے بعد مختلف مسائل کے استفسار کرتے ہیں۔ وہ آخرکار اپنے شک و شکوک کو رفع کرنے کے بعد اعلان اسلام کا فارم پر کر کے [illegible] مسجد ووکنگ انگلستان [illegible] مع اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلان اسلام مع انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) **انگلستان میں اشاعت اسلام مسلمانوں کی سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ ہے** قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعت اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ بچہ اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے اس ساری سرگرمی کی تہہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعت اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہو رہے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بطور تجربہ اختیار کریں۔ اگر بالفرض ہم آئندہ دس سال میں انگلستان میں بیٹھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جد و جہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبران سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجکر انگریزی قوم کو اپنا ہم آواز کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضہ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے دو ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں لیکن انگریزی قوم میں **اشاعت اسلام** ہمارا اولین نصب العین ہونا چاہیئے۔

(۸) **ووکنگ مسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے** دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کل مسلمانان عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر اب ایک حقیقت بن چکی ہے [illegible] اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے اس تحریک کے ذریعہ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی [illegible] تبلیغی [illegible] اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک [illegible] جاذب عالم اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے یہ مشن تمام مسلمانان عالم کا واحد مشن ہے [illegible] فرقہ [illegible] اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں اس کے ذریعہ یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ [illegible] غیر فرقہ وارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں [illegible] کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائن۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ [illegible] سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ [illegible] شام [illegible] و مغربی امریکہ کے مسلمان بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں

(۹) ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے: (۱) بحیثیت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا رہے (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کار خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریک خریداری فرمائیں سالانہ چندہ ۷ روپیہ ہے (۵) یورپ امریکہ اور دیگر انگریزی دان غیر ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں اس کا حلقہ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ ۴ روپیہ ہے اور ممالک غیر کے لئے ۶ ہے (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خرید یں۔ یورپ و امریکہ کے غیر مسلموں میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخل حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ ان تک پہنچتا ہے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں مسیحی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتہ موجود ہیں جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جا سکتا ہے اور اس کی ترسیل کی رسید ڈاک خانہ کے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاتی ہے۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک واحتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں جن میں بارہ سو کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہو جاتا ہے نماز وخطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ یعنی قریباً ۲۰۰۰ روپیہ کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زر کثیر صرف ہوتا ہے جس میں کوئی نہ کوئی نو مسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کرتے ہیں۔ یورپین احباب کو شخصیت کامل سے روشناس کراتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک معتدبہ حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رو سے اشاعت اسلام کا کام زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانہ عید میں اس کار خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عید قربان کے روز قربانی کی کھالیں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاک خانہ میں جمع ہو تو اس کا سود اشاعت اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں علماء کرام نے اس کے متعلق فتوے دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سود صرف ہو سکتا ہے اگر آپ سود نہ لیں تو روپیہ بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ والے نہ چھوڑیں گے تو اسلام کی اشاعت وحمایت کی بجائے یہ رقم دشمنان اسلام کے ہاتھ چلی جاوے گی جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کریں گے (۱۴) بہترین نذر نیاز۔ صدقہ خیرات۔ زکوٰۃ کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

(۱۰) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ (ریزرو فنڈ) ایک کامل نظام کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اس کے پاس منقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام اکیس سال سے باحسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کر رہا ہے مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ و قائم رکھنے کے لئے عہدہ داران کمیٹی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ کا سرمایہ محفوظ میں جمع کیا جائے اس دس لاکھ روپے کو بنک میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم ہمت کرے تو کوئی مشکل بات نہیں اس سرمایہ کے برآمد ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ ورنہ ان کی قومی امداد کی ہمت سے ہمیشہ کیلئے نیاز ہو کر آئندہ کیلئے بسی جب تک کہ مرکز کا بیالیس لاکھ مسلم بھائی دس لاکھ روپیہ جمع کریں اس کار خیر میں ضرور حصہ لیجئے

(۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم ونسق یہ مشن ایک رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام ہے۔ ٹرسٹ جس کے ٹرسٹیز ممبران منتخبہ ہیں کی امانت و دیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار مجالس کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔ (۱) بورڈ آف ٹرسٹیز (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ (۳) لندن میں مسجد ووکنگ انگلستان کے مشن کی ایڈوائزری کمیٹی (۴) لٹریری کمیٹی جو کتب کی طباعت واشاعت کی نگرانی کرتی ہے۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت۔ کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے

(۱۲) مشن کا مالی انتظام (۱) مشن کی جملہ رقوم جو باہر سے آتی ہیں تین کارکنان مشن کی موجودگی میں وصول ہو کر رجسٹرات آمد میں چڑھ کر ان ہر سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں چلی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلقہ دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان۔ امپرسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکرٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں (۳) آمد وخرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں (۵) چیکوں پر تین عہدہ داران ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد وخرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کر دی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بیلنس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۱۳) ضروری ہدایات ۔ (۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط وکتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور پنجاب ہونی چاہیئے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتر دی ماسک ووکنگ۔ سرے انگلینڈ ہے۔
Address in England – The Imam, The Mosque Woking, Surrey, England

(۵) بنکرس۔ لائیڈ بنک لمیٹڈ لاہور و لنڈن ہیں۔ (۶) تار کا پتہ "اسلام" لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان)

تمام خط وکتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب۔ ہندوستان) فرمائیں

September 1937

Regd L. No 908

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون

رسالہ اشاعت اسلام

اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

مجریہ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانی ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لا لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (عہ) سالانہ

قیمت پانچ روپے ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور - پنجاب انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — اللہ اکبر — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

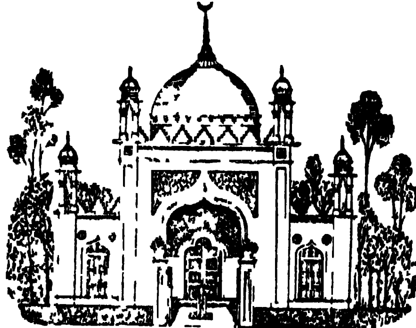
ترجمہ۔ اور چاہیے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو برا ہی کیوں نہ لگے

لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان — مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز



ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ۔ امریکہ و کل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) تشکیل مشن۔ ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کا نام "ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ" ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) اغراض و مقاصد۔ (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ وارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغرب ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) تبلیغی مسلک۔ (۱) مشن کی تبلیغ فقط لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامت نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ۔ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع کی جاتی ہے (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے جس میں نومسلمین مسلمین و مسلم طلباء کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی۔ اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے



His Majesty King Faruque of Egypt leaving the Mosque after Friday Prayers on 28th May, 1937.

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں کیونکہ اس رسالہ کی آمد بہت حد تک مسلم مشن ووکنگ کے اخراجات کی کفیل ہے رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے ½ اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۲۳ | بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۷ء مطابق جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ | نمبر ۹

(نورانی پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام خواجہ عبدالغنی پرنٹر و پبلشر چھپ کر عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۷ء

شذرات

ہز ہائنس شہزادہ اعظم جاہ بہادر آف برار اور ہر ہائنس شہزادی بیگم درشہوار مسجد نظامیہ کی افتتاحی تقریب کے بعد لندن میں مسلمانوں کے ایک کثیر التعداد گروہ کے درمیان جلوہ افروز ہیں۔ رسالہ ہذا میں وہ سپاسنامہ بھی درج کیا جاتا ہے جو اراکین مسجد نظامیہ نے ہز ہائنس اور شہزادی ممدوحہ کی خدمت والا میں پیش کیا تھا۔ آئندہ اشاعت میں ہز میجسٹی شاہ فاروق خدیو مصر کی جلالتماب تصویر پر تنویر سے "اشاعت اسلام" کو زینت دی جائے گی۔

شاہ فاروق شاہجہان مسجد ووکنگ میں

بروز جمعہ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء ہز میجسٹی شاہ فاروق فرمانروائے مصر مسجد ووکنگ میں تشریف فرما ہوئے اور نماز جمعہ میں شرکت فرمائی۔ آپ ایک بجے ورود فرما ہوئے۔ آپ کی معیت میں آپ کے اتالیق ہز ایکسلنسی سرحسنین بے اور دیگر مصری اراکین تھے۔

شاہی سواری کی آمد سے چند منٹ قبل ایک کار میں مدار المہام، مشیر قانون اور سفارت کے دیگر معزز اراکین تشریف لائے۔ برطانیہ عظمیٰ کی مسلم سوسائٹی کے صدر اور دیگر ارکان استقبال کے لئے پہلے ہی موجود تھے۔ ان میں امام صاحب بھی تھے۔ یہ اجتماع سرسالار جنگ میموریل ہاوس میں ہوا۔ پندرہ منٹ تک یعنی اذان ہونے تک اس مقتدر اجتماع کے معزز اراکین جو مشرق و مغرب کی مختلف قومیتوں سے علاقہ رکھتے تھے شاہی مہمان سے

متعارف ہوئے۔ نماز کے بعد امام صاحب کی درخواست پر ہز میجسٹی نے سرسالار جنگ میموریل ہاؤس میں دعوت چائے میں شرکت قبول فرمائی۔

یہ امر ایک مسیحی کی حیرانی کے لئے کافی ہے کہ کسی مخصوص نشست گاہ کی غیر موجودگی میں ایک مسلمان بادشاہ مسجد کے فرش پر پالتھی مار کر بیٹھ سکتا ہے۔ اور تمام جماعتی امتیازات یکسر دور ہو جاتے ہیں۔ نہ مرتبہ اور جاہ و ثروت کا خیال دامنگیر ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے یہ امر موجب حیرت نہ تھا۔ البتہ مفکرین اسلام نے خدائے عزوجل کا شکر ادا کیا کہ چہار صد سالہ مدت کے بعد بھی حضور سرور کائنات کی شاندار روایات میں فرق نہ آیا۔ انہوں نے اس امر کا احساس بھی کیا کہ خدا کی نگاہ میں یہ مساوات مہذب جماعت کی بقا کی امید لئے ہوئے ہے۔

ہز میجسٹی اور آپ کے ہمراہیان مسجد سے سوا تین بجے رخصت ہوئے۔

مسجد نظامیہ لندن ۔ جمعہ کی نماز کے بعد مورخہ ۳ جون کو دنیا کے معزز مسلمانوں کی موجودگی میں ہز ہائنس شہزادہ اعظم جاہ بہادر آف برار نے مسجد نظامیہ کا سنگ بنیاد استوار کیا۔ اس مقام پر جو سنہ ۱۹۳۰ء میں اس غرض کے لئے خریدا گیا تھا (یعنی مارننگٹن اونیو۔ ویسٹ کینسنگٹن میں)

چنانچہ اس طرح مرحوم و مغفور لارڈ ہیڈلے بالقابہ۔ مرحومین حضرت خواجہ کمال الدین اور سر عباس علی بیگ کے جو اس سرمایہ کے معتمدین تھے خواب کی تعبیر آنے والی ہے۔ بادی اول لارڈ ہیڈلے بالقابہ کو لندن میں ایک مرکزی مسجد کی عدم موجودگی کا احساس ہوا تھا۔ آپ کی گرمجوشی مرحوم کو حیدرآباد لے گئی اور وہاں آپ نے حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ کی سرپرستی حاصل کی۔ چنانچہ مسجد کی تعمیر حضور نظام دکن ہی کی محتاج تھی۔ لہٰذا یہ مناسب تھا کہ آپ کے خلف الصدق اس کی سنگ بنی کا بیڑا اٹھائیں۔ اور علیٰ ہذا القیاس مسجد کی تعمیر کا سلسلہ زور و شور سے شروع ہو جائے۔

ہم موجودہ معتمدین کو اس ہنگامی تحریک پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ہم اس کو جلد مکمل دیکھنے کے متمنی ہیں

سپاسنامہ بحضور شہزادہ برار شہزادہ اعظم جاہ بہادر و ہر ہائنس شہزادی برار

حضور جلالتمآب!

ہم معتمدین مسجد نظامیہ ٹرسٹ کو اس تاریخی اور قابل یادگار موقعہ پر آپ کے خیر مقدم کا فخریہ استحقاق حاصل ہے۔ ہم حضور والا کے نہایت احسانمند ہیں کہ آپ نے لندن مسجد نظامیہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ مسجد ہذا آپ کے مقتدر والد بزرگوار حضور نظام دکن کے نام نامی سے منسوب کی جائے گی۔ کیونکہ اس کی تعمیر اعلیٰ حضرت کی دریا دلی

کی شرمندۂ احسان ہے۔ ہم حضور کو یقین دلاتے ہیں کہ جملہ مسلمانانِ عالم اعلیٰحضرت نظام دکن کی ان بیش بہا اصلاحات کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں جن سے اعلیٰحضرت نے دکن کی ترقی اور خوشحالی میں اضافہ کیا ہے اور ان گرانمایہ عطیات کے بھی شکر گزار ہیں جو آپ نے وقتاً فوقتاً اپنی حدود سے باہر والے مقامات کو مرحمت کئے ہیں خصوصاً مذہبی امداد میں حضور عالی مدار نے نہایت ہی گرمجوشی سے حصہ لیا ہے۔

آپ کی نصف اولی ہر ہائنس بیگم درشاہوار کی معیت سے ہماری مسرت میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے ہر ہائنس عثمانی خلفائے اسلام کی نمائندہ ہیں۔ اور آپ کو ہنوز اسلامی ممالک میں عزت و احترام کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ موصوفہ مشرق و مغرب کی تہذیبوں کے عناصر کا مجموعہ ہیں اور سلسلہ خدمت نسواں آپ کا نام نامی زبان زد عوام و خواص ہے۔ قران السعدین کی اس سے بہتر مثال مشکل ہے۔ اور یہ اجتماع تحریک ٹرسٹ کی کامیابی کا نیک شگون ہے۔

دار الخلافہ انگلستان یعنی لندن میں ایک مرکزی جامعہ کی ضرورت ایک مدت سے محسوس کی جارہی تھی زیادہ تر اس حقیقت نفس الامری کے ہوتے ہوئے کہ یہاں اطراف عالم سے سیار و زائرین کا ازدحام رہتا ہے اور اب تو خصوصاً برطانیہ عظمیٰ میں ہمدردان اسلام کافی تعداد میں موجود رہتے ہیں بعض خیر خواہان اسلام کو ایک جامعہ اسلامیہ کے میناروں کا نظارہ دیکھنے کی انتہائی آرزو تھی۔ اور ان کی تمنا تھی کہ اذان کی آواز ان کے کانوں میں اسلام کی شوکت و آبی کا نقشہ قائم کرے۔ اس خواب کی تعبیر مرحوم و مغفور لارڈ ہیڈلے الفاروق باقابہ کی ساعی جمیلہ نے کی۔ مرحوم اسلام کے ایک شیدائی تھے۔ اور آپ نے ایسے وقت قبول اسلام کا اعلان کیا تھا جبکہ تعصب کی گھنگھور گھٹائیں ہر سو مغرب میں چھائی ہوئی تھیں آپ نے اعلیٰحضرت حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ تک رسائی حاصل کی اور چنانچہ (۶۰) ہزار پاؤنڈ کا ایک گرانبہا عطیہ اس غرض کی تکمیل کے لئے حاصل کیا۔ اس ٹرسٹ کی بنا اور مسجد لطانیہ کی تعمیر کا انحصار اس گرانقدر عطیہ پر ہے۔

سرمایہ کا اکثر حصہ سکیورٹی کے طور پر ہے۔ باقی بنکوں میں جمع ہے۔ حیدرآباد کے امپریل بنک میں کچھ رقم جمع ہے۔ ۲۰۰ ہزار پونڈ اس قطع اراضی کی خرید میں صرف ہوئے ہیں جہاں آج ہم مجتمع ہیں۔ اس کام کے آغاز میں تاخیر کیوں ہوئی۔ اس کی چند وجوہ ہیں جن کا ہم نے بار بار اظہار کیا ہے۔ اس وقت موقعہ نہیں کہ ہم اس کے متعلق کچھ ذکر کریں۔ تاخیر گو افسوسناک ہے لیکن اس سے ایک احسن نتیجہ مترتب ہوا یعنی یہ کہ آج ہز ہائنس کا ورود مسعود اس سلسلہ میں عمل میں آیا۔ اور آپ نے اس کی تعمیر میں خاص دلچسپی کا اظہار کیا۔

ہمارے زیر غور ایک تجویز ہے۔ اسس تجویز سے کم صرفہ کی صورت ہوگی۔ موجودہ سرمایہ سے ہماری پہلی تجویز کامیاب نہیں ہوسکتی۔ ہم مسجد مجوزہ کے خاص اور ضروری حصص کی تعمیر موجودہ رقم سے ہی شروع کردینگے اور مسجد کی عمارت کی توسیع مزید رقم دستیاب ہونے پر ہوسکتی ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ مسجد کی اہم ضروریات اس وقت رفع ہونگی جب اس کی تعمیر تشنہ تکمیل نہ رہے گی۔ کیونکہ بہرحال مسجد ہذا ایک مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ مسجد کی نگہداشت۔ امامت وغیرہ کے اخراجات کے لئے ایک مستقل سرمایہ کی ضرورت ہوگی۔ تاکہ اس سرمایہ سے ضروریات کا ارتفاع ہوتا رہے۔

اس سپاسنامہ کے اختتام سے پیشتر ہم اس مسرت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ حضور کے ہمراہ رائٹ آنریبل سر اکبر حیدری صاحب موجود ہیں جن کی سرپرستی میں ایک مدت تک حیدرآباد کا صیغہ مال رہا ہے اور جس کو آپ نے نہایت کامیابی سے سرانجام دیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آنریبل موصوف مسجد نظامیہ کے معاملات میں ہمدردانہ دلچسپی لیتے رہینگے

ہم ہیں حضور ——————— کے ادنےٰ خدام

عبد القادر صدر — حافظ وہبہ ٹرسٹی

ڈاکٹر محمدی ٹرسٹی — عقیل جنگ ٹرسٹی

الحاج علی رضا ٹرسٹی

مسجد نظامیہ کا پیش خیمہ مسجد ووکنگ

مسجد نظامیہ کی تعمیر فی الحقیقت ووکنگ مسلم مشن کے اراکین کی مساعی جمیلہ کی شرمندۂ احسان ہے۔ سرزمین انگلستان میں بار اول بانی ووکنگ مسلم مشن حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم ومغفور کو ہی مسجد کی ضرورت کا احساس ہوا تھا۔ دراصل مسجد ووکنگ، مسجد نظامیہ کا ایک پیش خیمہ ہے۔ الفاروق لارڈ ہیڈلے بالقابہ کا قبول اسلام خواجہ صاحب مرحوم ومغفور کی تبلیغی سرگرمیاں کا نتیجہ ہے۔ افسوس آج بعض مسلم احباب غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں۔ ووکنگ مسلم مشن کے کارہائے نمایاں معمہ تو ہیں نہیں۔ اظہر من الشمس ہیں۔ اس حقیقت نفس الامری سے کون انکار کرسکتا ہے کہ آج دنیا کا کوئی ادارہ بھی ووکنگ مسلم مشن کا ہم پلہ نہیں۔ ۲۵ سالہ خدمات سے اس دعوے کا اثبات ہوسکتا ہے۔

خطبہ جمعہ

(از مولوی آفتاب الدین احمد صاحب امام مسجد ووکنگ)

ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون۔ قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبل۔ کان اکثرھم مشرکین۔ فاقم وجھک للدین القیم من قبل ان یاتی یوم لا مرد لہ من اللہ یومئذ یصدعون من کفر فعلیہ کفرہ ومن عمل صالحا فلانفسھم یمھدون ٭

(ترجمہ) تباہی خشکی اور تری میں ظاہر ہوئی۔ بسبب اس کے کہ انسانوں کے ہاتھوں نے کیا ہے۔ (یعنی عوام کے گناہوں کے سبب سے) کہہ (اے رسولؐ مشرکوں سے) خشکی میں سفر کرو اور اپنے سے پہلے لوگوں کا حشر دیکھو۔ ان میں سے اکثر مشرکین تھے۔ اور اپنے آپ کو سیدھے رستہ پر لگاؤ پیشتر ازیں کہ خدا کی طرف سے وہ دن آئے جو نہ لوٹایا جاسکے۔ اس دن وہ جدا جدا ہو جائیں گے۔ جو کوئی کافر ہوگا۔ اس کی جزا کفر اور جو کوئی نیک کام کرے وہ اپنی روح کے لئے (بہشت کا سامان) تیار کرتے ہیں۔ (قرآن کریم سورہ الروم آیت ۴۰ تا ۴۳)

اے ایمان والو! مجھے نہیں معلوم آپ میں سے کس قدر حضرات کو وقت کی نزاکت کا احساس ہے وہ نزاکت وقت جس میں دنیا کی مہذب اقوام کے افراد کی حیثیت سے ہم مبتلا ہیں۔ اس حقیقت نفس الامری کے اعتراف سے ہم پہلوتہی نہیں کرسکتے کہ موجودہ دور میں مسلمانوں نے زمانہ کی رفتار کا نہایت سردمہری سے مشاہدہ کیا ہے۔ ہم جہاد للبقا میں بنی نوع انسان کے رہنما نہیں رہے۔ ہماری وہ حالت نہیں رہی جو اب سے قریباً تین سال پیشتر تھی جبکہ مغرب نے زندگی کے طرز جدید کی داغ بیل نہیں ڈالی تھی۔ ہمارے جمود کے دوران میں دنیا نے مختلف حیثیات سے کافی ترقیاں کی ہیں۔ لیکن یہ ایک اظہر من الشمس حقیقت ہے کہ بایں ہمہ مغربی تہذیب کا اندرونی معاشرتی شیرازہ منتشر ہے۔ شاید کسی تہذیب دیگر کی سیاسی جماعت کے عناصر چنداں ہلاکت میں گرفتار نہ ہوئے ہوں۔

واضح ہو کہ ہمارے پیشوائے مدنی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جس زمانہ میں مبعوث ہوئے تھے وہ زمانہ بھی عہد حاضر سے ملتا جلتا تھا۔ مسیحیین کی مساعی شاقہ کے باوجود روم کی تہذیب اپنے شاندار مستقبل کا ایک بدنما نقشہ تھی۔ مشرق و مغرب کا تمدن بھی ناگفتہ بہ حالت میں تھا۔ یہ نہیں کہ ان قدیم اقوام میں ذہنی قوت کا فقدان تھا۔ بلکہ وجہ یہ ہے کہ وہ روحانی نور جو انسان کے جذبات کو منزہ کرتا ہے۔ ان میں مفقود تھا۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس روحانی نور کی ضیا پاشی کی اور وہ تباہی جو بحر و بر میں رونما ہو گئی تھی تنظیم اور باضابطگی میں تبدیل ہو گئی۔ تمام مختلف تہذیبوں کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ از سر نو جگمگا اٹھے۔ اور بنی نوع انسان اپنی کوتاہیوں کے باوجود شاہراہ ترقی پر گامزن ہوئی۔

اس وقت کا تعین کہ ہم مسلمان کب سے اپنی روحانی طاقت سے بنی نوع انسان کو متاثر نہیں کر رہے دشوار ہے۔ غالباً ہم اپنے سیاسی زوال کے بعد روحانی تجلیات کے مراکز رہے ہیں۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ موجودہ دور میں ہم بجائے اس کے کہ مغرب کو کچھ فائدہ پہنچائیں خود مغرب ہی کو قبلۂ حاجات خیال کئے بیٹھے ہیں۔ بنی نوع انسان کے لئے اس سے زیادہ غم انگیز اور کیا امر ہو سکتا ہے۔ معزز سامعین میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مغرب نے باطن میں اس حقیقت کا احساس کر لیا ہے کہ موجودہ رو بہ انحطاط تہذیب کی نجات کا ذریعہ اسلامی اقوام کی روحانیت اور معاشرتی جذبات ہیں۔

ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ مسلمانی نہیں کہ ہم خاموش رہیں اور خواب غفلت سے بیدار نہ ہوں۔ ہمیں قرآن کریم کی آیت ذیل کا مفہوم ذہن میں رکھنا چاہیئے۔

کذالک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا۔

(ترجمہ) اس طرح ہم نے تم کو ایک مقتدر قوم بنایا ہے۔ تاکہ تم لوگوں کو شہادت دینے والے ہو۔ اور کہ رسول تم کو شہادت دینے والا ہو۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الرسل تھے۔ لیکن آپ دائمی زندگی لے کر نہیں آئے تھے۔ دنیا میں مصائب کا نزول یقینی تھا۔ پھر آپ کی غیر موجودگی میں اعلائے کلمۃ الحق کا کون ذریعہ ہو۔ قرآن کریم میں صریحاً ارشاد ہے۔ پیروان نبی محترم۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی تعمیر کے لئے قرآنی تعلیمات

ہی صرف نہیں چھوڑیں بلکہ آپ کی اپنی زندہ مثال بھی ہماری ہدایت کے لئے باقی ہے۔ ایسی مثال جو کہ تاریخی نقطہ نگاہ سے عدیم النظیر ہے۔ فی الحقیقت بنی نوع انسان کو ضروری اصول اور روحانی جذبات سے مستفیض کرنا ہمارا فرض ہے۔ تہذیب عالم رو بہ انحطاط ہے۔ لہٰذا توجہ لابدی ہے۔

نوٹ :- یہ خطبہ مورخہ ۲۸ رمئی ۱۹۳۷ء کو مسجد ووکنگ میں دیا گیا۔ ہز میجسٹی شاہ فاروق بھی سامعین میں شامل تھے۔

خطباتِ غربیہ

یہ وہ معرکۃ الآرا خطبات ہیں جو حضرت خواجہ صاحب نے اپنے قیام لندن میں ناآشنایان اسلام کو اسلام سے متعارف کرانے اور ان پر حقانیت اسلام متحقق کرانے کے لئے انگلستان کے مختلف مقامات پر انگریزی زبان میں دیئے۔ بعض احباب کی خواہش پر اردو میں ترجمہ کئے گئے ہیں۔ قیمت مکمل سٹ تعدادی ۶ کاپی بلا جلد نو آنے (۹ر) مجلد بارہ آنے (۱۲ر)

سلک مروارید

یہ ان دس معرکۃ الآرا لیکچروں کا اردو مجموعہ ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے ۱۹۱۱ء سے لے کر ۱۹۲۳ء تک مذہبی کانفرنسوں میں مختلف مقامات دنیا میں انگریزی زبان میں دیئے۔ ان میں دیگر مذاہب کے مقابل اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے مختلف عنوانوں کے ماتحت اسلام پر لیکچر دیئے گئے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب کے تمام مذہبی لٹریچر کا نچوڑ ہے۔ قیمت بلا جلد ۱۲ر مجلد عہ

ضرورت الہام

فی زمانہ تعلیم یافتہ اصحاب وحی والہام کے وجود سے انکاری ہیں اس حالت میں وہ کسی مذہب کو خدا کی طرف سے ماننے پر تیار نہیں اس کتاب میں سائنٹیفک طریق پر اور علمی دلائل سے بتایا گیا ہے کہ الہام کی انسان کو ضرورت ہے اور رہبر مذہب الہامی مذہب ہے۔ قیمت بیجلد ۸ر مجلد ۱۲ر پتہ مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

زکوٰۃ

(از جناب خواجہ عبدالغنی صاحب سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ)

زکوٰۃ درحقیقت ایسا اہم مسئلہ ہے جس میں اسلام اور پرستاران اسلام کی فلاح وبہبود کا راز مضمر ہے۔ زکوٰۃ کا اسلام کے اساسی اصولوں میں شمار ہے۔ قرآن کریم نے مسلمانوں پر اس کو فرض قرار دیا ہے۔ ذاتی خیرات وصدقات کے علے الرغم جن کا تعلق منفردات سے ہے۔ زکوٰۃ ایک عالمگیر قومی مفاد کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد نبوت میں اور نیز مابعد خلفائے راشدین کے زمانہ خلافت میں ہر صاحب نصاب کی آمدنی کا چالیسواں حصہ بیت المال میں بمد زکوٰۃ جمع کیا جاتا تھا حضرت رسول اکرم صلعم زکوٰۃ کی وصولیابی کے لئے افسروں کا تقرر فرمایا کرتے تھے۔ رسالتمآبؐ کے وصال کے بعد بعض قبیلوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اپنی رقوم زکوٰۃ کو اپنے حسب منشا صرف کرنے کی اجازت طلب کی لیکن آپ نے اس درخواست کو مسترد کر دیا۔ حتیٰ کہ شدت کے ساتھ ان قبیلوں کے خلاف احتجاج کیا گیا اور انجام کار فوج کشی تک نوبت آئی۔

ایک مسلم صدقہ وخیرات اپنی مرضی کے موافق خرچ کرسکتا ہے۔ لیکن زکوٰۃ جو ایک اہم فریضہ ہے گویا کہ خدائی ٹیکس ہے۔ وہ ضرور انہی اغراض پر صرف ہونی چاہئے جن کے متعلق قرآن کریم میں حکم دیا گیا ہے یعنی جس سے مسلمان من حیث القوم مستفید ہوں۔

انتہائی بدقسمتی ہے کہ آج مسلمانوں کے قومی مال ومتاع، دولت وثروت، قوت واقتدار کا حصول کا سرچشمہ قریب قریب خشک نظر آتا ہے۔ کاش اس کی موجوں سے قوم کی کھیتی سرسبز وشاداب ہوتی اور ہم بھی ان چند قطرات سے بہرہ اندوز ہوتے جو بہت جلد ریتلی زمین میں جذب ہوکر معدوم محض ہو جاتے ہیں۔

مقام تاسف ہے کہ اسلام کا یہ ارفع واعلیٰ منظم نظام اس قدر مخدوش ہوگیا ہے کہ ماہ رجب المرجب کی آمد سے پیشتر ہی ہزارہا قوی ہیکل افراد جو اپنی روزی بخوبی کما سکتے ہیں کاسہ گدائی ہاتھوں میں لیئے

حشرات الارض کی طرح اپنے اپنے گھروں سے نکل پڑتے ہیں اور جابجا ہندوستان کے صاحب نصاب مسلمانوں کی جیبوں پر گویا زکوٰۃ کے پردہ میں ۔۔۔ ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ شریف اور مخیر بزرگان دین ان کے دام فریب میں آجاتے ہیں اسلام میں اس قسم کے مصرف زکوٰۃ کا ذکر فکر بھی نہیں۔ اصول زکوٰۃ کا مقصد اولیٰ تو محض مسلم جماعت کی فلاح وبہبود تھی نہ کہ دریوزہ گری۔ ایسے علماء ومقررین کو جو شہر بشہر محض فراہمی زکوٰۃ کی خاطر گشت کرتے ہیں زکوٰۃ دینا احکام الٰہی کی خلاف ورزی ہے۔

ماہ رجب المرجب میں ہی مسلمان اپنی زکوٰۃ کا عموماً حساب کرتے اور اس کی تقسیم کرتے ہیں۔ اگر اس ماہ مبارک میں زکوٰۃ باضابطہ فراہم کی جائے اور قرآن کریم کے حسب الحکم اس کو صرف کیا جائے تو بہت سی قومی ضروریات رفع ہو سکتی ہیں قرآن کریم اور احادیث نبوی میں زکوٰۃ پر کافی سے زیادہ زور دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف مقرر ہیں۔ ذیل میں وہ آیات قرآنی ملاحظہ ہوں جن میں اللہ تعالیٰ نے فریضہ زکوٰۃ پر مسلمانوں کو متوجہ کیا ہے۔ اہل نصاب حضرات غور فرمائیں اور دیکھیں۔ آیا ان کی رقوم زکوٰۃ کا احکام قرآنی کے ماتحت مصرف ہوتا ہے یا نہیں۔

انما الصدقٰت للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمؤلفۃ قلوبہم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ ط واللہ علیم حکیم ہ

(ترجمہ) صدقات صرف ان ناداروں کے لئے ہیں اور مسکینوں (کے لئے) اور کارکنوں (کے لئے) جو ان (صدقات) پر مقرر ہیں اور ان کے لئے جن کی تالیف قلوب ضروری ہے اور غلاموں کے آزاد کرنے اور قرضداروں (کے لئے) اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے) اور مسافروں (کے لئے) یہ اللہ کی طرف سے ضروری ٹھہرایا گیا ہے۔ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ (سورۃ التوبہ۔ آیت ۶۰)

زکوٰۃ کے ضروری آٹھ مصارف میں سے جو آیت بالا میں وضاحت کے ساتھ مذکور ہیں ایک مصرف کارکنوں کے لئے مخصوص ہے۔ جو ان صدقات کی فراہمی پر متعین ہیں ان الفاظ سے قرآن کریم کی منشاء اظہر من الشمس ہے کہ زکوٰۃ بیت المال میں جمع کی جائے۔ قرآن حکیم کے مقدس الفاظ میں اس امر کی جانب صریح اشارہ ہے کہ زکوٰۃ کا ۳/۸ حصہ یعنی مصارف نمبر ۳۔ ۴ اور ۷۔ اسلام کی اشاعت اور دشمنان اسلام کے بالمقابل اسلام کی حفاظت کے لئے ہیں۔ یہی اغراض ہیں جن کے لئے ہم نے تحریر ہذا میں آپ کو متوجہ کیا ہے۔

فی زمانہ اشاعت اسلام دنیا میں مسلمانوں کے لئے مقدمات سے ہے۔ سخت غیرت وافسوس کا مقام

ہے کہ مسیحی مناد اور زعمائے کلیسیائی۔ اسلام کی تضعیف و تخریب کے درپے ہیں۔ از رد ے حسد تعلیمات اسلامی کی غلط بیانی ان کی فطرت ثانوی ہوچکی ہے۔ حضرت پیغمبر اسلام صلعم، کو نہایت ہی بدنما اور بدزیب لباس میں عوام کے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں اور کررہے ہیں۔ آسمان اسلام پر غلط بیانیوں اور غلط فہمیوں کے تاریک بادل چھائے ہوئے ہیں لہذا مقتضائے وقت یہ ہے کہ مسلمان اپنی رقوم زکوٰۃ کی مدات تبلیغ اسلام او حمایت دین متین کیلئے وقف کردیں۔ آج دنیا اسلام کی طرف راغب ہے اور نہ معلوم کتنی ارواح سعیدہ اضطراری حالت میں تشنہ کام اور قبول اسلام کے لئے قریب بے اختیار ہونگی۔ لیکن ہم مسلمانوں کی بے اعتنائی اور عدم توجہی کے باعث وہ قعر ضلالت و ذلت میں آوارہ و پریشان ہیں۔

اگر ہمارے مشن کے پاس کافی سرمایہ اور مالی ذرائع ہوں تو ہم ان مشتاقان اسلام تک جو دنیائے مختلف گوشوں میں اس وقت موجود ہیں اسلامی ادبیات کا ایک کثیر حصہ پہنچا سکتے ہیں۔ ہم ایک قلیل عرصہ میں تمام عالم میں ایک انقلاب عظیم برپا کرسکتے ہیں۔ مشن کی خدمات اسلامی سے کون انکار کرسکتا ہے۔ اس نے جب سے اس مقدس کام کا بیڑا اٹھایا ہے تب سے ہی اسے کامیابی ہورہی ہے۔ مزید مالی استحکام سے مشن کی خدمات اور بھی زیادہ ثمر آور ثابت ہوسکتی ہیں۔ ربع مسکوں کا ایک کثیر حصہ اسلام کی دلکش اور دلربا تعلیم پر مفتون ہوچکا ہے جس کی وجہ اس مشن کی مسلسل تبلیغی نشر و اشاعت ہے لیکن ہنوز تشنہ ہے۔ کاش مسلمان اٹھیں اور تشنگان توحید کی تسکین و راحت کے لیے کارسقائی انجام دیں۔ یہ وقت مسلمانوں کی غفلت و سہل انگاری کا نہیں۔ بحر کفر و ضلالت کا سیلاب بے پناہ اور صحرائے جہالت و گمراہی کا طوفان محشر خیز چہار دانگ عالم پر مسلط ہے۔ مخلوق خدا علم و بصیرت سے ناآشنا فہم و فکر سے عاری، تہذیب و تمدن کے لئے چار و ناچار کوشاں ہے۔ اندریں حالات، حالات زمانہ مقتضی ہیں کہ اس وقت دنیا کو قرآن کریم کی نورانی تعلیم سے منور کیا جائے۔ اور مخلوقات خداوندی کو ان آلائشات سے منزہ کیا جائے جن میں وہ اپنی نادانی کے باعث ملوث و آلودہ ہیں۔

درانحالیکہ دنیا کے تمام دیگر مذاہب کے پیرو قبول اسلام کے لئے دل سے متمنی ہیں اور اپنے عقائد سے متنفر ہوچکے ہیں۔ مسلمانوں کی تبلیغ اسلام سے بے پرواہی سراسر کفران نعمت ہے۔ ان سے روز قیامت ضرور اس کی بازپرس ہوگی۔

مسلمانوں کو دور دراز مقامات میں اسلام کا روح پرور اور مسرت انگیز پیغام پہنچانے کا دل سے تہیہ کرلینا چاہئے دنیا کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زریں حالات زندگی سے روشناس کرکے تدین و تقوائے علم و رشد

ہدایت و توریح کا عملی نمونہ پیش کرنا چاہئے۔ یہ امر اسی صورت میں پایۂ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے اگر مسلمانوں کے دلوں میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا احساس پیدا ہو جائے۔ وہ اس اہم رکن اسلام کی اہمیت کو سمجھ لیں۔ وہ اپنے صدقات نذر و نیاز، خیرات کو غیر مستحق ہاتھوں میں دینے کے بجائے اسلام کی اشاعت میں صرف کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمودہ احکامات زکوٰۃ پر عمل پیرا ہو کر اسلام کی اشاعت کے فنڈ کو مستحکم کریں۔

اس امر کے اعادہ کی چنداں ضرورت نہیں کہ ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی جد و جہد بفضلہ ان تمام قومی تحریکات کے بالمقابل کامیاب رہی ہے۔ جو گزشتہ بائیس سالوں میں مسلمان بھائیوں نے اپنی فلاح و بہبود کے لئے جاری کیں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یا لوگوں نے بہت بری طرح سے ہم کو جد و جہد میں زک پہنچایا۔

الغرض یورپ، امریکہ، بلکہ کل دنیا میں تبلیغ اسلام کا ذریعہ محض اس وقت اسلامی لٹریچر کی وسیع پیمانہ پر اشاعت ہے اور اس کام میں بفضلہ ووکنگ مسلم مشن کی مساعی جمیلہ مثمر ہو رہی ہیں لہٰذا اس وقت ووکنگ مسلم مشن آپ کی زکوٰۃ کا مستحق ہے۔ ووکنگ مسلم مشن کی پچیس سالہ اسلامی خدمات محض زبانی جمع خرچ یا ملمع سازی نہیں۔ یہ مشن قیاسی یا وہمی ادارہ نہیں۔ مشن ان امور سے بالاتر ہے۔ بائیس سالہ عرصہ میں مشن نے جو اسلامی خدمات سر انجام دی ہیں وہ پوشیدہ و مخفی نہیں۔ ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ دنیا بھر میں اگر کوئی ادارہ عالمگیر اور وسیع پیمانہ پر اسلام کی اشاعت کر رہا ہے تو وہ یہی ایک ادارہ ہے۔ کوئی دوسرا تبلیغی ادارہ اس کے ہم پلہ نہیں۔ جو فریضہ یہ تبلیغی ادارہ سر انجام دے رہا ہے کسی اسلامی سلطنت میں بھی اس کی مثال نہیں اور نہ کسی اسلامی ریاست میں۔ اس ادارہ نے لاکھوں کی تعداد میں نہایت مفید اور مسکت اسلامی لٹریچر شائع کیا ہے جس کی مفت تقسیم کی جاتی ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کی کاپیاں ہر ماہ انگلستان، یورپ، امریکہ، افریقہ، اسٹریلیا، جاپان اور دیگر ممالک کی مشہور لائبریریوں کو مفت ارسال کی جاتی ہیں۔ تبلیغ اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حفظ ناموس کی خاطر یہ مشن ہر ماہ کئی لئی انگریزی رسائل، پمفلٹ اور ٹریکٹ طبع کرا کر کل ممالک میں مفت تقسیم کرتا ہے۔

اس مشن نے دنیا بھر کے بہت سے اہم مقامات پر اسلامی ادبیات کے مفت تقسیم کرنے کے لئے مرکز قائم کر دیئے ہیں مشن کے مبلغین شبانہ روز اغراض مشن کی تکمیل میں منہمک رہتے ہیں۔ ان پیہم مساعی سے اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ یورپ اور امریکہ میں کچھ بندگان خدا ایسے پیدا ہو گئے ہیں جن کی آنکھیں اب کھل رہی ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ دینی اور دنیوی ضرورتوں کا کفیل اور دنیا کے ہر درد کی دوا یا مداوا اگر کوئی مذہب ہو سکتا ہے تو وہ مسیحیت نہیں بلکہ فقط اسلام ہے جسکے علم کو مسیحی دنیا کی فضا اب آہستہ آہستہ بوسہ دے رہی ہے۔ اس

امن وآشتی کے مذہب کی تبلیغ سے دنیا صلح وسلامتی کا گہوارہ بن جائے گی۔ دنیا کو جنگ وجدل کے خونخوار عفریت سے پناہ اور نار جہنم سے نجات مل جائے گی۔ تمام مخلوق خدا ایک ہی خاندان کے افراد نظر آئیں گے۔

اس لئے آپ سے مودبانہ درخواست ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت ووکنگ مسلم مشن کو فراموش نہ فرمائیں۔ اشاعت اسلام کا یہ عظیم الشان کام جو ووکنگ مسلم مشن کے ذریعہ سرانجام پذیر ہو رہا ہے۔ آپ کی زکوٰۃ صدقات، خیرات کا بہترین مصرف ہے۔ جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری صاحب ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ فرماکر داخل حسنات ہوں۔

ذیل میں چند آیات پیش کی جاتی ہیں۔ جن میں مسلمانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

لن تنالوا البر حتٰی تنفقوا مما تحبون ؕ وما تنفقوا من شیءٍ فان اللہ بہ علیمٌ

(ترجمہ) تم راستبازی کو ہرگز حاصل نہ کروگے۔ یہانتک کہ اس سے خرچ کرو جس سے تم محبت رکھتے ہو اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کروگے تو اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔ (آل عمران آیت ۱۱)

ھٰانتم ھٰؤلاء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللہ فمنکم من یبخل ج ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ ط واللہ الغنی وانتم الفقراء ج وان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم ۔

(ترجمہ) دیکھو تم لوگ جو بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ پس تم میں سے وہ ہے جو بخل کرتا ہے۔ اور جو کوئی بخل کرتا ہے وہ صرف اپنی جان سے بخل کرتا ہے۔ اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو۔ اگر تم پھر جاؤ تو وہ تمہارے سوائے کسی اور قوم کو بدل کر لے آئے۔ پھر وہ تم جیسے نہ ہوں۔ (سورہ محمد آیت ۳۸)

خادم

(خواجہ) عبدالغنی

سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ

مغرب کی تمدنی زندگی کی دوبارہ تعمیر کا ذریعہ

(از جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب امام مسجد ووکنگ)

زکوٰۃ پانچ ارکان اسلام میں سے ہے۔ دنیا میں کوئی شخص صرف اپنے نفس ہی کے لئے زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسے کسی اصول اور نصب العین کو پیش نظر رکھ کر زندگی بسر کرنی چاہئیے۔ اور ایک مسلم کا سب سے بڑا نصب العین اللہ تعالےٰ کی عبودیت اور اس کی رضا کو دنیا میں قائم کرنا چاہئیے۔

کوئی شخص دنیا میں صرف اپنے آپ ہی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ بلکہ ایک سوسائٹی کا ممبر ہونے کی حیثیت سے صدیوں کی بنی ہوئی تہذیب و شائستگی کا مسالہ اسے مل گیا ہے۔ اور وہ اس حفاظت سے فائدہ اٹھا رہا ہے جو قوم کی متحدہ زندگی اور رضا سے اسے حاصل ہوئی ہے۔ انسانی تاریخ کا ایک نہایت شاندار باب وہ ہے جو اسلام نے تیار کیا ہے۔ اور یہ وہ چیز ہے جو بہترین اور دیرپا ثابت ہو رہی ہے۔ آج مسلمان قوم ایک عارضی وقفہ کے بعد پھر اپنی زندگی کا ثبوت دے رہی ہے۔

اس نصب العین کے حصول کے لئے جس کی تائید کے لئے اسلام کھڑا ہے کم از کم حصہ جو ایک مسلمان لے سکتا ہے وہ زکوٰۃ کی ادائیگی ہے۔ اور یہی وہ کم از کم قیمت ہے جو تہذیب و حفاظت کی ان برکات کے لئے اسے ادا کرنی پڑتی ہے جو اسلامی سوسائٹی سے اسے عطا ہوئی ہیں۔

یہ امر کہ قرآن کریم نے خود زکوٰۃ مقرر کی ہے۔ اس سے اس کا حکمت الٰہیہ کے مطابق ہونا ظاہر ہے۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کی شکر گزاری کا موجب ہونا چاہئیے۔ آج ہم نااتفاقی اور بگڑے ہوئے حالات میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کچھ عرصہ تک تو اسلامی اصولوں پر عمل پیرا ہونے کا جوش خطرناک طور پر سرد ہو چکا تھا۔ اور اسلامی ثقافت کے پہلو میں تنزل کے آثار پیدا ہو چکے

تھے بہ الفاظ دیگر مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی ثقافت اور مذہب خطرے کی حالت میں تھا۔

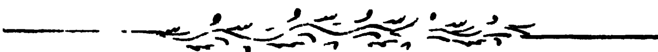
لیکن وہ ادارہ جس کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس عام تنزل اور بداخلاقی کا مقابلہ کرنے کی توفیق عطا کی وہ ووکنگ مسلم مشن ہے۔ اس نے نہ صرف مسلمان قوم میں اسلام کے فراموش شدہ نصیب العین کے لئے روح پیدا کی ہے بلکہ ان میں متحدہ طور پر عمل کرنے کی خواہش پیدا کی ہے۔ جس کے بغیر کوئی قومی زندگی ممکن نہیں۔

ووکنگ مسلم مشن کی سرگرمیوں نے تمام دنیا کی مسلمان قوم کے خیالات میں جوش و ہیجان پیدا کر دیا ہے اور ان کے دلوں میں از سر نو یہ امید بھر دی ہے کہ اسلام کی ثقافت اور روحانی طاقت پھر عود کرے گی۔ کیونکہ اس مشن کا یہ اعلان شدہ مقصد ہے کہ مغرب کی ثقافتی، سیاسی اور اقتصادی جنگیں ہی زیادہ تر مسلمانوں کی نااتفاقی کا موجب ہوئی ہیں تمدنی زندگی کی تعمیر دوبارہ اسلامی اصولوں کے مطابق عمل میں آئیگی۔

اس لئے یہ کوئی ناواجب مطالبہ نہیں کہ ہم قوم سے یہ درخواست کریں کہ وہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا پورے طور پر بندوبست کریں۔ اور کم از کم اس کا نصف حصہ مشن کے فنڈ کی تقویت کے لئے دیں۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مشن کا فنڈ قوم کی عام لاپرواہی کی وجہ سے کچھ زیادہ مضبوط نہیں۔

ہم پبلک کو جہاں تک ممکن ہے اپنی سرگرمیوں سے مطلع کرتے رہے ہیں یقین کیجئے کہ ہمارے خیالات نری خوابیں ہی نہیں ہیں۔ امید ہے کہ آپ نہ صرف اپنی ہی زکوٰۃ کا ایک حصہ بھیجینگے بلکہ اپنے دوستوں اور واقفوں کو بھی اپنی شاندار مثال کی تقلید اور پیروی کی ترغیب و تحریص دینگے۔

خدا کرے ہم سب میں وہ قوت ارادی پیدا ہو جائے جس کا ایک ایسے زمانہ میں اس مقصد کی تکمیل و تائید کے لئے پیدا ہونا نہایت ضروری ہے۔ جو ہماری موجودہ نسل کی تاریخ میں نہایت نازک لیکن نہایت دلچسپ زمانہ ہے۔



برادران اسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

بیدار مغز برادران اسلام کی دریا دلانہ اخلاقی و مالی امداد شرمندۂ بیان نہیں۔ ووکنگ مسلم مشن کی روز افزوں ترقی حقیقتاً آپ کی متواتر کرم فرمائیوں کا نتیجہ ہے۔ سابقہ اعانت کی بنا پر ہم آپکی خدمت میں ایک عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔ ع گر قبول افتد زہے عزو شرف۔

مغربی حلقہ میں استقلال کی قدر و منزلت ہے۔ گزشتہ پچیس سال میں ووکنگ مسلم مشن کے اراکین کی پیہم اسلامی مساعی سے اہل برطانیہ کو اس امر کا کامل یقین ہو گیا ہے کہ انجام کار سرزمین مغرب میں اسلام کا بول بالا ہوگا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ووکنگ مسلم مشن کو ہر ممکن طریق سے تقویت دی جائے۔ اس کی تبلیغی سرگرمیاں نہایت منفعت بخش ثابت ہوئی ہیں۔ کم از کم دس ہزار اسلامک ریویو کی کاپیاں مغربی کتب خانوں میں مفت جائیں۔ ہماری اسلامی مطبوعات اگر کثرت سے مغربی حلقہ میں تقسیم ہوں تو کافی شاندار نتائج پیدا ہو سکتے ہیں اہل مغرب کی رغبت سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

ہم مسلمان اپنی پنجوقتہ نمازوں میں اھدنا الصراط المستقیم کا ورد کرتے ہیں یعنی اے خدا تو ہمیں سیدھے رستہ پر لا۔ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ موجودہ مغربی حالت متقاضی ہے کہ ہم تبلیغ اسلام کا بیڑا اٹھائیں۔ سرزمین انگلستان میں تبلیغ اسلام ایک ضرورت وقت ہے۔ اندریں حالات اگر مسلم بھائی ہمیں مالی تقویت پہنچائیں تو اس سے اہم قربانی اور سیدھا رستہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

ووکنگ مسلم مشن آپ کی خیرات، صدقات، زکوٰۃ کا زیادہ مستحق ہے۔ میں عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ ان مدات کا مصرف ووکنگ مسلم مشن کو ٹھیرائیں۔ مسجد ووکنگ کا قیام ووکنگ مسلم مشن کی امداد کا محتاج ہے مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامک ریویو اور اس اسلامی لٹریچر کی اشد ضرورت ہے جو آئے دن مسجد ووکنگ سے شائع ہوتا رہتا ہے۔ اگر ریویو کی دس ہزار کاپیاں سال بھر یورپ اور امریکہ کی لائبریریوں میں مسلسل جاتی رہیں تو ایک انقلاب عظیم پیدا ہو سکتا ہے۔

خادم:- خواجہ عبد الغنی سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ
عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور

قرآن کریم کا تخیل اللہ تعالیٰ کے بارے میں

(از جناب شیخ مشیر حسین قدوائی بیرسٹرایٹ لاء)

(بہ تسلسل جلد ۲۳ نمبر ۸)

اللہ تعالے جل جلالہٗ کے دو اسماء الرب اور الرحمٰن کے علاوہ بعض اور اسماء حسنیٰ بھی ہیں۔ جو صاحبان دانش و بنیش کے لئے صفات باری تعالے عزاسمہٗ کے سمجھنے میں بہت کچھ ممد و معاون ہو سکتے ہیں۔ وہ اسمائے حسنیٰ یہ ہیں:-

المہیمن - یعنی وہ جو دوسروں کی خطرے کے وقت حفاظت کرتا ہے۔

الخالق - یعنی پیدا کرنے والا۔

الرقیب - یعنی نہایت غور سے دیکھنے والا۔

الباری - یعنی پیدا کرنے والا یا بنانے والا۔

الحافظ - یعنی حفاظت کرنے والا۔

المصور - یعنی تصویر بنانے والا کسی چیز کا گھڑنے والا یا بنانے والا۔ یا نقشہ کھینچنے والا۔

الحکیم - یعنی حکمت والا۔ دانا

الخبیر - یعنی ہر چیز سے واقف اور خبردار۔

المبدی - یعنی ابتداء یا شروع کرنے والا۔ (سبب اولیٰ)

المحی - یعنی زندگی کا دینے والا۔ زندہ کرنے والا۔

الجبار - یعنی اپنی مرضی کے مطابق دوسروں سے کام کرانے والا۔

الحی - یعنی ہمیشہ زندہ رہنے والا۔

المعید - واپس لوٹانے والا۔

القیوم - بذاتہ قائم اور دوسروں کو قائم رکھنے والا۔

المقدم - وہ جو دوسروں کو تقدیم و ترجیح دیتا ہے۔

الاتعالی - ہمیشہ سے قائم -

الباعث - پھر اٹھانے والا -

الباقی - ہمیشہ رہنے والا جسپر فنا نہ آئے -

الممیت - موت وارد کرنے والا -

الاول - سب سے پہلے موجود - سب سے اول -

الاخر - سب سے بعد رہنے والا -

ایک سائنسدان کو نظام شمسی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا چاہئے - بلکہ اس قدر دور جانے کی بھی ضرورت نہیں وہ اپنے نفس پر ہی ایک نظر غائر ڈالے اور اپنے آپ سے مندرجہ ذیل سوالات کرے یہ وہی سوالات ہیں جو قرآن مجید نے انسان کی عقل و فہم کو تیز کرنے کے لئے اس سے کئے ہیں -

ام خلقوا من غیر شیءٍ ام هم الخالقون ہ ام خلقوا السموات والارض بل لا یوقنون - ام عندهم خزائن ربك ام هم المصیطرون - (سورہ الطور)

کیا وہ کسی چیز سے پیدا نہیں کئے گئے ؟ کیا وہ اپنے خالق آپ ہیں ؟ کیا انہوں نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے ؟ نہیں نہیں وہ کچھ یقین نہیں رکھتے - کیا وہ خدا کے خزائن اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں ؟ یا وہ مسلط ہیں ؟

اور قرآن مجید بیانگ دہل یوں چیلنج دیتا ہے :-

ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا و لو اجتمعوا لہ ط و ان یسلبهم الذباب شیئا لا یستنقذوہ منہ ط ضعف الطالب والمطلوب ہ ما قدروا اللہ حق قدرہ ان اللہ لقوی عزیز ہ (سورہ الحج)

ترجمہ - اور جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو (خواہ وہ مشرکین کے بت ہوں یا دوسرے مذاہب کے تجویز کردہ خدا کے "بیٹے" اور "بیٹیاں" ہوں یا انسان جن کو خدا مانا جاتا ہے یا سائنسدانوں کا "مادہ" اور "طاقت" ہو) وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے گو وہ سب اس کے لئے اکٹھے ہو جائیں - اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو اسے اس سے چھڑا نہیں سکتے - طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں - انہوں نے اللہ کو نہیں پہچانا جسطرح اس کے پہچاننے کا حق ہے لاریب اللہ طاقتور غالب ہے -

یہ امر ہر ایک شخص پر واضح ہے کہ کوئی شخص، کوئی جماعت، کوئی قوم اس بات کا دعوے نہیں کر سکتی کہ وہ اس

دنیا کے تمام واقعات وحالات کا علم تام رکھتی ہے۔ ایسی چیزیں بے انتہا ہیں جو اب تک انسان کے تصرف کے احاطہ سے بالکل باہر ہیں۔ حالانکہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اور دُنیا میں کسی جاندار کو ایسے قوائے ذہنی وعقلی نہیں دیئے گئے جیسے کہ انسان کو۔ پس اس دنیا کا موجودہ نظام یا بالفاظ دیگر اس عالم کا مقررہ قوانین وقواعد کے مطابق ایک منظم طریق پر چلنا اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ لازماً ایک عظیم الشان ہستی ہے جو انسان سے بالاتر ہے۔ اور جو تمام کائنات پر حکمران اور تمام واقعات وحالات اس کے احاطۂ قدرت میں ہیں۔

جس چیز، جس طاقت، اور جس شے کو سائنسداں اور فلاسفر غور وخوض کے بعد تجویز کرینگے اسی کو اسلام خالق رب اور محیط کل تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے۔ بشرطیکہ ایسا خالق یا ایسا صانع۔ ایسا رب یا ایسا محیط کل، تمام عیوب ونقائص سے منزہ اور کلی طور پر پاک ہو اور جو جامع جمیع صفات حسنہ اور تمام خامیوں اور کمزوریوں سے کلیتہً مبرّیٰ ہو۔ اسلام ایسے خدا کو پیش کرتا ہے جو کمالات ظاہری وباطنی کا علیٰ وجہ الاتم مالک ہو اور اپنی صفات میں بے نظیر وبے مثل ہو۔ یہ تخیل خدا کا فی الحقیقت نہایت عظیم الشان اور غایت درجہ ارفع واعلیٰ ہے۔ اب اس تخیل پر کسی بیشی کی ضرورت نہیں۔ اور جب خدا کے ایسے تخیل پر یقین کیا جائے۔ تو یہ فی نفسہ ایک حقیقت مبنیہ ثابتہ مسلمہ ہے جس کے لئے بیرونی دلائل وشواہد کی ضرورت نہیں۔ یہی تخیل خدا کا ایسے بہت سے پیچیدار عقدوں کو اور رازہائے سربستہ کو منکشف کردیتا ہے جن کا تعلق اس کائنات اور اس کے نظام سے ہے۔ ہر ایک سائنسداں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اقلیدس اپنی سائنس کو کبھی معرض وجود میں نہ لاسکتا اگر کوئی حقیقت ثابتہ مسلمہ اس کے سامنے نہ ہوتی۔ آپ ایک مثلث مساوی الساقین کے دو ضلع اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ یہ تیسرے ضلع سے بڑے ہیں ناپ سکتے ہیں لیکن جب تک آپ "پاؤنٹ" یا "نقطہ" کی مسلمہ تعریف پر یقین نہیں رکھتے آپ کبھی بھی "مسئلہ ثبوت طلب" کو ثابت نہیں کرسکتے اسی طرح جب تک آپ اللہ تبارک وتعالےٰ پر اور ان صفات حسنہ پر جو قرآن مجید نے بیان فرمائے ہیں ایمان نہیں رکھتے اس وقت تک اس کائنات کے رازہائے سربستہ اور اس کی حقیقت اور کنہہ آپ پر کبھی منکشف نہیں ہوسکتی اس حقیقت مبنیہ ثابتہ مسلمہ پر ایمان لانے کے بعد ہمیں اس عالم کی کنہہ سمجھنے کے لئے اپنی عقل کو کام میں لانا چاہئے

قرآن مجید فرماتا ہے:۔

"وصّٰکم بہ لعلکم تعقلون (سورۃ الانعام آیت ۱۵۲) یعنی اس کام کو حکم دیتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو"۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بے علم نتواں خدا را شناخت۔ یعنی علم کے بغیر خدا کو پہچاننا ممکن ہے۔ مسلمانوں کو قرآن کا حکم ہے کہ تمام چیزوں کو سمجھنے کے لئے اپنی عقل سے کام لیں۔ حتیٰ کہ خدا پر ایمان لانے میں بھی

عقل خداداد استعمال کریں۔

یہ امر کہ خدا کا یہ تخیل جو اسلام نے پیش کیا ہے سیاسی، مدنی اور اخلاقی طور پر بنی نوع انسان کے لئے ازحد سود مند ہے اس کا ثبوت مسلمانوں کی اس معجز نما ترقی سے ملتا ہے جو انہوں نے ایک قلیل عرصہ کے اندر کی۔ نیز اس کا ثبوت ان مدنی اور اخلاقی انقلابات سے ملتا ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے ان کے زمانہ ہی میں رونما ہوئے جبکہ مسلمان قوم خدائے بزرگ و برتر پر ایک کامل اور راسخ ایمان رکھتی تھی۔ ایسا ایمان کہ پہاڑ بھی اس کے سامنے پرکاہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ اسی خدائی تخیل کی بنیادوں پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی قوم پیدا کی جو نمونہ کا کام دے سکتی ہے۔ اور درحقیقت یہ ایک بے نظیر نمونہ تھا۔ دُنیا نے لاکھوں پلٹے کھائے۔ اور کروڑوں انقلاب اس پر آئے لیکن ہمت و شجاعت میں، محبت و مودت میں، اخلاق میں، ذہنی اور علمی کمالات میں اور فتوحات ملکی میں ایسی قوم کہیں نظر نہیں آتی۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے اسی تخیل کی بنا پر ایک "عالمگیر سلطنت" کی بنیاد رکھی جو تاریخ عالم میں بلحاظ اس امر کے کہ ہر ایک شہری کا خیال اور اس کی بہبود و سود کا فکر اس کے مدنظر تھا اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ جسقدر زیادہ شدومد سے مسلمان خدا کے اس تخیل پر ایمان رکھتے تھے جو قرآن نے پیش کیا ہے اسی قدر زیادہ خوش حال اور با اقبال ہو گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی ان کے ذہنی قوٰی اور ان کی عقل زیادہ تیز ہو گئی۔ یوں کہنا چاہیئے کہ ایک نئی دُنیا پیدا ہو گئی۔ جو کیا بلحاظ مذہبی اعتقادات کے، کیا بلحاظ، سیاسی تمدنی اقتصادی اور اخلاقی مقاصد کے نئی تھی۔ بالفاظ دیگر ایک نئی تہذیب، ایک نیا تمدن ایک اقل عرصہ کے اندر معرض وجود میں آگیا۔

اپنی کتاب "The new world of Islam" کے دیباچہ میں ڈاکٹر سٹوڈرڈ رقم طراز ہے کہ "ظہور اسلام انسانی تاریخ میں شاید سب سے زیادہ عجیب وغریب اور حیرت انگیز واقعہ ہے۔ ایک ایسی قوم میں اور ایک ایسے ملک میں جس کی طرف کوئی آنکھ بھی نہیں اُٹھ سکتی تھی۔ اسلام ایک صدی کے اندر اندر کمال سرعت سے نصف ربع مسکوں پر پھیل گیا۔ بڑی بڑی زبردست سلطنتوں کو اس نے پاش پاش کر دیا۔ بڑے بڑے قدیم مذاہب کو اس نے تہ وبالا کر ڈالا۔ اور قوموں کی روح کو از سر نو تعمیر کیا۔ اور اس طرح سے کلیتہً ایک نئی دنیا پیدا کر دی۔ یعنے دنیائے اسلام کو ربع مسکوں پر قائم کر دیا۔

جس قدر زیادہ غور و خوض سے ہم اسلام کے اس تعمیری کام کو دیکھتے ہیں اسی قدر زیادہ عجیب وغریب یہ نظر آتا ہے۔ دوسرے مذاہب نے آہستہ آہستہ بڑی سخت جدوجہد کے بعد اپنے قدم جمائے اور بالآخر

ان کو اپنی کامیابی کے لئے زبردست حکمرانوں اور بادشاہوں کی ضرورت پڑی۔ عیسائیت میں قسطنطین۔ بدھ مت میں اشوک، زرتشتیوں میں سائرس۔ ان سب کو اپنے اپنے مذاہب کو ترویج دینے کے لئے بڑی سخت مادی طاقت کو کام میں لانا پڑا۔ لیکن یہ فخر اسلام کو ہی حاصل ہے کہ یہ کبھی کسی بیرونی طاقت کا محتاج نہ ہوا۔ اور اس کو کسی مادی طاقت، کسی دنیوی حکومت کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ ایک صحرا میں اس کا ظہور ہوا جس میں کہیں کہیں خانہ بدوش اقوام بستی تھیں جنھیں انسانی تاریخ میں کوئی امتیاز اور عزت حاصل نہ تھی۔ باوجود ان ظاہری نقائص کے اسلام بڑی بڑی مادی طاقتوں کے خلاف صف آرا ہوگیا۔ اور اس کی پشت پناہ پر چند کمزور انسانوں کے سوا کوئی نہ تھا۔ لیکن کرشمۂ قدرت دیکھئے کہ ایک اعجازانہ رنگ میں تمام عالم پر غالب آگیا۔"

مرسٹر سٹوڈرڈ بالکل بجا فرماتے ہیں۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قوموں کی ارواح کو از سر نو تعمیر کیا یہی آپ کا بڑا معجزہ تھا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ یہ عظیم الشان کام آپ اسی خدا کے تخیل کی برکت اور اس کے طفیل اور اس کے ذریعہ سے سرانجام دے سکے۔ اب ذرا ڈبلیو آر سٹی فنز صاحب کا اعتراف بھی ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتے ہیں۔

وہ (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) ایک ایسے ملک میں پیدا ہوئے جہاں سیاسی نظام، عقل و خرد کی بنا پر کسی چیز کا ماننا اور پاک اوصاف اخلاق کلیتہً مفقود تھے۔ آپ نے ان تینوں چیزوں کو پیدا کر دیا۔ عقل خداداد اور ذہانت طبعی کے ایک ذرا سے کرشمہ سے آپ نے اپنے اہل ملک کے سیاسی حالات، مذہبی معتقدات اور اخلاق میں یک وقت اصلاح فرمادی۔" یہ عقل خداداد کا کرشمہ کیا تھا؟ یہی خدا کا تخیل جو خدا نے اپنی پاک وحی کے ذریعہ آپ پر منکشف فرمایا تھا۔ اسی کے ذریعہ آپ نے تمام سیاسی اور تمدنی نظاموں کے اندر بلند اخلاقی اصول کی بنا پر ہر ایک محیر العقول انقلاب پیدا کر دیا۔

ابتدائے مضمون میں بعض ایسے وصفی اسمائے الٰہیہ دیئے گئے ہیں جو فلاسفروں اور سائنسدانوں کے لئے رہنمائی کا موجب ہو سکتے ہیں۔ لیکن اسلام محض سائنسدانوں ہی کی رہنمائی نہیں کرتا کیونکہ دنیا محض سائنسدانوں کے لئے ہی نہیں ہے۔ اسلام کی درخشاں اور نمایاں کامیابی اسی مرکوز ہے کہ یہ ایک اخلاقی معلم، ایک مصلح تمدن اور ایک سیاسی مدبر کی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ اسلام کا ایک طرۂ امتیاز ہے کہ یہ مذہب بھی ہے اور ایک نظام بھی ہے۔ جہاں بلحاظ مذہب ہونے کے یہ اس قدر دلفریب اور دلکش ہے اس کے ساتھ ہی بلحاظ ایک نظام ہونے کے کچھ کم حیرت انگیز نہیں۔ اسلام میں خدا کا تخیل محض ہماری روح کو تسکین نہیں بخشتا بلکہ ہمارے قوائے ذہنی کی تربیت اور ہماری دنیوی ضروریات کو بھی پورا کرنے میں ہماری رہبری کرتا ہے یہ ہمارے اخلاق کو بلند کرتا ہے۔ اور محض

ہماری ذات تک ہی ہمیں نیک اور صالح نہیں بناتا بلکہ تمام سوسائٹی کو مہذب بنا دیتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ساری دنیا کی اصلاح کر دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ایسی بہت سی آیات ہیں (جن میں سے بعض ذیل میں درج ہیں) جو انسان کے اندر اخلاق فاضلہ پیدا کرنے میں بہت بڑی ممد و معاون ہیں۔ سورۂ المومنون کی ابتدائی آیات ملاحظہ فرمائیے۔

قد افلح المومنون ۝ الذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون ۝ والذین ھم عن اللغو معرضون ۝ والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون ۝ والذین ھم لفروجھم حفظون ۝ الا علی ازواجھم او ماملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین ۝ فمن ابتغی وراء ذالک فاولئک ھم العٰدون ۝ والذین ھم لاماناتھم وعھدھم راعون ۝ والذین ھم علی صلوٰتھم یحافظون ۝ اولئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ، ھم فیھا خالدون ۝ (مومنون)

(ترجمہ) یہ مومن یقیناً کامیاب ہیں جو اپنی نمازمیں عاجزی کرنے والے ہیں اور جو لغو سے منہ پھیرنے والے ہیں۔ اور جو پاکیزگی کے لئے کام کرنے والے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں سے یا اس سے جسکے ان کے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ تو وہ ملامت نہیں کئے گئے۔ لیکن جو اس سے آگے نکلنا چاہیں وہ حد سے بڑھنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں یہی وارث ہیں جو فردوس کو ورثہ میں لیتے ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔

خدا کا وہ تخیل جو قرآن مجید نے پیش کیا ہے اور جو انسان کی اخلاقی اور مجلسی ترقی اور اس کے اندر اخلاق فاضلہ پیدا کرنے میں اس قدر ممد و معاون ہے وہ علاوہ دیگر بہت سی آیات قرآنی کے مندرجۂ ذیل اسمائے آلیہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے :-

المالك - آقا

الملك - بادشاہ

القدوس - پاک

السلام - امن کا پیدا کرنے والا - امن دینے والا -

الجبار - جو دوسروں سے اپنی مرضی کے مطابق کام لے سکتا ہے -

الغفار - بہت بڑا بخشنے والا -

القاھر - جو سب پر غالب ہے -

الوھاب - نہایت بخشش کرنے والا۔

الرزاق - بڑا رزق دینے والا

العلیم - سب کچھ جاننے والا۔

السمیع - ہمیشہ سننے والا۔

البصیر - سب کچھ دیکھنے والا۔

الحکم - فیصلہ کرنے والا۔

العادل - عدل کرنے والا۔

الخبیر - جو ہر چیز سے واقف اور خبر رکھنے والا ہے۔

الحسیب - محاسبہ کرنے والا۔

المحصی - حساب کرنے والا۔

الرؤف - نرمی برتنے والا - مہربان بالخصوص رفع مشکلات میں۔

مالک الملک - تمام بادشاہتوں کا بادشاہ

ذوالجلال والاکرام - شان، طاقت، عزت، عظمت اور رحم کا مالک۔

المقسط - انصاف دینے والا۔

المغنی - جو دوسروں کو امیر بنا دیتا ہے اور دولت غنا بخشتا ہے۔

الھادی - ہدایت کرنے والا۔

الصبور - صبر کرنے والا۔

مفصلہ بالا اسمائے الٰہی کا مطالعہ کرتے ہوئے قارئین کرام کو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم کے اس قول کو فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ تخلقوا باخلاق اللہ - یعنی اپنے آپ کو اخلاق الٰہیہ میں رنگین کرو - کیا اس سے بہتر اور بلند کوئی مقصد انسانی زندگی کا ہو سکتا ہے جو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ اپنے آپ کو اخلاق الٰہیہ میں رنگین کرو - لاریب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کرام اور آپ کے تابعین علیہم الرحمۃ نے اپنے آپ کو بحد امکان خدائی صفات سے متصف کیا اور اسی وجہ سے محض چند سالوں کے عرصہ کے اندر انہوں نے عربوں، ترکوں اور مغلوں کی پرانی راسخ شدہ عادات کو بدل ڈالا۔

یہ اقوام وہ ہیں جو دراصل نہایت وحشی تھیں لیکن ان پاک نفوس کی برکت اور اثر سے وہ مہذب اور نیکو شعار بن گئیں۔ ان میں شجاعت اور بہادری کے جوہر پیدا ہو گئے۔ اور وہ دنیا میں جدید تہذیب و تمدن کی بانی بن گئیں۔ یہ اسی تخیل ذات باری کا نتیجہ تھا کہ ایک نہایت قلیل عرصہ کے اندر ایک آزاد قوم جسکو صحیح معنوں میں جمہوریت کہنا چاہیئے پیدا ہو گئی اور ایک ایسی سلطنت معرض وجود میں آگئی جس میں اشتراکیت کا رنگ بوجہ ادنیٰ جھلکتا تھا جس کی دولت و قسمت میں ملک کے ہر کہہ و مہہ شریک تھے اور بڑے چھوٹے کا امتیاز نہ تھا اور تعلقات اخوۃ و مساوات میں اپنی نظیر نہ رکھتی تھی اسی تخیل کا ہی نتیجہ تھا کہ اس قوم میں جو ایک صدی کے اندر اندر تمام روئے زمین میں پھیل گئی علم اور ترقی کی ایک نہ بجھنے والی پیاس پیدا کر دی گئی تھی اور مسلمان اس قابل ہو گئے کہ انہوں نے ایک بجلی کی سرعت کے ساتھ دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ فتح کر ڈالا۔ ان کی فتوحات دو گونہ تھیں۔ ایک ملکی اور دوسرے علمی و اخلاقی۔ یا بالفاظ دیگر وہ تہذیب و تمدن کے لحاظ سے بھی بہت بڑے فاتح تھے۔ کیا ایسی قوم اور ایسی سلطنت سے بہتر کسی قوم کا بنانا ممکن ہو سکتا ہے جو ایسے افراد پر مشتمل ہو جن میں وہ اوصاف پائے جائیں جن کا ذکر اوپر ہوا ہے۔

ممکن ہے کسی کو یہ خیال گزرے کہ کسی مذہب کا پیش کردہ تخیل ذات باری محض اسی حد تک نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ ایک فلاسفر، ایک سائنسدان یا ایک مدبر یا ایک مقنن یا ایک اخلاقی معلم کی ہی تسکین اور تسلّی کا موجب ہو سکے بلکہ اس تخیل میں وہ تمام سامان چاہئیں جن میں انسانی روح کی تڑپ کا علاج ہو مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام اس سے بھی عاری نہیں۔ یہ فخر بھی بجا طور پر اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس میں بڑے بڑے اولیاء اللہ اور بلند مرتبہ ربانی انسان پیدا ہوئے۔ جن کی نظیر دوسرے مذاہب میں تلاش کرنے سے نہیں ملتی۔

توحید فی الاسلام

اس کتاب میں خواجہ صاحب مرحوم نے ضروریات زمانہ کے مطابق مسلمانوں کے ہر شعبہ زندگی پر روشنی ڈالی ہے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ روح توحید ہی تہذیب و تمدن کی جان ہے اسی سے اخلاق فاضلہ کی آبیاری ہوتی ہے غرض کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ قیمت مجلد ۸ر مجلد ۱۱ر پتہ:- مسلم بک سوسائٹی۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

اسلام میں "نماز" کی ظاہری اور باطنی اہمیت

(جناب خان بہادر حاجی بی ایم کے ۔ لودھی صاحب)

حصۂ اول

تمہید

مذہب کی مختصر تعریف دو اہم اصول پر مشتمل ہو سکتی ہے :۔

الف ۔ ایسی ہستی پر ایمان جو نہ صرف انسان بلکہ تمام مخلوقات سے اعلیٰ و ارفع ہو ۔ اور

ب ۔ ایسی عظیم الشان ہستی کی پرستش ۔

یہ عقیدہ نہایت قدیم ہے ۔ ایسا ہی قدیم جیسا کہ خود انسان یا ایسا قدیم جیسی کہ انسانی عقل و شعور ۔ اور ایسا فطری ہے جیسا کہ خود انسان کے اندر مذہبی استعداد ودیعت کی گئی ہے ۔ " اس کائنات میں کوئی چیز ایسی عظیم الشان نہیں ہے جیسی کہ انسان ۔ انسان میں کوئی چیز ایسی بڑی نہیں ہے جیسا کہ قلب اور انسان کے دماغ میں کوئی چیز ایسی بڑی نہیں ہے جیسی کہ خدا کا تخیل " یہ وہ کلمات ہیں جو سر ولیم ہملٹن کی زبان قلم سے نکلے ہیں ۔

اسلام میں نماز کی اہمیت } ایک ایسے خالق مطلق پر ایمان لانے سے ہی جو اپنے ارادہ اور قوت اور صفات رحیمیت میں بے نظیر و بے مثل ہو انسان کے اندر ایسی ہستی کے متعلق "عزت و عظمت" کے جذبات پیدا ہوتے ہیں ۔ قطع نظر ان تذکروں کے جو مذہبی کتب میں پائے جاتے ہیں ۔ جن محققین نے قدیم زمانہ کے حالات و واقعات کا تفحص کیا ہے جیسا کہ پروفیسر سکاٹ ایلیٹ نے پتہ لگایا ہے کہ خدا سے ڈرنے کا جذبہ نہایت بعید قدیم زمانہ میں بھی پایا جاتا تھا ۔ یوں کہنا چاہئے کہ قبل از زمانہ تاریخ انسان میں بھی یہ جذبہ موجود تھا ۔ وہ چیز جو اس خوف کے جذبہ سے پیدا ہوئی اس کو اصطلاح مذہب میں پرستش کہتے ہیں (ملاحظہ ہو ایڈورڈ کلاڈ کی کتاب Story of Creation) بالفاظ دیگر یوں کہنا چاہئے کہ پرستش کے ابتدائی جراثیم "خوف" میں مضمر تھے ۔ اسی بنا پر یہ ضرب المثل مشہور ہے کہ "خدا کو بنانے والی پہلی چیز خوف ہے[1]" خوف کے بعد اعتقاد پیدا ہوا ۔ اور اعتقاد کے بعد پرستش ۔

[1] یہ انگریزی ضرب المثل کا ترجمہ ہے ۔ اردو علم ادب میں کوئی ایسی ضرب المثل نہیں ہے ۔ مترجم

اور "اعتقاد" "خوف" اور پرستش کے اجزائے ثلاثہ سے وہ "ڈھانچا تیار ہوا یا وہ نظام قائم ہوا جسکو مذہب کہا جاتا ہے۔

لہٰذا پرستش خدا کے قرب اور اس کے وصال کی تڑپ کا جو انسان میں پائی جاتی ہے ایک کامل مظاہرہ ہے یہ وہ عمل ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ پرستش کرنے والا

(الف) اپنے سے اعلیٰ اور ارفع ہستی سے طالب امداد اور رہنمائی کا خواہاں ہے۔ (اور اس ہستی پر اس کو یقین ہے کہ وہ اس قدر زبردست ہے کہ اس کی امداد اور رہنمائی پر قادر ہے)

(ب) اس عظیم الشان طاقت سے وہ ڈرتا ہے۔

(ج) اس عظیم الشان طاقت کے سامنے عجز و انکسار کا اظہار کرتا ہے۔

(د) اس طاقت کی تعظیم و تکریم کرتا ہے جو بالآخر مقام محبت پر اس کو لیجاتی ہے۔

(س) اس سے وہ رحم کی امید رکھتا ہے

(ص) وہ اپنے اسقام وعیوب یا غلطیوں پر ندامت یا افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ اور

(ش) اس کے حضور تائب ہوتا ہے

یہ بڑے بڑے اجزائے ترکیبی ہیں جن سے پرستش یا عبادت کا نظام ترکیب پاتا ہے۔ اور اس کا آخری نتیجہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے قرب کی جلوہ گاہوں میں جا پہنچتا ہے۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ جس طرح ایک بچہ اپنے باپ کی آغوش محبت میں بیٹھ جاتا ہے اسی طرح عابد انسان مقام قدس پر جا پہنچتا ہے یہاں انسان اور خدا کے درمیان ایک پردہ یا حجاب حائل ہے۔ وہ پردہ یا حجاب انسان کا خاکی یا فانی جسم ہے عابد کو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی فانی اس ذوالجلال والاکرام ازلی ابدی خدا کے مقام تقدس میں دم مارنے کی طاقت نہیں رکھتا جب تک کہ اس پردہ کو جو درمیان میں حائل ہے کسی وسیلہ سے ہٹا نہ دے۔ اور وہ وسیلہ یا ذریعہ یا وہ آلہ انسان کا قلب ہے محض قلب انسانی اس اعلیٰ اور ارفع ہستی تک پہنچتا ہے۔ دونوں کا اتصال ہو سکتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے سے مکالمہ ومخاطبہ کر سکتے ہیں۔ ایک طرف دعا۔ تعریف اور التجا کا سلسلہ ہے۔ اور دوسری طرف برکتوں اور رحمتوں کی بارش ہے۔ اس طرح سے دونوں کے باہم اتصال و دونوں کے الحاق اور مکالمہ کا نام اصطلاح مذہب میں "نماز" ہے۔ نماز کو ہم ایک نردبان یا سیڑھی سے مشابہت دے سکتے ہیں جس سے قلب انسانی خدا تک جا پہنچتا ہے۔ اور یہی وہ بے بہا نعمت ہے جس سے انسان کا دلی

اطمینان حاصل کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ۔ نماز میں انسان راحت پاتا ہے۔ اس کو مصائب و آلام برداشت کرنے کی طاقت اور قوت حاصل ہوتی ہے۔ اس نماز کا ہی دوسرا نام عربی میں "عبادت" ہے۔ یہ لفظ نہایت پرمعنی ہے۔ اس سے عربی لغت کی وسعت کا پتہ لگتا ہے اور زبان کی اس خصوصیت پر روشنی پڑتی ہے۔ کہ الفاظ کے اندر ہی معانی مستور ہیں۔ اور اس حقیقت پر دال ہیں جس کے لئے وہ وضع کئے گئے ہیں۔ عبادت کا مادہ "عبد" ہے جس کے معنے ہیں "غلام" یا "بندہ" اور تمام بنی نوع انسان کو عربی میں "العباد" کہا جاتا ہے۔ ایک غلام یا بندہ اپنے آقا کے سامنے حاضر ہونے کی جرأت نہیں کرتا جب تک کہ اپنے وجود کو درمیان میں سے نہ نکال دے۔ اور اپنی ہستی کو مٹا نہ ڈالے۔ لفظ عبادت کے ابتدائی معنے ہیں کسی چیز کو پیس ڈالنا۔ اس لئے کہ بعض اشیا اپنی شکل بدل لیں ان کے لئے پہلے پس کر خاک بن جانا ضروری ہے علے ہذا اس ذات قائم بنفسہ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنی ہستی کو خاک میں ملا دے۔

مشت غبار اپنا تیرے لئے اڑایا

جب سنا کہ شرط مہر و وفا یہی ہے

لفظ عبادت میں اسی مفہوم کو ادا کیا گیا ہے۔ وسیع معنوں میں اس لفظ کے اندر خلق خدا کی خدمت کا مفہوم بھی آجاتا ہے۔ کیونکہ دوسروں کی خدمت میں بھی انسان ایک قربانی کرتا ہے۔ خواہ وہ قربانی مال و دولت طاقت یا آرام یا وقت یا کسی اور چیز کی ہو۔ یہ ہیں مجملاً اور مختصراً ابتدائی معنے عبادت یا نماز کے۔ اس کے بعد ہم "نماز" کے عام اصول اور اس کے عام پہلو بیان کرتے ہیں۔

حالت نماز میں انسان کو یقین کامل ہونا چاہئے کہ وہ جس کو تلاش کرتا ہے وہ رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے نحن اقرب الیہ من حبل الورید ۔ پھر انسان کو یہ بھی یقین ہونا چاہئے کہ جہاں کہیں بھی انسان ہے وہ قادر مطلق اس کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے:۔ وھو معکم این ما کنتم۔ واللہ بما تعملون بصیر (سورہ الحدید) پھر یہ کہ وہ خدا انسان کے سامنے موجود ہے اور وہ اس کو دیکھتا ہے۔ ہاں وہ اس کو دیکھتا ہے اور اس کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ پس ایسا یقین کرو کہ گویا نماز میں خدا تمہارے ساتھ بیٹھا ہے۔ تم اس میں گم ہو گئے۔ تم نماز میں اس قدر گم ہو جاتے ہو اور معبود حقیقی میں اس قدر محو ہو جاتے ہو کہ تمہیں اپنی ہوش نہیں رہتی۔ نہ صرف اپنی بلکہ کل دنیا کی خبر نہیں رہتی۔ اور تمہارا دل تمام دنیوی خیالات سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ اور خدا ہی خدا اس کے اندر جلوہ گر ہو جاتا ہے۔ یہ قلب کی ایک قدرتی

حالت ہے اور یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔ مثال کے طور پر ہر ایک ایسے شخص کو جو دوسرے شخص سے گفتگو میں مصروف ہے۔ دوران گفتگو میں وہ اس گھنٹہ کی آواز بھی نہیں سنتا جو عین اس کے سامنے بج رہا ہے۔ ایک بندوق چھوٹتی ہے اور وہ نہیں سنتا۔ اگرچہ بندوق کی آواز قریب ہی ہو۔ تاہم اس کے کان اس کے سننے سے عاری رہتے ہیں۔ ایک گاڑی کا شور و شغب بھی وہ نہیں سنتا بلکہ گاڑی اس کے سامنے سے گزر جاتی ہے وہ محسوس نہیں کرتا۔ جب دنیوی امور میں انسان کے دماغ کی یہ کیفیت ہو تو خود سمجھ لیجئے کہ انسان کس قدر محو ہوگا جب کہ وہ سمجھتا ہو کہ میں احکم الحاکمین کے سامنے کھڑا ہوں۔ اور اس کے حضور میں اپنی عرضداشت پیش کر رہا ہوں۔ لہذا اس میں کچھ تعجب کی بات نہیں کہ حالت نماز میں انسان اپنے آپکو کلیتہً بھلا دے۔ اور اپنے نفس کو خدائے واحد کے آستانہ عالیہ پر نثار کردے۔ "فصل لربک وانحر" اپنے رب کی نماز پڑھ اور قربانی کر۔ یہ قرآن مجید کے الفاظ ہیں۔ قربانی خواہ دنیوی مفاد کے لئے ہو، یا کسی روحانی مطلب کے لئے۔ اس کا ضرور اجر یا انعام ملتا ہے۔

وہ دعا جو تخلیہ میں الگ ہو کر کی جائے زیادہ موثر اور زیادہ بارور ہوتی ہے۔ جب کہ خلوص و محبت، اور خوف و رجا کے خیالات امنڈ امنڈ کر دل میں آتے ہیں۔ اور وہ دعا کو خدا کے حضور پہنچا دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بالکل قدرتی بات ہے کہ ایک شخص دوسرے کے سامنے اس وقت اپنا دل کھولکر رکھتا ہے جبکہ کوئی تیسرا وہاں نہ ہو۔ علی ہذا جو شخص تخلیہ میں دعا مانگتا ہے جہاں اس کو کوئی نہیں دیکھتا اور کوئی اسے مخل نہیں ہوتا وہ خوب دل کھول کر خدا کے حضور اپنی معروضات پیش کر سکتا ہے۔ اور جو اس کے دل کے پردوں میں چھپا ہو وہ اس کو بلا تکلف عرض کر سکتا ہے۔ اس پر خوف طاری ہوتا ہے۔ وہ خدا کی حمد و ثنا کرتا ہے۔ وہ اس کی تسبیح تقدیس کرتا ہے۔ وہ اس سے التجائیں کرتا ہے۔ اپنی غفلتوں اور سیاہ کاریوں پر روتا ہے۔ یہ تمام امور ایسے ہیں جو انسان دوسروں کے سامنے نہیں کر سکتا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مغفرت ہی حاصل نہیں کرتا اور اس کے گناہ ہی بخشے نہیں جاتے بلکہ وہ درگاہ خداوندی سے انعام و اکرام کا مورد ٹھیرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے ان الذین یخشون ربھم بالغیب لھم مغفرۃ واجر کبیر۔ (سورۃ الملک) یعنی وہ لوگ جو غائبانہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔ یہ نتائج کب حاصل ہوتے ہیں اور کونسا وقت موزون ایسی نماز کے لئے ہے جس سے یہ انعامات انسان حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے لئے رات کا وقت نہایت موزون ہے رات کے وقت میں بالخصوص جبکہ انسان آدھی رات کے بعد بیدار ہوتا ہے اور وہ اپنی روح میں کسی قدر تازگی محسوس

کرتا ہے۔ اور جبکہ خدا کا دیا ہوا امن و امان سب دنیا پر سایہ فگن ہوتا ہے اور تمام کائنات اپنے مالک کے حضور راجع ہوتی ہے۔ انسان کا دل تمام دنیوی تفکرات سے خالی ہو جاتا ہے۔ اور جس طریق پر انسان چاہے اس کو کام پر لگا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رات کی نماز جس کو صلوٰۃ اللیل یا تہجد کہتے ہیں۔ اس کے متعلق قرآن مجید میں تاکید آئی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ ومن اللیل فتھجد بہ نافلۃ لک۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا (سورہ بنی اسرائیل) یعنے رات کے کچھ حصے میں اس قرآن کے ساتھ جاگتا رہ یہ تیرے لئے نفل کے طور پر ہے۔ امید ہے کہ تیرا رب تجھے بڑی تعریف کے مقام پر کھڑا کرے۔" یہ نماز فریضہ یعنی پانچ وقت کی نماز کے علاوہ نماز ہے لفظ تہجد ہجد سے نکلا ہے جسکے معنے ہیں جاگنا۔ اور اس کے مرادی معنے ہیں رات کے وقت نماز کے لئے نیند سے بیدار ہونا۔ نیند کو قربان کرنا اور خدا کے لئے جاگنا کوئی معمولی بات نہیں۔ بہت بڑی قربانی ہے بالخصوص پچھلے حصۂ شب میں جاگنا جبکہ نیند گہری ہوتی ہے۔ لیکن اس جاگنے اور نماز ادا کرنے کا نتیجہ نہایت شاندار ہے۔ ایسا شاندار ہے کہ انسان اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اس کے نتائج انسان کے وہم و تصور میں بھی نہیں آسکتے۔ خدا فرماتا ہے کہ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا۔ تہجد پڑھنے کا غیر معمولی اجر اور ثواب دنیوی اور دینی مفاد پر مشتمل ہے۔ جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ ان فوائد کا اندازہ اور قدر و قیمت وہی جانتے ہیں جنھوں نے نماز کو فطرت ثانی بنا لیا ہے۔ دوسروں پر اس حقیقت کا انکشاف نہیں ہو سکتا اور نہ الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

نماز کی روحانی لذت اب ذرا نماز کی روحانی کیفیت اور لذت کا بھی حال سنیئے: پیغمبر اسلام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس دنیا میں تین چیزیں میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنائی گئی ہیں ایک ان میں سے نماز ہے۔ اس حدیث کے معنے بہت عمیق اور گہرے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے محبت رکھتے تھے یا نماز آپکی محبوب ترین چیزوں میں سے ایک تھی۔ اور اس میں آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی۔ یہ آنکھوں کی ٹھنڈک کیا ہے؟ کیا یہ وہ ٹھنڈک ہے جو ہم لوگ اس دنیا میں محسوس کرتے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ روحانی ٹھنڈک ہے۔ اس کی اگر آپ تشریح چاہتے ہیں تو مسلمانوں کے بہت بڑے صوفی ابن العربیؒ سے پوچھئے جسکو "مسلم فلاسفروں کا شیخ" کہا جاتا ہے۔ آپ نے اپنی مشہور و معروف اور مقبول عام کتاب "فصوص الحکم" میں اس پر خوب لکھا ہے (اگرچہ آپ کی یہ تشریح کسی قدر صوفیانہ ہے) بہرحال اس تشریح کا خلاصہ یہ ہے کہ "یہ آنکھوں کی ٹھنڈک وہ ٹھنڈک ہے جو ایک انسان خدا کے قرب سے حاصل کرتا ہے۔ خدا سے مکالمہ و مخاطبہ سے حاصل کر سکتا ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر خدا کے

دیدار کو حاصل کر سکتا ہے۔ اس دنیا میں یا دوسری دنیا میں انسان کے لئے کوئی راحت، کوئی نعمت اور کوئی خوشی ایسی عظیم الشان نہیں۔

سجدہ کی جیسی کہ وہ راحت اور وہ خوشی جو انسان کو سجدہ میں حاصل ہوتی ہے۔ یہ سجدہ ہے جو انسان کو خدا کے قرب میں لے جاتا ہے" واسجد واقترب" خدا کا حکم ہے۔ یعنی سجدہ کرو اور خدا کا قرب حاصل کرو۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الصلوٰۃ معراج المومنین۔ یعنی نماز مومنین کا معراج ہے۔ معراج حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ اسرا کو کہتے ہیں۔ جس کا ذکر ابتدائے سورہ بنی اسرائیل میں ہے سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہٗ۔ یہ ایک روحانی اسرا تھا جو کامل بیداری کی حالت میں وقوع پذیر ہوا۔ یہ تجلیات روحانیہ تھیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اکرم کو عنایت فرمائیں۔ یہ آسمانی برکات تھیں جو قادر مطلق نے آپ کو بخشیں تاکہ وہ ذات پاک آپ کو اپنے بعض نشانات دکھائے۔ جیسا کہ قرآن کی آیت بالائے آخری الفاظ میں فرمایا لنریہٗ من اٰیٰتنا۔

سجود۔ نماز میں وہ آخری مرحلہ اور عبادت کی وہ انتہائی صورت ہے جس میں انسان کے دل و دماغ دونوں انتہائی اور غایت درجہ عجز و انکسار کا اظہار اپنے مالک حقیقی کے حضور میں کرتے ہیں۔ یہ وہ صورت ہے اور وہ ہیئت ہے جس کو ابلیس یعنی شیطان نے فخر و تکبر میں آکر اختیار کرنے سے انکار کر دیا۔ وکان من الکافرین کا مصداق ہو گیا نعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ اب جبکہ سجود شیطان کے لئے دشمن ثابت ہوا۔ (کیونکہ اس کے نہ کرنے سے وہ مردود ہو گیا) انسان کے لئے یہی سجدہ خدا کی رحمت اور برکت کا موجب ہو گیا۔ شیطان کو شکست دینے کا یہ مطلب ہے کہ انسان اس چیز سے پیار کرے جس سے وہ نفرت کرتا ہے اور اس چیز سے نفرت کرے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

ہمارے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو نماز کی حقیقت کو کمال درجہ پر سمجھتے تھے۔ اور اس کے تاثرات سے کما حقہ واقف تھے۔ آپ جب نماز ادا فرماتے بالکل ایک مختلف حالت میں نظر آتے تھے۔ یوں کہنا چاہئے کہ حالت نماز میں آپ اپنے آپ سے بھی بیخبر ہو جاتے تھے۔ یہ محویت کا عالم تھا جو نماز کی حالت میں آپ پر وارد ہوتا اور آپ اپنے نفس سے بیگانہ ہو کر خدائے تعالیٰ کے وجود میں گم ہو جاتے۔ بخاری میں مرقوم ہے کہ ایکدن جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مسجد مکہ میں نماز ادا فرما رہے تھے اور حالت سجود میں تھے کسی ایک شریر شخص نے ابوجہل کے اشارہ پر جو آپ کا ایک سخت دشمن تھا۔ اونٹ کی اوجھڑی حضور کی گردن پر پھینکدی۔ حضرت نبی کریم صلعم نماز میں اس قدر

استغراق کی حالت میں تھے اور اس قدر محویت آپ پر طاری تھی کہ آپ نے اس کو محسوس بھی نہ کیا۔ آپ کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں اور انہوں نے اس اوجھڑی کو حضور کی گردن اور شانوں سے اتار پھینکا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کا ایک ایسا ہی واقعہ بیان کیا جاتا ہے جو مومنین کے لئے ایک ایسا واقعہ ہے جس سے ان کے قلوب میں ایمان کی حرارت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک دفعہ آنجناب کے کسی جنگ میں تیر لگا۔ تیر آپ کے جسم مبارک میں اس قدر گہرا چلا گیا تھا کہ اس کو نکالنے کی تمام کوششیں ناکام رہیں۔ کیونکہ اس کے نکالنے سے سخت درد اور تکلیف ہوتی تھی۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ ٹھہرو مجھے نماز پڑھنے دو۔ آپ نماز میں کھڑے ہوئے اور تیر نکالنے سے فوراً نکل آیا۔ اس قسم کی کئی مثالیں بیان کی جا سکتی ہیں۔

ان واقعات میں وہ کونسی چیز ہے جو کلوروفارم کی طرح عمل کرتی تھی۔ یعنی کیا وجہ تھی کہ اس قدر تکلیف اور دکھ کا احساس بھی نہیں ہوتا تھا۔ اس کی وجہ یہی تھی جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں یعنی قلب انسانی کی **کامل محویت** اور خدا میں **کامل جذب**۔ جس سے وہ گویا خدا کو دیکھتے تھے۔ اور خدا ان کی آنکھوں کے سامنے جلوہ گر ہوتا تھا۔ ان کی اس حالت کو اس عاشق زار سے تشبیہ دی جا سکتی ہے جو اپنے محبوب کے جمال و حسن پر فریفتہ ہو کر اس کے دیدار فرحت آثار میں مستغرق ہو

نماز میں خشوع و خضوع

یاد رکھنا چاہئے کہ ان جذبات اور حسیات کا منبع اور سرچشمہ قلب ہے۔ یہ جذبات یہ حسیات ایک دریا کی طرح بہہ نکلتے ہیں بشرطیکہ قلب انسان (جو منبع ہے) شک، شبہ کے خس و خاشاک سے پاک و صاف ہو۔ اور محبت و اخلاص کے پانی سے معمور ہو۔ جب تک یہ حالت نہ ہو نماز شرف قبولیت حاصل نہیں کرتی۔ جب تک اخلاص اور محبت دل میں موجزن نہ ہو اور خشوع و خضوع نماز میں حاصل نہ ہو تب تک نماز خدا کے حضور میں نماز نہیں کہلا سکتی۔ انسان کو قرب الٰہی اسی وقت حاصل ہوتا ہے کہ نماز میں خشوع و خضوع حاصل ہو اور محبت اور اخلاص سے اس کا دل معمور ہو۔ ایک انگریز محقق کا قول ہے کہ "پاک دل آسمانوں کو چیرتا ہوا نکل جاتا ہے۔" شیکسپیئر ہیملٹ میں لکھتا ہے کہ:

Words without thought never to heaven go

یعنی محض لفاظی جس میں اخلاص نہ ہو آسمان تک نہیں پہنچتی۔ اور سر محمد اقبال جو کہ ایک فلسفی شاعر ہیں ایک جگہ فرماتے ہیں ؎ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے ÷ پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے۔

یہ اگرچہ وجدانی باتیں ہیں لیکن تجربہ اور سائنس کے خلاف نہیں بلکہ مطابق ہیں جس طرح کہ ایک انسان اگر شکر کھاتا رہے تو وہ شیرینی کا مزہ نہیں چکھ سکتا۔ عین اسی طرح محض زبان سے نماز پڑھ لینا یا تعریف کرنا کچھ فائدہ مرتب نہیں کر سکتا۔

دعا۔ قلب انسانی ایک wireless کا حکم رکھتا ہے۔ اور دماغ انسانی اس طاقت کا مرکز ہے۔ اس مرکز سے ایسی ہی لہریں پیدا ہوتی ہیں جس طرح کہ ایک wireless Set سے پیدا ہوتی ہیں جسقدر غور و فکر زیادہ شدت سے ہوگا اسی قدر شدت ان لہروں میں بھی پیدا ہوگی۔ بے تار کے پیغامات ۱۸۶۰۰۰ میل فی سیکنڈ کے حساب سے سفر کرتے ہیں۔ لیکن خدا دور نہیں ہے۔ وہ نہایت قریب ہے وہ فرماتا ہے واذا سالك عبادی عنی فانی قریب (سورۃ البقر) یعنی جب میرے بندے مجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو میں قریب ہوں"۔ وہ ہمارے ساتھ ہے جہاں کہیں کہ ہم ہوں۔ وہ ہمارے "بے تار" قلب کے ساتھ ہے۔ جہاں ایک طرف پروفیسر ٹنڈل جو کہ wireless کا مشہور موجد ہوا ہے۔ اس نے سائنس کے ذریعہ سے یہ ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی ہے کہ نماز یا دعا میں کوئی طاقت نہیں ہے۔ مارکونی نے اسی سائنس سے مستفید ہو کر اس امر کا بزور اعلان کیا ہے کہ نماز کسی دن ایک سائنٹفک حقیقت ثابت ہو جائے گی۔ اس کی تو محض ایک توقع ہی توقع ہے جو کہ سائنٹفک تجارب پر مبنی ہے۔ لیکن تیرہ سو سال پہلے ہی قرآن کریم اس کو ایک حقیقت ثابتہ بیان کر چکا ہے:۔ فرماتا ہے

الف۔ فاذکرونی اذکرکم (البقرہ) تم مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا۔

ب۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان (البقرہ) میں دعا کو جب کہ دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے، قبول کرتا ہوں۔

(ج) ادعونی استجب لکم۔ تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا کو قبول کرونگا۔ (سورۃ المومن)

اسی قسم کی کئی اور آیات بھی ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کے ذکر سے یا اس کی عبادت سے جو فوائد عظیمہ حاصل ہوتے ہیں وہ اپنی نوعیت میں کثیر در کثیر اور مختلف ہیں اور ان کا مختلف ہونا ذکر الٰہی کی مقدار یا قلت و کثرت پر مبنی ہے۔ جس قدر ذکر الٰہی میں کثرت ہوگی اسی قدر نتائج بھی کثیر ہوں گے۔ بخاری میں حدیث قدسی ہے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ "میں ایسا ہی ہوں جیسا میرا بندہ میرے متعلق ظن کرتا ہے جس طرح وہ چاہے میرے متعلق ظن کرے"۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے کہ خدا ہمارے متعلق ایسا ہی خیال کرتا ہے جسطرح ہم اس کے

متعلق کرتے ہیں۔ اس امر کو ایک فارسی شاعر نے نہایت خوبصورتی سے بیان کیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ اگر تم خدا کا خیال اس طرح کرو جسطرح کہ تمہارا حق ہے تو خدا بھی تمہارا ایسا ہی خیال کرے گا جیسا کہ اس کا حق اور اس کی شان کے شایان ہے۔ پھر ایک اور حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے جو کوئی ایک بالشت میری طرف آتا ہے میں دو بالشت اس کی طرف آتا ہوں۔ جو کوئی دو بالشت میری طرف آتا ہے میں اس کی طرف چار بالشت آتا ہوں۔ اور جو کوئی میری طرف چلکر آتا ہے میں اس کی طرف بھاگتا ہوا جاتا ہوں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہئیے کہ خدا بندہ کا زیادہ طالب ہے بہ نسبت اس کے کہ بندہ اس کا طالب ہو۔ تو پھر کیا انسان اپنی روٹی اور کھانے پینے سے بھی زیادہ خدا کے ذکر و فکر سے غافل ہوگا۔ فرید الدین عطار جو بہت بڑے صوفی گزرے ہیں فرماتے ہیں کہ نماز انسان کی روحانی خوراک ہے۔ یہ وہ چیز ہے جس سے اس کی روح تربیت پاتی ہے۔ یہ روح کی غذا ہے۔ روحانی نشوونما کے لئے یہ ایسی ہی ضروری ہے جیسی کہ جسمانی صحت اور نشوونما کے لئے خوراک۔ نماز سے غافل ہونا محض یہی نہیں ہے کہ انسان نماز ہی نہ پڑھے بلکہ نماز کو صحیح طور پر ادا نہ کرنا اور حالت نماز میں پوری توجہ اور خشوع و خضوع سے کام نہ لینا یہ بھی درحقیقت نماز سے غافل ہونے کے مترادف ہے۔ فویل للمصلین الذین ھم عن صلوتھم ساھون پس افسوس ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں یعنی پوری توجہ اور کمال خشوع و خضوع سے ادا نہیں کرتے۔

وہ چیز جو نماز کو حقیقی نماز بناتی ہے۔ وہ چیز جس سے خدائے بزرگ و برتر اور انسان کے درمیان رشتہ تعلق بندھتا ہے اور جس سے خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ وہ نماز میں خلوص، نماز میں خشوع و خضوع اور توجہ ہے۔ خدا ظاہری اٹھنے بیٹھنے کو نہیں دیکھتا۔ اس کی نظر انسان کے دل پر پڑتی ہے۔ وہ خلوص کو چاہتا ہے۔ وہ حقیقت کو دیکھتا ہے۔ خدا کی ذات پاک ازلی ابدی ہے۔ وہ احکم الحاکمین ہے۔ قائم بذاتہ اور حی و قیوم ہے۔ وہ رحمٰن اور رحیم ہے۔ وہ رب العالمین ہے۔ ان صفات حسنہ کے تقاضا سے وہ بھدی سے بھدی دعا کو بھی سن لیتا ہے خواہ وہ دعا اس ناخواندہ مگر معصوم گڈریا کی ہو جو حضرت موسٰی علیہ السلام کے زمانہ میں تھا۔ اور جس کا ذکر حضرت مولانا روم نے اپنی مثنوی میں کیا ہے اور جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک دن ایک گڈریا نے اپنے ریوڑ کو خیرباد کہا اور خدا کی محبت سے سرشار ہو کر ایک نزدیک کی عبادتگاہ میں چلا گیا اور نہایت خشوع و خضوع اور کمال محبت و خلوص سے خدا تعالٰے کو ان الفاظ سے مخاطب کرنا شروع کیا:-

ایک گڈریا کی دعا اے میرے مالک جہاں کہیں کہ تو ہے میں تجھے پہچان لوں گا۔ میں تیری چاکری

کروں گا۔ تیرے بالوں کو کنگھی کروں گا۔ تیری جوتیوں کو صاف کرونگا۔ اور تیرے مکان کو جھاڑو دونگا۔ ہر روز تیرے پینے کے لئے دودھ لاؤں گا۔ اور شہد لاؤں گا۔ . . . . . وغیرہ وغیرہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گڈریا کے یہ الفاظ سن پائے۔ آپ سخت ناراض ہوئے کہ یہ الفاظ خدا کی شان اور اس کی صفات کے شایان نہیں۔ آپ نے اس کو وہاں سے نکال دیا۔ بیچارہ گڈریا رو پڑا اپنے کپڑوں کو پھاڑا اور شکستہ دل ہو کر چلا گیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ اس قصہ کی جان ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر خدا کا عتاب نازل ہوا۔ کہ کیوں انہوں نے ایک گڈریا کو جبکہ وہ اپنی محبت اور شوق میں خدا سے دعا مانگ رہا تھا اور اپنے خلوص کا اظہار کر رہا تھا اس طرح سے جھڑکا اور اس کو اس جگہ سے شکستہ خاطر بنا کر نکال دیا۔ خدا کی وحی موسیٰ پر نازل ہوئی کہ ع۔ بندۂ ما را چرا کردی جُدا ‌* یعنی اے موسیٰ تو نے کیا غضب کیا کہ میرے بندہ کو مجھ سے جُدا کر دیا۔ ؎

تو برائے وصل کردن آمدی نے برائے فصل کردن آمدی

یعنی اے موسیٰ تو بندوں کو خدا سے جوڑنے کے لئے بھیجا گیا ہے نہ کہ جُدا کرنے کے لئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ میرے نزدیک سب سے بُری بات مخلوق کا خالق سے الگ کرنا ہے اور کسی ایسے شخص پر جبر روا رکھنا مجھے سخت ناپسند ہے۔ میں نے مخلوق اس لئے پیدا نہیں کی کہ وہ میری بڑائی کریں بلکہ اس کا مقصد یہ ہے۔ کہ وہ میرے ساتھ پیوند جوڑیں۔ میں زبان کو نہیں دیکھتا۔ وہ خواہ کیسی ہی کج مج کیوں نہ ہو مجھے اس کی پرواہ نہیں میں دل کو دیکھتا ہوں۔ میرے نزدیک اس خلوص و محبت کی قدر ہے۔ جس دل میں میری محبت ہوگی وہ دل مجھے بہت محبوب ہے۔ یہ ظاہری ادب آداب کیا چیز ہیں اصل چیز تو محبت اور خلوص ہے ؎

موسیا آداب داناں دیگر اند سوختہ جاناں رواناں دیگر اند

الغرض اس قصہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کس قدر وسیع اور کس قدر محبت اور پیار کرنے والی ہے۔ اللہ! اللہ! کیا ہی عظیم الشان اس کی محبت ہے۔ اس واقعہ کو پڑھنے سے کیا اثر دل پر پڑتا ہے کہ بے اختیار آنسو نکل آتے ہیں۔ یہ ان واقعات میں سے جو انسانوں کو اس دنیا میں پیش آتے ہیں محض ایک مثال ہے اس محبت کی جو خدا وند تعالیٰ کو اپنے بندوں سے ہے۔ اور اس قدر و قیمت کی جو خدا کی نظر میں ایک مخلصانہ دعا کی ہے

اصل دعا یاد رکھنا چاہئے کہ دعا کی سب سے اعلیٰ قسم وہ ہے جس میں انسان کی اپنی کوئی غرض پنہاں نہ ہو

یعنی وہ دعا جو عذاب و ثواب کے خیالات سے بالاتر ہو۔ یا مختصراً یوں کہئے کہ وہ دعا جس میں کوئی التجا نہ ہو بلکہ وہ دعا جس میں محض خدا کی محبت ہی محبت ہو۔ دعا وہی دعا ہے جس میں ذاتی غرض نہ ہو۔ ایسی دعا دونوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے وہ گڈریا جس کا اوپر ذکر ہوا ہے وہ خدا کی خدمت محض محبت کے تقاضے سے کرنا چاہتا تھا۔ اس کا مقصد محض محبت اور محبت تھا۔ وہ اپنے ریوڑ کے لئے دعا نہیں مانگتا تھا جو اس کی زندگی کا سہارا تھا۔ اس خیال سے کہ کہیں اس کی دعا میں دنیوی غرض کا شائبہ نہ پایا جائے۔ یہ کس قدر خلوص کی دعا تھی۔ خدا نے اپنے نبی علیہ السلام پر اس طرح وحی فرمائی کہ آپ ان لوگوں سے یوں کہہ دیجئے :-

ما سالتکم من اجر فهو لکم ان اجری الا علی الله ۔ وهو علی کل شیٔ شهید ۔

(سورۂ سبا) جو میں تم سے اجر مانگتا ہوں وہ تمہارے لیے ہی ہے ۔ میرا اجر صرف اللہ پر ہے۔ جو تمام چیزوں پر شاہد ہے ۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ یوں نصیحت فرماتا ہے فاستقم کما امرت (سورۂ ہود) یعنے تو سیدھی راہ پر چلتا رہ جیسا تجھے حکم دیا گیا ہے ۔

جو شخص اس نیت سے کوئی نیکی کا کام کرتا ہے کہ اس کو اس کا بدلہ ملے ۔ اس کی مثال اس قلی سے دیجا سکتی ہے جو اپنے کام کی مزدوری مانگتا ہے ۔ یہ ایک بہت گراہوا اور ادنےٰ خیال ہے ۔ علیٰ ہذا جو شخص کسی سزا سے ڈر کر کام کرتا ہے اس کی مثال ایک ایسے عاقبت نااندیش نوکر کی سی ہے جو کہ کسی زجر و توبیخ کے خوف سے اپنے آقا کا کام کرتا ہے ۔ اس قسم کے لوگ جو کسی اجر یا بدلہ کے لئے خدا کی عبادت بجا لاتے ہیں ان کی عبادت کی مثال حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے "تجارتی عبادت" سے دی ہے ۔ اور دوسری قسم کے لوگ جو کسی ڈر یا خوف کے ماتحت عبادات بجا لاتے ہیں ان کی عبادات "غلامانہ عبادت" ہے ۔ لہٰذا اگر اللہ تعالےٰ اس قسم کی عبادتوں کو ناپسند فرمائے تو کچھ مقام تعجب نہیں ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کئی بار اس قسم کی مطلبی عبادتوں سے پرہیز کی طرف اپنی امت کو توجہ دلائی ہے ۔ اور اس کے ساتھ ہی اس عبادت کی تاکید فرمائی ہے جو خالصۃً للہ ادا کی جائے ۔ اور جس میں کوئی غرض نفسانی وابستہ نہ ہو بلکہ محض بہ تقاضائے محبت الٰہیہ کی جائے ۔

حقیقی ولی } اصل خدا کا بندہ اور حقیقی ولی کون ہے ؟ وہی جو خدا سے خدا کو ہی مانگے ۔ اور سوائے خدا کے اس کا کوئی مطلوب کوئی محبوب اور کوئی غرض اور کوئی غایت نہ ہو ۔ یہ وہ سنہری الفاظ ہیں جو ایک بہت بڑے با خدا انسان حضرت سیدی سفیان الثوریؒ کی زبان مبارک سے نکلے ہیں ۔ آپ علیہ الرحمۃ خدائے پاک کو ان الفاظ میں مخاطب فرمایا کرتے تھے " اے خدا اگر میں دوزخ کے خوف سے تیری عبادت کرتا ہوں تو مجھے دوزخ میں ڈالنا ۔ اگر میں بہشت

کے لالچ میں تیری عبادت کرتا ہوں تو مجھے بہشت سے دور رکھ۔ ہاں اگر میں خاص تیری خاطر اور تیرے لئے تیری عبادت کرتا ہوں تو اے خدا اپنے جمال کو مجھ سے مت چھپا۔[1]

آٹھویں صدی عیسوی میں رابعہ بصری ایک بڑی ولیہ گزری ہیں۔ جو شخص محض اپنے نفس کے لئے ہی کوشاں رہے اور اپنی نفسانی خواہشات کے لئے ہی کام کرے اور اس کی عبادت کا مقصد ہوا و ہوس دنیوی ہی ہو اس کو وہ نامرد قرار دیتی تھیں۔ جو شخص حیات بعد الموت کے لئے عبادت کرے یعنے دوزخ کے خوف یا بہشت کی امید لئے ہوئے عبادت بجا لائے۔ اس کو مادرزاد مخنث کہتی تھیں۔ لیکن وہ جو ان خیالات سے بالا ہو کر محض خدا کی محبت میں فنا ہو کر اور اس کی خوشنودی کے لئے عبادت بجا لاتا ہے وہ ان کے نزدیک حقیقی مرد ہے۔ جو خدا کے حقیقی پرستار اور جو اس کی محبت کے بندے ہیں ان کے نزدیک بہشت و دوزخ کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ بہشت کی خوشیاں اور دوزخ کا خطرہ ان کے قلوب پر ذرا اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ وہ دونوں میں سے کسی ایک کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ دونوں سے مستغنی ہوتے ہیں۔ وہ بہشت و دوزخ کی طرف نہیں دیکھتے۔ وہ اپنے محبوب ازلی خدا کی طرف دیکھتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ خدا کا بندہ اپنے فرائض کو فرائض کی خاطر بجا لاتا ہے۔ وہ اس خیال سے عبادت نہیں کرتا کہ دوسری دنیا میں کسی "خرید و فروخت کا بازار کھولے یا خدا کے ساتھ کوئی بہی کھاتہ کھول بیٹھے" یہ الفاظ ایک بہت بڑے فاضل شخص کے ہیں جو انہوں نے مزاحاً ایک دفعہ اس موقعہ پر کہے۔ اسلام میں یہ نیکی اور عبادت کی اصل روح ہے "خدا کے ساتھ ایک لمحہ فکر یہ سلیمانؑ کی سلطنت سے بہتر ہے۔" "خدا کے ساتھ اور خدا میں ہونا" یہی جنت ہے۔ اور اس سے جدا اور دور ہونا یہی دوزخ ہے۔ اسمعیل شاعر نے اس خیال کو نہایت خوبصورتی سے بیان فرمایا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ بہشت وہ ہے جہاں تو ہی تو ہے۔ اور میری وہاں ہستی نہیں ہے اس وصال کا نام بہشت ہے۔ اور دوزخ یہ ہے جہاں تو نہ ہو اور میں ہوں۔ اسی فراق کا نام دوزخ ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بہشت وصال ایسی عبادات سے اور ایسی نمازوں سے پیدا نہیں ہوتا جن میں کوئی روح نہ ہو۔ بلکہ یہ نعمت عظمےٰ اس وقت ملتی ہے جبکہ انسان صفائی قلب سے درگاہ باری میں سجدہ ریز ہو۔

---

[1] Chapter to. Studies in Islamic Mysticism by R. A. Nicholson.

اور اس کے دل کے اندر خدا کی محبت کا دریا موجزن ہو۔

ذکر الٰہی } یہ انسانی قلب کی ایک مستقل خواہش اور تڑپ ہوتی ہے کہ وہ خدا کا خیال کرے اور کثرت سے اور بار بار اس کی طرف رجوع کرے اور ایک دائمی تعلق اس کا خدا سے ہو۔ اور اس سے ایک پائدار پیوند اور جوڑ ہو۔ اسی کو ذکر الٰہی کہا جاتا ہے۔ جس کے متعلق بار بار قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید کی مندرجۂ ذیل آیات ملاحظہ ہوں۔

فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون۔ (سورہ بقرہ)

فاذکروا اللہ قیاماً و قعوداً و علی جنوبکم۔ . . . (سورہ النساء)

رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ و اقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ۔ (النور)

ولذکر اللہ اکبر (سورہ العنکبوت)

واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون۔ (سورہ جمعہ)

اسی طرح کئی ایک اور آیات بھی بیان کی جا سکتی ہیں

نماز کے ظاہری اور باطنی فائدے } عام طور پر ذکر سے مراد یہی نماز لی جاتی ہے جس کی ایک خاص ہیئت مقرر ہے۔ لیکن اس کے معنوں میں وسعت ہے۔ علاوہ اس ظاہری نماز کے ذکر کے لفظ میں تفکر بھی شامل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان خاموشی کے ساتھ خدا کا دھیان کرے۔ جس کو مراقبہ بھی بعض حالتوں میں کہہ دیتے ہیں۔ نماز کے متعلق قرآن مجید میں وارد ہے۔ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی (سورہ العنکبوت) یعنے نماز بُرائی اور بے حیائی اور سرکشی کی باتوں سے روکتی ہے۔ نماز وہ چیز ہے جو ارتکاب معصیت سے انسان کو باز رکھتی ہے اور اس کے اندر بدی پر غالب آنے کی طاقت اور قوت پیدا کر دیتی ہے۔ لیکن صرف یہی فائدہ نماز سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ ایک اور بڑی نعمت ہے۔ ایک اور بڑی دولت ہے جو انسان کو حاصل ہوتی ہے وہ اطمینان قلب ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں الا بذکر اللہ تطمئن القلوب یعنی آگاہ رہو کہ خدا کے ذکر سے ہی قلوب اطمینان پاتے ہیں۔ نماز ایک صیقل ہے جو قلب کی تمام میل کچیل کو دور کر کے اس میں نور بھر دیتی ہے۔ یہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول مبارک ہے۔ جس کی صداقت میں ذرا بھی شبہ نہیں ؛

مکتوبات ووکنگ

بارنیٹ ۔ ہرٹس

عزیزکرم ! چہ جائیکہ ایک فرض کہوں ۔ مجھے مسرت ہے کہ آج میں اس مہربانی اور مہمان نوازی کے شکریہ میں چند سطور سپرد قلم کرتا ہوں جس کا عیدالاضحیٰ کی تقریب سعید پر آپ نے راقم الحروف اور مسٹر کجن کو مستحق سمجھا ۔

ہم جملہ حاضرین کی مسرت اور نیک نیتی سے سخت متاثر ہوئے تھے ۔ کاش ہم عیسائی افراد بھی اس سے سبق حاصل کریں اور امام صاحب کے بیان کئے ہوئے غیر جانبدارانہ اصولوں پر کاربند ہونے کی کوشش کریں ۔ آپ کی مسلم سوسائٹی کے فاضل صدر مسٹر ڈی یارک سے جو میرے ساتھ سکول میں پڑھا کرتے تھے ۔ مل کر مزید مسرت حاصل ہوئی ۔

ہم آپ کی تواضع کا ایک بار اور شکریہ ادا کرتے ہیں ۔

آپ کا خیر اندیش
جان ۔ ڈبلو ۔ پریڈ

سٹریتھم ۔ لندن ۔ ایس ۔ ڈبلو ۱۶ ۔

عزیز مکرم ۔ میں انگلستان میں اسلام کی تبلیغی سرگرمیوں کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا شایق ہوں اور مجھے تعجب ہے کہ آیا میں اس ہفتہ کی کسی شام کو مسجد ووکنگ میں حاضر ہو سکتا ہوں ۔ آیا تین یا ساڑھے تین بجے کا وقت موزوں ہوگا ۔ اگر آپ مجھے کچھ لٹریچر بھی مرحمت فرمائیں تو ممنون ہوں گا ۔

آپ کا خیر خواہ :۔ (ریورنڈ) جی ۔ ایف ۔ ایس ۔ جی

کیمبرج ۔

عزیز مکرم ! ریلوے بورڈ پر میں نے دیکھا کہ آپ اسلام کے متعلق مفصل کوائف عطا کرتے ہیں ۔ مجھے خیال ہوا کہ آپ کو لکھ کر حالات سے واقفیت حاصل کروں ۔ ایک مسیحی ہونے کی حیثیت سے میں ضروری خیال کرتا ہوں کہ دیگر مذاہب کی تعلیم سے بھی بے خبر نہ رہوں ۔ لہٰذا وہ اطلاعی لٹریچر جو آپ بہم پہنچاتے ہیں مجھے ارسال فرما کر ممنون فرمائیں ۔

آپ کا عقیدتمند
(جی ۔ ایچ ۔ ڈبلو ۔ بی)

تفصیل آمد دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور بابت ماہ مئی ۱۹۳۷ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطیان	پائی	آنہ	روپیہ
۳ مئی	۱	جناب خان بہادر شیخ منہاج الدین صاحب			۱۰
۵ "	۷	ہز ہائینس نواب صاحب بہادر مانگرول		۸	۴۹
۸ "	۴۲	جناب عبدالحق صاحب			۱۰
۱۰ "	۴۷	" مولوی محمد اظہر الحق صاحب			۴
	۴۵	" خواجہ نذیر احمد صاحب			۱۰۰۰
۱۳ "	۶۶	" عبدالکریم صاحب			۵
۱۴ "	۱۱۰	" غلام نبی صاحب		۳	۲
۱۵ "	۱۱۲	" محبوب خانصاحب			۳
۱۷ "	۱۴۳	معرفت محمد حمید اللہ صاحب گورکھپور			
		محمد یسین خانصاحب ۱-۰-۰			
		محمد صادق خانصاحب ۱-۰-۰			
		محمد ضمیں خانصاحب ۱-۰-۰			
		سید عظمت علی صاحب ۱-۰-۰			
		محمد حمید اللہ صاحب ۱-۰-۰			
		وحید علی صاحب ۱-۰-۰			
		اکبر حسین صاحب ۰-۸-۰			
		تجمل حسین صاحب ۱-۰-۰			
		عبدالوحید خانصاحب ۵-۰-۰			
		ایم شوکت علی صاحب ۱-۰-۰			
		ایم رفیع علی صاحب ۵-۰-۰			
		ایم عبدالمغنی صاحب ۱-۰-۰			
		میزان ۱۹-۸-۰		۸	۱۹

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطیان	پائی	آنہ	روپیہ
۱۹ مئی	۱۴۱	کرم الٰہی صاحب			۵
۲۰ "	۱۴۵	ڈاکٹر امین اکبر خانصاحب بابت ۱۲ اعدد خریدہ مشن	۰	۰	۴
۲۱ "	۱۵۱	عباد اللہ صاحب		۱۰	۲۶
۲۲ "	۱۵۷	کے ایچ منیار اسکوائر			۲
۲۸ "	۱۷۸	علی اختر صاحب داشمن			۳۰
۳۱ "	۱۸۲	احمد دین عبداللہ صاحب امانت	۶	۹	۶
"	۱۸۳	معرفت میرزا عبدالحق صاحب و منشی امانت محمد صاحب		۱۲	۷۱
		فروخت اسلامک ریویو مئی ۳۷ء	۴	۱۰	۵۶۰
		" اشاعت اسلام "		۸	۴۲
		" گزٹ		۸	۴۰
		" کتب	۶	۷	۲۲۸
		میزان	۷	۱	۲۲۳۱

تفصیل آمد مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطیان	پائی	آنہ	روپیہ
۸ مئی	۳۴	جناب اے ایم رحمٰن اسکوائر			۵
۱۵ "	۱۳۲	" عمر اسمٰعیل صاحب ایک پونڈ	۲	۱۱	۱۲
		میزان	۲	۱۱	۱۷

تفصیل اخراجات دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور بابت ماہ مئی ۱۹۳۷ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۸ مئی	۱	امپرسٹ بل بتفصیل ذیل:-			
		محصول ڈاک از نمبر ۱۴۴۸ تا ۱۴۶۴ ام [illegible]			
		کاغذ برائے اپیل ۲ ہزار ۵ ریم [illegible]			
		سٹیشنری کاپیاں ہیڈ فائل وغیرہ [illegible]			
		کتب برائے فروخت [illegible]			
		بنوائی ریپر اسلامک ریویو ۹ ہزار [illegible]			
		کتابت نمونہ جات قرآن مجید [illegible]			
		متفرق [illegible]			
		۲۸۷-۹-۶	۶	۹	۲۸۷
"	۲	پیشگی امام صاحب مسجد ووکنگ ۲۰ پونڈ		۱۰	۷۹۹
	۳	تنخواہ عملہ دفتر لاہور بابت اپریل ۳۷ء		۶	۲۵۷
	۴	میسرز رپن پریس لاہور طباعت گزٹ از نمبر ۹ تا ۲۱ و ضمیمہ اسلامک ریویو		۸	۵۳
	۵	کاغذ برائے اشاعت اسلام ۸ ریم	۹	۶	۵۰
	۶	میسرز یونین پریس لاہور علی الحساب بابت طباعت اشاعت اسلام ایسٹ ٹو ویسٹ	۰	۰	۵۰

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۸ مئی	۷	طباعت فہرست کتب اردو ۳ ہزار	۶	۴	۲۷
	۸	میسرز کمرشل یونین پریس طباعت و بنوائی ۳۰ ہزار ریپر اسلامک ریویو			۲۷
	۹	میسرز فوٹو آرٹ کمپنی بنوائی بلاک برائے اسلامک ریویو			۱۸
	۱۰	میسرز معراج الدین - جلد بندی اسلامک ریویو فروری و مارچ ۳۷ء اشاعت اسلام اکتوبر ۳۶ء دسمبر ۳۶ء و فروری و مارچ ۱۹۳۷ء و کوپن وغیرہ		۱۱	۵۸
	۱۱	سفر خرچ ایجنٹ مشن بابت پشاور ٹور	۹	۷	۳۵
	۱۴	" پشاور کیمبل پور - جہلم - راولپنڈی - گجرات - سیالکوٹ وغیرہ	۶	۷	۴۹
	۱۵	پیشگی برائے سفر خرچ ایجنٹ مشن اندراج سابقہ	۹	۴	۳۵
		میزان	۹	۱۴	۱۷۳۹

تفصیل آمد دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور بابت ماہ جون ۱۹۳۷ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۲ جون	۱۸۷	خانبہادر شیخ منہاج الدین صاحب مشن			۱۰
۳ "	۱۹۲	میاں محمد سلیم نظام جان صاحبان "			۲۰
۵ "	۱۹۸	ایم عبدالمطلب صاحب "			۲۵
۷ "	۱۹۹	سید ریاض الدین احمد صاحب "			۳۰
"	۲۰۳	کرم الٰہی صاحب			۵
۸ "	۲۱۳	سر میرزا محمد اسمٰعیل صاحب "			۵۰
"	۲۱۴	سید امین الدین صاحب "			۲۵
۱۰ "	۲۴۱	جنابہ زبیدہ خاتون صاحبہ "			۲۵
"	۲۴۲	کے بی احمد اسکوائر			۱۵
"	۲۴۳	جناب لفٹنٹ کرنل ایم اے جعفری اسکوائر			۱۵
"	۲۴۴	" عبدالکریم صاحب "			۵
"	۲۴۵	" میسرز غلام محمود چغتائی "			۵
۱۱ "	۲۵۵	" سید امین الدین صاحب "			۲۵
"	۲۵۶	" محمد ایوب صاحب "			۲۰
"	۲۵۷	جنابہ مس عقیلہ خانم صاحبہ "			۱۰
"	۲۵۷	جناب معتسیط خانصاحب "			۸
۱۲ مئی	۲۸۱	" ای یو حاجی احمد صاحب "			۳۰
۱۴ "	۲۹۲	" عظیم الدین خانصاحب "			۲۰
"	۲۹۳	" محمد ابوسعید صاحب "			۱۰
۱۵ "	۳۱۰	" رسالدار میجر نظیر علی صاحب "			۱۰
۱۶ "	۳۱۳	" ایم اے عمر دراز اسکوائر "			۵
۱۷ "	۳۱۷	" محمد شریف خانصاحب			۱۵

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱۷ مئی	۳۲۹	جناب ڈاکٹر امین اکبر صاحب، امانت عوض مشن	۰	۰	۴
"	۳۳۰	" ڈاکٹر محمد یعقوب علی صاحب		۱۴	۳
۱۸ "	۳۴۳	" ڈاکٹر وزیر احمد صاحب			۱۸
۱۹ "	۳۴۲	" ڈاکٹر راجہ خانصاحب			۱۰
"	۳۴۹	" محبوب خانصاحب			۳
۲۱ "	۳۵۳	" ایس اے قدوائی صاحب			۱۰
"	۳۵۴	" شیخ منظور احمد صاحب			۵
"	۳۵۵	" سید عبدالحلیم صاحب		۷	۴
۲۳ "	۳۶۵	" ایم محمد اظہر الحق صاحب			۴
۲۴ "	۳۷۶	" ایم محمد حسین علی صاحب			۵
۲۵ "	۳۸۳	" عبدالحق صاحب			۵
۲۶ "	۳۹۰	" محمد عبداللطیف صاحب			۳
۲۹ "	۳۹۹	" یومانگ گبل اسکوائر			۱
		فروخت اسلامک ریویو جون ۳۷ء	۶	۹	۷۸۳
		" اشاعت اسلام "		۸	۵۹
		" گزٹ "		۱۲	۳۳
		" کتب "	۹	۰	۱۹۷
			۳	۳	۱۵۰۳

تفصیل آمد برائے مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی		پائی	آنہ	روپیہ
۷ جون	۱۹۹	جناب ریاض الدین احمد	اکاپی			۵
"	۲۰۰	" عبدالحفیظ صاحب	" ۲		۸	۲۲
۱۲ "	۲۸۲	ڈاکٹر موسیٰ خانصاحب	" ۱			۵
۱۳ "	۲۹۴	خانصاحب ڈاکٹر سلیمان خانصاحب	" ۱			۵
۱۸ "	۳۳۶	محمد ابوالحسن صاحب	" ۱			۵
					۸	۴۲

تفصیل اخراجات دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور بابت ماہ جون ۱۹۳۷ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۷ جون	۱۶	تنخواہ عملہ دفتر لاہور بابت مئی ۳۷ء		۹	۲۵۷
	۱۷/۱۸	" سکرٹری صاحب اپریل و مئی ۳۷ء		۱۰	۳۶۵
	۱۹	امپرسٹ بل بتفصیل ذیل: محصولڈاک از نمبر ۲۰۱ تا ۳۹۹، سٹیشنری رجسٹر سیاہی وغیرہ، کتب برائے فروخت، بجلی کا بل، کتابت اشاعت اسلام مئی، متفرق		۱	۲۷۴
	۲۰	کرایہ فرودگاہ بابت اپریل ۳۷ء		۰	۴۵
	۲۱	جلد سازی			۴۰
	۲۲	میسرز ملک پرنٹنگ پریس علی الحساب طباعت ۲۴ صفحات چٹ اسلامک ریویو			۱۵
	۲۳	امپرسٹ بل بتفصیل ذیل: محصولڈاک از نمبر ۴۰۰ تا ۴۰۳، سٹیشنری لفافے سیاہی وغیرہ، کتب برائے فروخت، ایک سٹیمپ سیاہی ..., ایک رِیم ... کاغذ ...			

بل نمبر	تاریخ بل	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
		کتابت اشاعت اسلام علی الحساب جون ۳۷ء، پروف ریڈنگ اسلامک ریویو مارچ تا جون ۳۷ء، متفرق	۳	۴	۲۹۶
۲۴		۱۱ ریم کاغذ برائے ضمیمہ اشاعت اسلام نومبر دسمبر	۳	۸	۵۵
۲۵		میسرز نیو یونین پریس علی الحساب طباعت اشاعت اسلام اگست تا دسمبر			۵۰
۲۶		میسرز زرین پرنٹنگ پریس طباعت ٹریکٹ نمبر ۶، ۷، ۸، ۹			۴۰
۲۷		میسرز ملک پرنٹنگ پریس بقایا از بل ۱۹۱ علی الحساب بل ۹۳۹ طباعت چٹ اسلامک ریویو			۳۰
۲۸		میسرز نورانی پریس طباعت اشاعت اسلام ماہ فروری تا ... ۳۷ء و سرورق مارچ اپریل			۲۹
۲۹	۱۹ جون	۵ ریم کاغذ برائے ووکنگ گزٹ	۳	۷	۲۵
۳۰		میسرز ملتن پریس طباعت چٹ اسلامک ریویو، لیٹر سرکلر ... ۱۹۳۷-۳۸ء		۱۲	۱۶
۳۱		میسرز سول اینڈ ملٹری گزٹ طباعت اسلامک ریویو از جنوری تا مئی ۳۷ء			۴۰۰
۳۲		میسرز سول اینڈ ملٹری گزٹ طباعت ...			۱۴۰

مسجد ووکنگ میں آجاتے ہیں۔ نماز و خطبہ عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے۔ (۷) رسالتمآب حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کیے جاتے ہیں۔ (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نو مسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نو مسلمین کی ایک جماعت لنڈن میں "برطانیہ عظمیٰ کی مسلم سوسائٹی" کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

(۵) **مشن کے آرگن** ۔ اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی اسی قدر مشن کی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

(۶) **مشن کے تاثرات** ۔ (۱) مشن کی اکیس سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اخوان و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم طبعیات تاجر۔ مغربی متشرقین و فوجی شہرت کے نو مسلمین ہیں۔ یہ نو مسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں بعض تو تہجد تک کو خاص ذوق و کدازت سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا با معنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک ذاتیں حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر تبلیغ اسلام کی جد و جہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف مغربی ممالک میں مفت تقسیم کیے جا چکے ہیں جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس محنت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ (۳) کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ امریکہ میں اب دشمنان اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ مشن کی اکیس سالہ تبلیغی تگ و دو نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک دوستانہ فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی ممالک میں ووکنگ مسجد اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط ۔۔۔ آتے رہتے ہیں۔ غیر مسلم ہفتہ میں ۔۔۔ اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف قسم کے استفسار کرتے ہیں۔ وہ آخر کار اپنے شکوک کو رفع کرنے کے بعد اعلان اسلام کا فارم پر کر کے شاہجہانی مسجد ووکنگ انگلستان میں معہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلان اسلام معہ ان کے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) **انگلستان میں اشاعت اسلام مسلمانوں کی سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ ہے** قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعت اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض۔ غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے یعنی انہیں اپنا ہم خیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے پیچھے اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لیے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعت اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں کو جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں بالکل ناکام ہو چکے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کریں۔ اگر بالفرض ہم آیندہ دس سال میں انگلستان میں بیٹھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جد و جہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم و بران سیاست کے وفود کو انگلستان بھیج کر انگریزی قوم کو اپنے ہم آرا کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضہ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہییں لیکن انگریزی قوم میں **اشاعت اسلام ہمارا اولین نصب العین ہونا چاہیئے۔**

(۸) **ووکنگ مسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے** دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے جس سے کل مسلمانان عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سر انجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سر سبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذب عالم اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانان عالم کا واحد مشن ہے اسکو کسی فرقہ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اسی غیر فرقہ وارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں۔ اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائین۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ بلاد اسلامیہ شمالی و مغربی امریکہ کے مسلمان اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

(۹) ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے:

(۱) بحیثیت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں۔ جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا ہے۔ (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کار خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریک خریداری فرمائیں۔ سالانہ چندہ ۷ روپیہ ہے (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں اس کا حلقہ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ ۳ ہے اور ممالک غیر کیلئے ۵ ہے (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں۔ یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخل حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ ان تک پہنچتا ہے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں مسیحی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتہ موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جا سکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید۔ ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاوے گی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک و احتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہو جاتا ہے نماز و خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زر کثیر صرف ہوتا ہے جس میں کوئی نہ کوئی نو مسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کر کے غیر مسلمین یورپین احباب کو اس شخصیت کامل سے روشناس کرتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رو سے اشاعت اسلام کا کام زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانہ عید میں اس کار خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عید قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تو اس کا سود اشاعت اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتوے دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سود صرف ہو سکتا ہے۔ اگر آپ سود کی ان رقوم کو بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لینگے تو اسلام کی اشاعت و حمایت کی بجائے۔ یہ رقم دشمنان اسلام کے ہاتھ چلی جاوے گی۔ جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کرینگے (۱۴) ہر قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ [illegible] کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

(۱۰) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ (ریزرو فنڈ)

ایک کار کن نظام کے لئے از بس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام اکیس سال سے بہ احسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کر رہا ہے اس مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ و قائم رکھنے کے لئے منتظمان کمیٹی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ کا محفوظ سرمایہ جمع کیا جائے۔ اس دس لاکھ روپے کو بنک میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم ہمت کرے تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اس سکیم کے بروئے کار ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور آئے دن کی فوری امداد کی ہمت سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہو کر آئندہ کیلئے کسی بیرونی امداد کا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چالیس کروڑ مسلم بھائی دس لاکھ روپیہ بھی اس کار خیر کیلئے فراہم نہ کر سکینگے۔

(۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم و نسق

یہ مشن ایک معتبر رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے جس کے ٹرسٹیز اور ممبران منتظمہ کمیٹی کی امانت و دیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار نگران کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔ (۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لنڈن میں مسجد ووکنگ انگلستان کے مشن کی نگرانی کرنے والی کمیٹی (۴) لٹریری کمیٹی (جو کتب کی طباعت و اشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت۔ کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔

(۱۲) مشن کا مالی انتظام

(۱) مشن کی جملہ رقوم جو باہر سے آتی ہیں تین کارکنان مشن کی موجودگی میں وصول ہو کر۔ رجسٹرات آمد میں چڑھ کر ان ہر سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں چلی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلقہ دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان امپریسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکرٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں (۳) آمد و خرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں (۵) چیکوں پر تین عہدہ داران ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد و خرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کر دی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بیلنس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۱۳) ضروری ہدایات۔ (۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور پنجاب ہونی چاہیئے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتر دی ماسک ووکنگ۔ سرے انگلینڈ ہے۔

Address in England – The Imam, The Mosque, Woking, Surrey, England

(۵) بنکرس۔ لائیڈ بنک لمیٹڈ لاہور و لنڈن ہیں۔ (۶) تار کا پتہ "اسلام" لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان)

تمام خط و کتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب۔ ہندوستان) فرمائیں